بشابرکشا



یعنی

زہریلا درخت

بنگالی زبان کے ایک نہایت مشہور فسانہ نگار کے ایک مقبول ناول کا

اردو ترجمہ

جس میں نہایت عبرتناک پیرایہ میں دو شادیوں کا نتیجہ نکالا گیا ہے

(باجازت مولوی غلام قادر صاحب فصیح ایڈیٹر پنجاب گزٹ)

سنہ ۱۸۹۴ع

مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور میں باہتمام کارپردازان طبع ہوا

حصّہ لے رہا تھا۔ دہقانوں کی سیہ فام عورتون کا بھی ایک طرف جمگھٹا لگ رہا تہا۔ کسی کے ہاتھہ مین پانی کا برتن تہا۔ کسی کے ٹوٹی ہوئی چٹائی تہی۔ کوئی گلے مین ہسلی ڈالے۔ کوئی ناک مین نتھ لٹکائے کوئی بازو پر کنگن چڑہائے ہوئے تھی۔ کپڑے سب کے میلے کچیلے تھے۔ اور سب گلچھرے اوڑا رہی تہین۔ انمین سے ایک تو مٹی مین سر لتھیر رہی تہی۔ دوسری بچے کو پیٹ رہی تہی۔ تیسری اپنی ہمسایہ عورت کے ساتھ کسی گمنام شخص کی غیبت کر رہی تہی۔ چوتھی کپڑے دہو رہی تہی۔ علےٰ ہذا القیاس

علاوہ اِسکے معزز عورتین بہی گھاٹ پر جمع ہو رہی تہین۔ سالخوردہ تو باہم باتون مین مشغول تہین۔ متوسط عمر کی شوکی پوجا کر رہی تہین۔ لڑکے اور لڑکیون نے ایک اودہم مچا رکھا تھا۔ کیچڑ سے کھیلتے ایک دوسرے پر پانی ڈالتے اور بے فایدہ شور پکارا کرتے تھے۔ کوئی شریر لڑکا کسی عورت کے قریب چپکے سے آجاتا اور شوکی مورت چہینکر پانی مین دوڑ جاتا۔ کوئی اپنے زبردست حریف سے بہاگ کر سالخوردہ عورتون کے دامن کے نیچے پناہ گزین ہوتا۔ ایک طرف برہمن آرام بیٹھے ہوئے گنگا کی تعریف الاپ رہے تھے اور کبہی کبہی بال سنوارتی ہوئی جوان عورتون کو بھی ایک نظر گھور لیتے تہے۔

آسمان پر سفید بادل گرم ہوا مین حرکت کر رہے تھے۔ اُنکے سایۂ مین پرند اُڑ رہے تھے۔ ناریل کے درختون پر چیلین سلطنت کے وزرا کی طرح بیٹھی ہوئین آس پاس کے شکار کی تاک مین لگ رہی تہین کلنگ ناک ہوا مین چڑہائے کیچڑ مین سونڈ ڈالے ہوئے تھے۔ بگلے پانی مین ڈبکیان لے رہے تھے۔ اور دیگر چہوٹے چہوٹے پرند خوشی خوشی اِدہر اُدہر پرواز کر رہے تھے۔

نگیندر کے سفر کے تیسرے دن بادل اُٹھے اور بتدریج آسمان پر چہاگئے۔ دریا تاریک ہوگیا۔ پرند بڑی بلندی پر اُڑ گئے۔ درختون کی شاخین کملا گئین اور پانی بیحس و حرکت ہوگیا۔ نگیندر نے ملاح کو حکم دیا کہ کشتی تیز کر کے کنارے لگا دے۔ اتفاق سے ملاح رحمت اللہ

نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے کچھ جواب دیا۔
رحمت اللہ در اصل ملاح کے کام سے بالکل
ناواقف تھا۔ اسکی نانی کی ماں کسی ملاح کی
بیٹی تھی اور اس عذر پر رحمت اللہ اپنے
آپ کو ملاح کہلانے کا مستحق سمجھ بیٹھا تھا۔ اتفاق
سے اُسے ملازمت بھی ملگئی مگر اس نے کام
مطلق نہ سیکھا۔ اسکا کام توکل پر چلتا تھا۔
پھر بھی رحمت اللہ زبان کا بڑا تیز تھا
وہ گفتگو میں کسی سے پیچھے رہنے والا نہیں
تھا چنانچہ جب وہ نماز پڑھ چکا تو اُسنے
بابو کو مخاطب کرکے کہا:۔

"جناب آپ مت گھبرائیے۔ یہ خوف کی
جگہ نہیں" رحمت اللہ کی دلیری سے جواب
دینے کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ کنارہ قریب
ہی تھا۔ تھوڑی دیر میں کشتی کنارے لگ
سکتی تھی اور بابو سلامتی کے ساتھ کنارے
پر پہونچ سکتا تھا۔

مگر دیوتے اس دن رحمت اللہ سے
ناراض معلوم ہوتے تھے۔ یک بیک بڑا
بھاری طوفان بپا ہوا۔ پہلے آندھی شروع
ہوئی اور کچھ عرصہ تک درختوں کی شاخوں
کے ساتھ کشتی لڑتی رہی پھر اُس نے اپنے
بھائی مینہ کو بلایا اور دونوں عجیب
کھیلیں کھیلنے لگے۔ مینہ آندھی کے کندھے
چڑھکر آگے بڑھا۔ دونوں نے درختوں
کی چوٹیاں جھکا دیں۔ شاخیں توڑ دیں۔
بیلیں اُکھاڑ دیں۔ پھول اُڑا دیئے۔ دریا
پر گھریں چھوڑ دیں اور تلاطم کا سماں باندھ
دیا۔ آندھی نے رحمت اللہ کا عمامہ اڑا لیا
اور مینہ نے اسکی داڑھی کو فوارہ بنالیا
ملاحوں نے بادبان اوتار دیا۔ بابو نے
کھڑکیاں بند کرلیں اور خدمتگاروں نے
فرش وغیرہ سمیٹ کر ایک کونے میں رکھدیا۔
اب نگیندر شش و پنج میں پڑگیا۔ اگر وہ
طوفان کے ڈر سے کشتی میں سے نکل جائے تو
ملاح اُسے بزدل خیال کرینگے۔ اور اگر
ہی بیٹھا رہے تو سورج مکھی کے سامنے وعدہ
شکن ثابت ہوگا۔ سوال ہوسکتا ہے کہ
اگر وہ اس اقرار کو پورا نہ کرے۔ تو اسمیں
کیا نقصان تھا۔ ہمیں اسکی وجہ معلوم نہیں
مگر نگیندر اسمیں نقصان سمجھتا تھا۔ اس موقعہ پر
رحمت اللہ آیا اور کہنے لگا۔

صاحب رسی پرانی ہے۔ بہت نہیں چلتا
کیا پیش آنے والا ہے۔ طوفان بہت
بڑہ گیا ہے۔ بہتر ہو کہ آپ کشتی سے نکل جائیں
یہ سنتے ہی نگیندر جو پہلے سے ہی فیصلہ
کئے ہوئے تھا کشتی مین سے نکل گیا۔

کوئی شخص اسقدر سخت بارش مین
بغیر پناہ کے دریا کے کنارے کھڑا نہیں
رہ سکتا۔ چونکہ طوفان سر پہ بڑہا چلا آتا تہا
نگیندر پناہ کی تلاش ضروری خیال کرکے
ایک گاؤں کی طرف چلا جو کنارے سے کچھ
فاصلہ پر تہا۔ اس وقت بارش کچھ تھم گئی ہوا
بہی کسی قدر کم ہو گئی۔ مگر آسمان پر ابھی تک
بادل چہائے ہوئے تہے اسلئے امید کیجا سکتی
تہی کہ رات کو ہوا اور بارش کا دورہ
پہر شدت سے ہوگا۔ نگیندر بہی یہ دیکھکر پیر
پیادہ اوسی طرف چلا گیا۔ وقت شام کا تہا۔
مگر بادلوں کی وجہ سے سخت تاریکی چہا رہی
تہی۔ کسی گاؤں۔ مکان۔ میدان۔ سڑک
یا دریا کا کوئی نشان نہ ملتا تہا۔ مگر درخت
جنکے گرد گہو گہا کر کہ شب تاب اڑ رہے تہے
چمکیلے جواہرات کے مصنوعی درخت معلوم
ہوتے تہے۔ بجلی وہی سیاہ اور تاریک
بادلوں میں سے چمک دکھا رہی تہی۔ بچہ
عورت کا غصہ دفعتہً فرو نہیں ہوتا اسلیئے
بار بار شعلہ زن آنکہیں غصہ سے بہری ہوئی
نکال رہی تہی۔ مینڈک بارش کی وجہ سے
بڑا دن منا رہے تہے۔ آج انکی عید تہی کیسر
مزے سے ٹر ٹر کر رہے تہیں اور ٹرا رہے تہے
کہ سننے والے کے تو کان بیٹہے جاتے تہے۔ مگر
انکی راگنی ختم ہونے مین نہ آتی تہی۔ ہمدم
جہینگر کی آواز راون کی وائیں جلنے والی
چتا کی آواز کی مانند سنائی دیتی تہی۔ مگر باوجود
اسقدر شور کے بارش کے قطروں کا درختوں
کے پتوں پر گرنا اور پتوں ٹہنیوں سے
ٹپک کر نیچے زمین پر گرنا صاف سنائی دیتا
رہتا تہا۔ شغال کے پاؤں کی آہٹ۔ اور
پرندوں کا بہیگے ہوئے پروں سے پانی
چہڑکنا اور ہوا کی سنسناہٹ بہی برابر
سنائی دیتی رہی۔

دفعتہً نگیندر کو کچھ فاصلہ پر روشنی دکہائی
دی بڑہی تو دیکہا کہ سرائے ہے بارش
کی وجہ سے نہایت خراب ہو گیا تہا وہ

گیا تو [illegible] اُس روشنی کے قریب پہونچا۔ وہ ایک پرانے بدبخت مکان مین سے نکل رہی تھی جسکا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اپنے گھوڑے کو باہر چھوڑ کر گنگید اُس مکان مین داخل ہوا جسے اُس نے بڑی ابتر حالت مین پایا۔ یہ مکان آبادی سے کسی قدر فاصلہ پر تھا۔ اسکے آس پاس کوئی دوکان نہ تھا۔ یون تو اسکی عمارت عالیشان معلوم ہوتی تھی مگر اب اسکی حالت ایک جھونپڑی سے بھی بدتر تھی۔ اسکے بہت سے کمرے بالکل خالی پڑے ہوئے تھے۔ اور کوئی متنفس نہین دکھائی دیتا تھا۔ الوؤن۔ چوہون۔ سانپون اور مکڑے مکوڑون نے اُسے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ روشنی صرف ایک کمرے سے آ رہی تھی۔ اُسی طرف گنگید بڑھا۔ کچھ سامان انسانی استعمال کا اُسے دکھائی دیا۔ مگر ہر ایک چیز انتہا درجہ کی مفلسی برس رہی تھی۔ ایک دو پیالے مٹی کے برتن۔ ایک ٹوٹا ہوا تخت [illegible] تین یا چار پیتل کے برتن یہ کل اُس مکان کی زیب و زینت تھے۔ دیوارین سیاہ ہو رہی تھین۔ عنکبوت نے ہر ایک کونے مین جالا تن رکھا تھا۔ چھپکلیان اور چوہیان چارطرف دوڑ رہی تھین۔ ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر ایک بوڑھا آدمی لیٹا ہوا تھا [illegible] کے قریب پہونچ [illegible] اُسکی آنکھین کھلی ہوئی نہین اسکے دم [illegible] اور اسکے ہونٹ کانپ رہے تھے۔ اسکے بستر کے ایک طرف ایک مٹی کا دیا ایک اینٹ پر رکھا ہوا تھا جیسے کہ آدمی کے جسم مین روح پروان نہ تھی ویسے ہی دیئے مین بھی تیل نہ تھا۔ مگر ایک اور شمع بستر کے پاس روشن تھی جو ایک [illegible] دل بہلانے والی لڑکی تھی۔

خواہ یہہ وجہ ہو کہ دیئے مین تیل نہین رہا تھا یا یہہ کہ [illegible] شخص جدائی کی ساعت کی سوچ مین مستغرق تھے۔ گنگید کا آنا انکو معلوم ہوا۔ گنگید دروازے پر کھڑا رہا اور اُس نے حسرت سے بھرے ہوئے آخری الفاظ سنے جو بڈھے کے منہ سے نکل رہے تھے۔ یہ بوڑھا اور لڑکی دونون اسقدر آباد دنیا مین بے یار و مددگار

تھے ایک دن اِنکے پاس دولت بھی تھی رشتہ دار بھی تھے ملازم اور لونڈیان بھی تھین۔ مگر تقدیر کے پلٹ جانے سی وہ سب چیزین ایک ایک کرکے اِنکے ہاتھہ سے نکل گئین۔ مان اپنے بیٹے اور بیٹی کے چہرے فاقہ کشی کی وجہ سے کملاتے دیکھنا برداشت نہ کرنیکی اور غم کے مارے جلد قبر مین جا پڑی اِس چاند کے ساتھ ستارے بھی نابود ہوگئے۔ خاندان کا سہارا مان کی آنکھون کا تارا اور باپ کی امید ایک بیٹا تھا وہ بھی باپ کی آنکھون کے سامنے چتا مین جھنکا گیا۔ سوا اِس بوڑھے اور اِس خوبصورت لڑکی کے اور کوئی زندہ نہ تھا۔ یہہ دونون اِس ویران مکان مین رہتے تھے اور ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ کنداننی کی عمر شادی کے قابل تھی۔ مگر وہ اپنے باپ کے بڑھاپے کی لاٹھی تھی۔ اُسی کے ساتھ دنیا بھر مین بوڑھے کا علاقہ تھا۔ جب تک وہ زندہ رہتا اُسکی شادی نہین کرسکتا تھا۔ چنانچہ جب کبھی اُسے کنداننی کی شادی کا خیال آتا تو وہ دل ہی دلمین یہہ کہکر ٹال دیتا میری زندگی کے دن تھوڑے رہگئے ہین۔ اگر مین کندا کی شادی کردون تو میرا کیا حشر ہوگا۔

مگر کیا اُسکے دل مین یہہ خیال کبھی نہین آیا تھا کہ جب وہ مرجائیگا تو کندا کا کیا حال ہوگا؟ اب موت کا قاصد اُسکے بستر پر کھڑا ہے اور وہ دنیا کو چھوڑنی کے قریب ہے۔ کل کندا کہان ہوگی۔

یہی سوال بوڑھے کو نزاع کی حالت مین گھیرے ہوئے تھا اور اِسی کی وجہ سے اُسکا دم گھٹا جاتا تھا۔ آنسوؤن کی جھڑی اُسکی آنکھون سے لگ رہی تھی کبھی آنکھین کھولتا اور پھر بند کرلیتا۔ جبکہ اُسکے سر کیطرف ۱۴ سال کی لڑکی بُت بنی ہوئی بیٹھی تھی۔ اور باپ کے چہرے کو غور سے دیکھہ رہی تھی جسپر اب مردنی چھائی ہوئی تھی وہ اپنے آپ کو بھولی ہوئی تھی۔ اُسے مطلق خیال نہ تھا کہ وہ کل کہان جائیگی۔ وہ صرف اپنے مرنے والے باپ کا چہرہ ہی

دیکھ رہی تھی اور اُسکے غم مین مر رہی
تھی۔ بتدریج بوڑھے کا ناطقہ بند ہو گیا
دم ہوا ہو گیا۔ آنکھون کی روشنی جاتی
رہی اور دُکھ پانے والے روح نے درد و
رنج سے رہائی پائی۔ اِس تاریک جگہ اور
اُس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کے سامنے تنہا
کنداآنندنی اپنے باپ کی لاش گود مین
رکھکر بیٹھی رہی۔ رات سخت تاریک تھی
تقاطر ابھی تک ہو رہا تھا۔ درختون کے
پتے کھڑکھڑاتے تھے۔ ہوا سناٹے بھر رہی
تھی۔ ویران مکان کی کھڑکیان ایک شور
بپا کیئے ہوئے تھین اور چراغ کی روشنی
لحظہ بھر کے لیئے مردہ چہرا پر پڑتی رہی مگر
پھر تمام تاریکی چھا گئی۔ چراغ مین تیل
نہین رہا تھا۔ صرف دو تین دفعہ چمک
دکھاکر بالکل بجھ گیا اور نگیدر دبے پاؤن
باہر نکلگیا۔

دوسرا باب

آئندہ اسے واقعات اپنا سایۂ پہلے ڈالتے
ہین کہ رات بہت گذر چکی تھی اور کنداآنندنی
اپنے باپ کی لاش کے پاس بیٹھی ہوئی
تھی اُس نے "باپ" کو جگایا مگر جواب
ندارد۔ کنداکو یہ خیال ہوا کہ اسکا باپ
گہری نیند سو رہا ہے۔ پھر اسے یہ خیال
آیا کہ شاید مر گیا ہے۔ مگر پچھلے خیال کو وہ
دلمین جگہ نہین لینے دیتی تھی اور جب اسکی
جگانے سے سالخوردہ آدمی نے آنکھین
نہ کھولین تو اُسنے جگانا ہی چھوڑ دیا پنکھا
اسکے ہاتھ مین تھا اور وہ ابھی تک لاش
کو ہوا دے رہی تھی۔ آخرش وہ تھک
گئی اور پھر ایک دفعہ یہ خیال کرکے کہ اسکا
باپ سو رہا ہے وہ بھی سو گئی۔

کئی دن سے وہ باپ کی بیمارداری مینا
کسی وجہ سے رات کو نہ سو سکی تھی اب
جونہین اُس نے زمین پر سر رکھا نیند نے
اُسے آگھیرا اُس کھلے مکان اور ٹھنڈی
جگہ مین کنداآنندنی نے اپنا سیدھا
بازو سر کے نیچے رکھکر سو گئی نیند مین
اُسے ایک عجیب خواب دکھائی دیا۔
وہ کیا دیکھتی ہے کہ رات چاندنی ہے
آسمان خالص نیلگون ہو رہا ہے۔

اور چاند کے گرد ایک ہالہ دکھائی دے رہا ہے گُندا نے اسقدر بڑا ہالہ کبھی عمر بھر مین نہین دیکھا تھا - اسکی روشنی بڑی تیز تھی اور آنکھون کو نور بخش رہی تھی یکایک ایک چمکدار اور شاندار ہالہ مین چاند سے جدا ہوکر نظر آنے لگی اسکی روشنی اور چمک سے آنکھین چندھیا جاتی تھین دیکھتے دیکھتے ہالہ معہ دیوی کے آسمان سے اُترا اور نزدیک آتا ہوا گُندا کے سر پر ٹھہر گیا اِسکی روشنی سے سارا مکان منور ہوگیا - کندا نے دیکھا کہ دیوی ایک خوبصورت سنہری بالون والی اور جواہرات سے جگمگاتی ہوئی عورت ہے - اسکے خوبصورت چہرے پر رحم کے آثار دکھائی دے رہے ہین اور وہ زیرِ لب مسکرا رہی ہے - کُندا نے آنکھین پھاڑ کر دیکھا تو یہ رحمدل اور خوبصورت عورت اسکی "ماں" نظر آئی پہلے تو وہ اُسے پہچان کر خوش ہوئی مگر بعد ازان ڈر گئی اُسی وقت جگمگاتی ہوئی عورت نے ہاتھ بڑھا کر اور گُندا کو زمین سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور یتیم بیکس لڑکی کے مُنہ سے

سوائے لفظ "ماں" کے ایک عرصہ تک کچھ نہ نکل سکا -

ماں (کُندا کے چہرے پر بوسہ دیکر) بیٹی تو نے بڑی مصیبت اُٹھائی ہے اور مین جانتی ہون کہ تجھے ابھی بہت سی مصیبت کا سامنا ہے - تو بالکل کم سن ہے اور تیرا نازک جسم اسقدر تکالیف برداشت نہین کرسکے گا تو یہان سے رہ دنیا کو چھوڑ اور میرے ساتھ ہو لے -

بیٹی - کہان چلون ؟

ماں - (ستارون کی طرف انگلی سے اشارہ کرکے) وہاں

بیٹی - (ستارون کے ناپیدا کنار سمندر پر نظر کرکے) مجھ مین طاقت نہین - اور مین اسقدر دور نہین جاسکون گی -

ماں - (اس جواب سے غمزدہ ہوکر) اچھا بیٹی اپنی مرضی پر چل تیرے لئے بہتر تھا کہ میرے ساتھ چلی آتی - ایک دن آئیگا جب تو ستارون پر نظر کرے گی اور زار زار روکر وہان جانے کی آرزو کرے گی مین پھر ایک وقت تیرے پاس آؤن گی جب تو

درد و دکھ سے تنگ آ کر مجھے یاد کرے
گی - اور میرے پاس آنیکے لیئے روئیگی
بیشک مین اُس وقت تیرے پاس
آؤنگی اور تو بھی میرے ہمراہ چلنے پر
تیار ہو جائے گی مگر اب تو افق کی
طرف میری اُنگلی کے پیچھے نظر دوڑا
مین تجھے دو شکلین دکہاتی ہون -
یہ دو نو شکلین اس دنیا مین تجھے تکلیف
دینے والی ہین اور انھی کے ہاتھہ سے
تجھے سخت ایذا پہونچے گی - اگر کہین وہ
تجھسے دوچار ہون تو اُنہین زہریلا
سانپ سمجھ کر بھاگ جانا اور کبھی اُسکی
آنکھون کے سامنے نہ آنا" یہ کھکر چمکدار
صورت نے آسمان کیطرف اُنگلی کا
اشارہ کیا - کُندا نے بھی نظر دوڑائی
اور ایک شخص کو دیکھا جو نہایت ہی
خوبصورت تھا - اسکی اونچی اور کشادہ
پیشانی اسکی صداقت اور محبت سے بھری
ہوئی نظر اسکی راج ہنس کی ایسی گردن
اور دیگر خصوصیات جو پہلے آدمیون
مین پائی جاتی ہین دیکھی یقین
نہین ہو سکتا تہا کہ اس صورت
سے کسی قسم کے خطرے کے پہونچنے
کا اندیشہ ہو سکتا ہے - مگر کُندا کی
ماں نے کہا -

"میری بیٹی اس خوبصورت شخص
کو ہرگز نہ بھولنا - یہ بیشک فیاض
اور رحمدل ہے مگر تیری ذلت اور
خواری کا باعث ہے اسکی بھولی بھالی
شکل پر نہ جانا اور اسے سانپ
سمجھکر اس سے بچے رہنے کی کوشش
کرنا"

کُندا کو اب پھر ایک شکل دکھائی
دی مگر یہ مرد کی نہین تھی بلکہ ایک
عورت کی تھی - یہ عورت سانولے رنگ
کی نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی
کُندا کو اس سے کچھ خوف پیدا نہ ہوا
مگر اسکی ماں نے کہا -

"یہ شکل عورت کے لباس مین ایک
راکھشنی (دیونی) ہے - جب تو اُسے
دیکھے فی الفور بھاگ جانا"

جو ہین چمکدار صورت کے منہ سے

یہ الفاظ نکلے آسمان دفعتہ تاریک ہوگیا اور چمکدار صورت بھی اسکے ساتھ ہی نابود ہوگئی۔
کندا کی بھی آنکھ کھل گئی۔

نگیندر ایک گاؤن مین گیا جسکا نام جھنجھن پور تہا۔ اور وہان ایک آدمی کو اُس نے روپیہ دیکر بوڑہے کی لاش جلانیکا انتظام کیا اور ایک جوان لڑکی نے کندا کو تسلی دینے کا ذمہ اُٹھایا۔ جب کندا نے دیکھا کہ لوگ اسکے باپ کو اٹھاکر لے گئے ہین تو اُسے اسکی موت کا یقین ہوگیا اور وہ چلا چلا کر رونے لگی۔
تیسرے روز وہ شخص جس نے مردہ جلانے کا انتظام کیا تہا گھر واپس آگیا اور اُس نے اپنی بیٹی چمپا کو کندا کے پاس بہیجدیا۔
چمپا کی عمر بھی کندا کے برابر ہی تہی اس نے مختلف قسم کی گفتگوؤن سے کندا کا دل بہلانے کی کوشش کی مگر کندا مطلق متوجہ نہ ہوئی۔ وہ روتی رہی اور بار بار آسمان کی طرف دیکھتی رہی۔
چمپا۔ (مسخرسے) تجھے کیا نظر آتا ہے کہ تو بار بار آسمان کی طرف دیکھتی ہے!
کندا۔ کل میری مان مجھے آسمان پر دکھائی دی اور مجھ سے ہمراہ چلنے کو کہا۔ مین ڈر گئی اور اُسکے ساتھ نہ گئی اب پچھتا رہی ہون۔ اگر وہ پھر آئے تو مین ضرور اسکے ساتھ چلی جاؤنگی۔ اسی لئے بار بار مین آسمان کی طرف دیکھتی ہون۔
چمپا۔ مرے کسطرح واپس آسکتے ہین؟ یہ تو ماننے کی بات نہین۔
کندا نے اپنا خواب سنایا چمپا حیران ہوکر کہا تو اُن مرد اور عورت سے واقف ہے جنکی صورتین تجھے آسمان مین دکھائی دین؟
کندا۔ نہین۔ مینے انہین کبھی نہین دیکھا ایسا خوبصورت مرد زمانہ بھر مین کوئی نہ ہوگا۔ مینے ایسا خوبصورت

چہرہ کبھی نہین دیکھا۔
نگیندر نے گاؤن کے چند لوگ جمع کیئے اور اُن سے پوچھا کہ متوفی کی بیٹی کا اب کیا حال ہوگا؟ وہ کہان رہے گی؟ اور کیا کوئی اسکا رشتہ دار ہے؟ اُسے یہی جواب ملا کہ اسکا کوئی رشتہ دار نہین۔ اور اسکے رہنے کے لیئے سوائے ویران مکان کے اور کوئی جگہ نہین۔

نگیندر۔ کیا تم مین سے کوئی شخص اس بات کو قبول نہین کرسکتا کہ اس لڑکی کو اپنے پاس رکھے اور اسکی کہین شادی کردے۔ اسکی شادی کا خرچ مین ادا کرونگا اور جبتک اسکی شادی نہو اسکی خوراک وغیرہ کا خرچ مین ماہوار بھیجتا رہونگا۔"

اگر نگیندر نقد روپیہ اس وقت انکے سامنے رکھدیتا تو بیسون اس [illegible] اپنے ذمہ لینے پر تیار ہوجاتے مگر یہ ... ہوتا کہ ایسے خود غرض لوگ اقرار ... پورا نہ کرتے اور جب نگیندر چلا جاتا تو کندا لونڈی بنائی جاتی یا گھر سے نکالدی جاتی۔ نگیندر نے اسی خیال سے پیشگی روپیہ دینا مناسب نہ سمجھا اور یہی وجہ تھی کہ کسی شخص نے لڑکی کی پرورش کا ذمہ لینے کی جرات نہ کی۔ آخرکار ایک شخص نے معاملہ ختم کرنے کی غرض سے کہا "اس لڑکی کی خالہ شام بازار کلکتہ مین رہتی ہے۔ اسکے شوہر کا نام بنو دگھوش ہے تم اس وقت کلکتہ جا رہے ہو۔ بہتر ہو کہ اس لڑکی کو بھی ہمراہ لیتے جاؤ۔ وہان جاکر اسے اسکی خالہ کے سپرد کردینا اور اس طرح اس بڑے فرض سے سبکدوشی حاصل کرنا۔"
نگیندر نے کوئی اور چارہ نہ دیکھکر اس تجویز کو منظور کیا اور کندا کو بلا بھیجا۔
[illegible] ... ہوئے وہان آئی جہان نگیندر کھڑا تھا۔ ابھی کندا کسی قدر ذاصفہ ... [illegible]

نگیندر سے دو چار ہوئی وہ یکلخت ٹہر گئی- اور بڑی حیرت اور دہشت کے ساتھہ اُسے دیکھنے لگی-

چمپا- تو کیون یک لخت حیران ہوکر کھڑی رہگئی ہے ؟-

کندا- (اُنگلی کا اِشارہ کرکے) یہ وہی ہے !-

چمپا- کون ؟-

کندا- وہی جسکی شکل مجھے میری ماں نے دکہائی تہی- یہ سُنکر چمپا بہی ڈر گئی- اور چپ ہوگئی-

نگیندر یہ دیکھکر کہ لڑکیان اِسکے پاس آنے سے رہین خود اِنکے پاس آیا اور کندا کو نہایت شفقت آمیز الفاظ مین اصل معاملہ کی اطلاع دی کُندا کی زبان مارے دہشت کی بند تہی- اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور چُپ چاپ کھڑی رہگئی-

تیسرا باب

متفرق حالات

چار و ناچار- کُندا نگیندر کے ہمراہ پہونچی- وہان پہونچتے ہی نگیندر نے اِسکے خالو کی تلاش کی- مگر شام بازار مین کوئی شخص بنود گھوش نام کا اُسے نہ ملا- ایک بنود داس نامی اُسے ملا مگر اُس نے کُندا کی رشتہ داری سے صاف انکار کیا- اِس طرح کُندا کا بوجھ نگیندر کے سر پہ پڑا-

نگیندر کی ایک بہن تہی جو اِس سے چھوٹی تھی اسکا نام کمل مانی تہا- اسکا شوہر جس کا نام سرِیش چندر ستر تہا کلکتہ مین رہا کرتا تہا- سریش بابو بلیڈ رفنسٹڈ کمپنی کے دفتر مین اکوٹنٹ تھا- یہ ایک بڑی کمپنی تہی اور سریش چندر کی آمدنی معقول تہی- نگیندر کے ساتھہ اُسے بڑی اُلفت تھی اور نگیندر اور کچھ چارہ نہ دیکھ کر کُندا کو اُسی کے گھر لیگیا اور کمل مانی کو کل حال سنایا کمل مانی کی عمر اٹھارہ سال کی تہی خط خال مین وہ اپنے بہائی نگیندر کے

مشا بہ تھی۔ غرض دونوں بہائی بہن
بڑے خوبصورت تھے۔ مگر خوبصورتی کی نسبت
کمل مانی علمیت کی وجہ سے زیادہ تر
مشہور تھی۔ نگیندر کے باپنے ایک
انگریزی خوان اُستاد کو ملازم رکھکے
کمل مانی اور سورج مکھی کو بخوبی تعلیم
دلائی تہی۔ کمل مانی کی ساس بہی
زندہ تھی۔ مگر وہ ایک علیحدہ مکان مین
رہا کرتی تہی۔ غرض کلکتہ مین کمل مانی
اپنے گھر کی مالک تھی۔

جب نگیندر نے کُندا کی داستان
کمل مانی کو سُنائی تو اخیر مین اُسنے
یہ کہا "اگر تم بھی اسے اپنے پاس رکھو
تو اسکے لئے اور کوئی جگہ نہین۔ تہوڑے
دن کے بعد مین اسے گووند پور لیجاؤنگا"
کمل مانی مزاج کی شوخ تہی۔ جونہین
نگیندر باہر نکلا وہ کُندا کو اُٹھا کر غسلخانہ
کی طرف لے گئی اور گرم پانی کے ٹب
مین اُسے دہم سے گرا دیا۔ کُندا یہ
حرکت دیکھکر ڈر گئی۔ مگر کمل مانی کھل
کھلا کر ہنس پڑی۔ اور جھٹ خوشبودار

صابن لیکر اُسکے جسم پر ملنے لگی۔ اتنے
مین ایک خادمہ دوڑی آئی اور
کمل مانی کو صابن ملتے دیکھکر کہنے
لگی "یہ کام مین کرتی ہون" "مین
کرتی ہون" "تم چھوڑ دو"۔ مگر کمل مانی
نے دونوں ہاتہہ سے گرم پانی خادمہ
پر ڈالا اور وہ بہاگتی نظر نہ آئی۔
کمل مانی نے کُندا کو نہلا کر اُسے عمدہ
کپڑے پہنائے اور اُسکے سر مین خوشبودار
تیل لگا کر اُسے زیور پہنایا۔ اور کہا
جاؤ اور دادا بابو (بڑے بہائی) کو
سلام کرو۔ مگر یاد رکھو کہین گھر کے
مالک کے پاس نہ جا نکلنا۔ اگر وہ تمہین
دیکھ پائیگا تو تمسے شادی کا خواستگار
ہوگا"

نگیندر نے کُندا کا حال سورج مکھی کو
لکھا۔ اور ایک عزیز دوست ہر دیب
گھوس کو بہی خط لکھتے ہوئے کُندا کا
ذکر کیا۔ اور اسطرح لکہا۔ "اچھا مجھے
یہ بتاؤ کہ عورت کی خوبصورتی کس
عمر مین زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ تم

کہو گے کہ چالیس سال کے بعد کیونکہ
تمہارے برہمنی چالیس سال سے ایک
آدہ سال اوپر ہے مگر لڑکی کندا جسکے
حالات مینے تمہیں لکھے ہین ۱۳ سال
کی ہے۔ اسے دیکھکر یہ ثابت ہوتا ہے
کہ خوبصورتی کی عمر یہی ہے۔ وہ ملاحت
اور بہولاپن جو پوری جوانی سے پہلے
عورت مین پایا جاتا ہے۔ پہر نظر نہین
آتا۔ کندا کا بہولاپن تو حیران کرنے
والا ہے۔ اُسے کسی بات کی سمجھ ہی نہین
آج اُس نے یہ خواہش کی کہ اُسے
گلی مین لڑکون کے ساتھہ کہیلنے کی
اجازت دیجائے اور وہ دوڑ رہی۔
مگر جب اُسے منع کیا گیا تو وہ ڈر گئی
اور اُداس نظر آنے لگی۔ کمل اُسے
پڑہنا سکہاتی ہے اور اُسکا بیان ہے
کہ کندا ذہین ہے۔ مگر وہ عام باتون
سے ناواقف محض ہے۔ مثلاً اِسکی
بڑی بڑی نیلی آنکھین دیکہ معلوم
ہوتی ہین جیسے کہ موسم خزان مین
کنول کا پہول شگفتہ پانی مین
بہ رہا ہے۔ یہ دونون آنکھین۔ میرے
چہرے کو دیکہتی رہتی ہین مگر کبھی کچھ
نہین۔ مین تو اِن آنکھون کو دیکھکر
محو ہو جاتا ہون۔ اِس سے زیادہ
مجھہ مین بیان کی طاقت نہین۔ تم
میرے استقلال پر بالکل تمسخر اُڑاؤ گے
لیکن اگر ایک دفعہ اِن آنکھون سے
تم دوچار ہو جاؤ تو پہر مین دیکہون
تمہارے دل کی استواری کہان
جاتی ہے۔ اِس وقت مجھے یہ بھی معلوم
نہین ہو سکا کہ اِن آنکھون کو مین
کس سے تشبیہہ دون۔ مینے جب دیکھا
ہے انہین نئی شان مین دیکھا ہے
میرا خیال ہے کہ دنیا بھر مین ایسی
آنکھین نہین ہونگی۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ وہ آنکھین زمین کی کسی چیز کو
نہین دیکہتین بلکہ آسمان مین کسی شے
کی تلاش کر رہی ہین۔ اِس سے یہ نہ
سمجھو کہ کندا کی خوبصورتی بے سبب
ہے اِسکے خط و خال سے اگر اوس ورائن
کے ساتھہ مقابلہ کیا جائے تو یہ بہت

زیادہ قابل تعریف نہ ہونگے۔ مگر پھر
بھی میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے ایسی ور
خوبصورتی کبھی نہیں دیکھی۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ کنداننفی میں اِس
دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے۔ گویا وہ
گوشت اور خون سے نہیں بنی۔ بلکہ
چاند کے نور اور پھولوں کی خوشبو سے
اسکا جسم بنایا گیا ہے۔ اِس وقت
میرے خیال میں کوئی چیز نہیں۔
جسے میں اُسے تشبیہ دے سکوں۔ وہ تو
ہستی ادا تو سراپا اطمینان اور سکون
ہے۔ اگر تم نے کبھی شفاف حوض میں
چاند کی جھلک دیکھی ہے تو کندا کے
وجود کا تصور تمہارے ذہن میں
بخوبی آجائیگا۔ تیرے سوائے اُسکے اور
کوئی نظیر نہیں ملتی۔"

تھوڑے دن میں سوریہ کمی نے
نگیندر کے خط کا جواب بھیجا۔ جو اسطرح
پر تھا۔ "میں نہیں جانتی کہ تمہاری
خادمہ نے کیا قصور کیا ہے۔ اگر کلکتہ
میں تمہیں اس قدر عرصہ تک ٹھہرنا
ضروری ہے تو کیوں میں تمہاری
خدمت کے لیئے تمہارے پاس موجود
نہیں ہوں؟ یہ میری دلی آرزو
ہے۔ جو ہیں تمہاری اجازت پہنچے
میں روانہ ہو جاؤنگی۔

ایک چھوٹی سی لڑکی کے ملنے سے
کیا تم مجھے فراموش کر بیٹھے ہو۔ بہت
سے کچے پھل بیشک قدر کی نگاہ سے
دیکھے جاتے ہیں۔ لوگ سبز امرود کو
کھاتے ہیں۔ گو پکے نہیں ہیں اور سبز
ناریل ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا
ہے کہ یہ کمینہ خاندان کی لڑکی بھی
چھوٹی عمر کی ہے۔ نہیں تو تم مجھے
کیوں بھول جاتے؟ ہنسی کو تو جانے
دو۔ کیا تم نے کل حقوق ترک کر دیئے
ہیں جو اس لڑکی پر تمہیں حاصل
تھے؟ اگر نہیں۔ تو یہ لڑکی مجھے دیدو
اسکا انتظام کرنا میرا کام ہے۔ ہر ایک
چیز جس میں تمہارا حق ہے اسمیں
میرا بھی حصہ ہے۔ مگر اِس وقت معاملہ میں
دیکھتی ہوں۔ کہ تمہاری ہ

میرا حق چھین لیا ہے۔ خیر یہ ناممکن
نہین اگر کمل نے میرے حق پر مخالفانہ
قبضہ کر لیا ہے

تم ضرور یہ سوال کروگے کہ مین اُس
لڑکی کو لیکر کیا کرونگی؟ میرا ارادہ
ہے کہ تارا چند کے ساتھہ اسکی شادی
کردون۔ تم جانتے ہو کہ مینے اسکے لئے
اچھی بی بی تلاش کرنے مین کسقدر سر
مارا۔ اگر خدا نے ایک اچھی لڑکی بھیج
دی ہے۔ تو مجھے مایوس مت کرو۔ اگر
کمل اُسے چھوڑ دے تو اُسے اپنے
ساتھ گوفند پور مین لے آنا۔ مینے کمل
کو بھی لکھدیا ہے کہ لڑکی میرے پاس
بھیجدے۔ مین شادی کے لئے زیورات
وغیرہ کا انتظام کر رہی ہون۔ کلکتہ
مین زیادہ دیر مت لگاؤ۔ کیا یہ
درست نہین کہ اگر کوئی شخص اس
شہر مین چھ ماہ تک رہے۔ تو وہ
بیوقوف بنجاتا ہے؟ اگر تم کندا کی
شادی کا ارادہ رکھتے ہو تو اُسے
اپنے ہمراہ لے آؤ اور مین اُسے
تمہارے حوالے کر دونگی۔ صرف اتنا
لکھدو کہ تم اسکی شادی کرنیکا ارادہ
رکھتے ہو اور مین شادی کی ٹوکری
تیار کرتی ہون۔"

تارا چند کون تہا۔ یہ ہم پھر بیان کرینگے
خواہ وہ کون تہا۔ مگر کمل اور نگیندر
نے سورج مکھی کی تجویز کے ساتھہ پورا
اتفاق کیا۔ اسلئے یہ قرار پایا کہ جب
نگیندر واپس جائے تو کندا بھی اسکے
ہمراہ جائے۔ ہر ایک نے اسمین رضامندی
ظاہر کی اور کمل نے بھی زیورات
تیار کئے۔ آدمی آئندہ حالت کی نسبت
کسقدر اندھا ہے؟ وہ ہرگز نہین جانتا
کہ کل کیا ہوگا۔ تھوڑے عرصے ایک
دن آئیگا جب نگیندر اور کمل خاک
سر پر ڈالکر اور جلد ماتھے پر ہاتھہ مارکر
کہین گے۔ "وہ نہایت بری گھڑی تھی۔
جب کندا نندنی ہم سے دوچار ہوئی۔
وہ نہایت نامبارک وقت تہا۔ جب
ہمنے سورج مکھی کی تجویز کے ساتھہ اتفاق
کیا۔" اب کمل باقی۔ نگیندر اور سورج مکھی

تینون نے ملکر زہر کا بیج بویا ہے اور تھوڑے دن بعد وہ انہ کردہ پشیمان ہونگے۔

نگیندر اپنی کشتی تیار کرکے معہ گندا نندنی گوندپور کو روانہ ہوا۔ گندا کو خواب بالکل بھول گیا تہا۔ راہ مین اُسے پہر یاد آیا۔ مگر نگیندر کے مہربان چہرے پہ نظر کرکے اُس نے خیال کیا کہ ایسے شخص سے کب کسی نقصان یا ضرر کی امید کیجا سکتی ہے۔ اسیطرح بہت سے کیڑے ہین جو مہلک شعلون کی ظاہری خوشنی پہ فریفتہ ہوکر انہین جا پڑتے ہین اور آخر کار جل جاتے ہین ٭

چوتھا باب

تارا چرن

کالیداس شاعر کو ایک مالن ہمیشہ پہول دیا کرتی تہی۔ چونکہ وہ ایک غریب برہمن تہا اور پہولون کی قیمت ادا نہ کر سکتا اسلئے وہ قیمت کے عوض مین مالن کو اپنی طبعزاد نظم سنایا کرتا تہا۔

ایک دن مالن کے تالاب مین ایک پہول لالہ کا نہایت خوشرنگ اور خوبصورت کھلا۔ مالن نے توڑ کر کالیداس کی نذر کیا۔ کالیداس نے اسکے عوض مین میگھ دوت (بادل کا قاصد) کی نظم پڑہنی شروع کی یہ نظم عقل و دانش کا بحر ذخار ہے مگر ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اسکے ابتدائی اشعار بے مزہ اور روکھے پہیکے ہین۔ چنانچہ مالن کو کچھ مزہ نہ آیا اور وہ بدمزہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی۔

کالیداس۔ اوہ پیاری مالن۔ کیا تو جاتی ہے؟

مالن۔ تمہاری نظم مین کچھ مزہ نہین۔

کالیداس۔ مالن! تو کبھی بہشت پر نہین پہونچے گی۔

مالن۔ کیون؟

کالیداس۔ بہشت پر جانے کے لئے ایک سیڑہی ہے۔ لکھا ہے زینہ چڑہکر آدمی بہشت تک پہونچتا ہے میری نظم کا بہی ایک زینہ ہے۔ یہ بے مزہ

اشعار اسکی سیڑہی ہین- اگر تو ان چند زینوں پر چڑہ نہین سکتی تو کسطرح تو آسمانی سیڑہی پر چڑہ سکے گی؟ مالن یہ سنکر ڈر گئی اور اس خوف سے کہ مبادا برہمن کے سراپ سے وہ بہشت سے محروم نہ رہے چپ چاپ بیٹھ گئی اور کل داستان شروع سے آخر تک سنی- اختتام پر وہ بہت ہی محظوظ ہوئی دوسرے دن پہولونکا ہار بناکر کالیداس کے گلے مین ڈالدیا-

یہ معمولی قصہ کچھ بہشت کا دعوی نہین رکہتا اور نہ لکہو کہا زمین کی سیڑہی رکہتا ہے- اسکی خوشبو بہت ہلکی ہے اور اسکے زینے بہی چند ہی ہین- یہ ابتدائی چند باب اسکی سیڑہی ہین اگر ناظرین مین سے کوئی شخص مالن کی سی طبیعت کا ہے تو اسے مطلع رہنا چاہیئے کہ وہ بدون ان زینوں پر چڑہنے کے کبہی قصہ کی اعلے کیفیت تک نہین پہونچسکتا-

سورج لکہی کا باپ کو ناگڈہ مین رہتا تہا- وہ ذات کا کائستہ اور ایک ذی عزت شخص تہا- وہ کلکتہ کی کسی کمپنی کا خزانچی تہا- سورج لکہی اسکی ایک ہی بیٹی تہی- ایک بیوہ عورت ذات کی کائستہ سورج لکہی کے باپ کے ہان رہاکرتی تہی اور وہ سورج لکہی کی اناتہی- اس بیوہ عورت کا بہی لڑکا تاراچند نامی سورج لکہی کی عمر کا تہا- چونکہ دونوں یکجا کہیلا کرتے تہے اسلیئے انہین سوشل امتیاز بالکل اٹھ گئی تہی اور انہین برادرانہ محبت اور سلوک قائم ہوگیا تہا-

تاراچند کی مان خوبصورت اور جوان عورت تہی- اسلیئے وہ جلد تکلیف مین مبتلا ہوگئی- ایک مالدار عیاش نے اسے دیکھ پایا اور اسے اوڑا لیگیا- یہ کسی کو معلوم نہین تہا کہ وہ کسطرف گئی ہے اور نہ کبہی وہ واپس ہی آئی- تاراچند اسطرح ماں سے جدا ہوکر سورج لکہی کے باپ کے گہر مین رہا اور اس نیک مرد نے اسکے ساتہ غلاموں کا سا

سلوک نہ کیا بلکہ اُسے سکول مین ڈالا
اور لکھایا پڑھایا۔ تاراچند نے فری مشن
سکول مین انگریزی کی تعلیم پائی۔
بعد ازان سورج مکھی کی شادی
ہوگئی۔ اور کچھ عرصہ بعد اسکا باپ گیا
تاراچند نے انگریزی زبان کسی درجہ
تک حاصل توکرلی تہی مگر ابہی کسی کام
کے قابل نہ ہوا تہا۔ سورج مکھی کی باپ
کی وفات کی وجہ سے وہ آوارہ خانمان
ہوگیا اور سورج مکھی نے رحم کہاکر
تب سے اپنی سسرال مین بلالیا۔ سورج
مکھی کی تحریک پر نگیندر نے گانون مین
ایک مدرسہ کہولا اور تاراچند کو اسمین
ہیڈ ماسٹر مقرر کردیا۔ اِس وقت بہتیرے
ماسٹر بنے پہرتے ہین۔ مگر اُس وقت
ماسٹر بابو کا نظر آنا بڑا مشکل تہا۔ نتیجہ
یہ ہوا کہ تاراچند گانون مین بڑا عالم
فاضل مشہور ہوگیا۔ کیونکہ اِسکی نسبت
عام مشہور ہوگیا کہ "سیزر آف دی سولڈ"
سپکٹیٹر اور اقلیدس کے تین مقالے پڑہ
چکاہے۔ جو عام لوگون کے نزدیک
بڑے تعجب اور حیرت کی بات تہی۔ اِسی
وجہ سے وہ دیبیندرا بابو زمیندار دیباپور
کی برہمو سماج مین داخل کرلیا گیا۔
اور اِس بابو کا مصاحب خاص بنگیا
تاراچند نے بہت سے چہوٹے چہوٹے
رسالے بیوہ کی شادی مستورات
کی تعلیم کی تائید۔ اور مورتی پوجن
کی تردید مین لکھی۔ انہین وہ ہفتہ وار
سماج مین پڑھکر سناتا اور اکثر وعظ
بہی کرتا جسکی ابتدا "رحمن ورحیم" سے
شروع ہوتی۔ انہین سے تعلیم وعظ تو
اِس نے تٹوا بدہنی (کلکتہ کا ایک ماہواری
رسالہ) مین سے اخذکی۔ اور تعلیم اپنے
مدرسہ کے پنڈت سے اپنے لئے لکہوائی
وہ ہمیشہ یہی منادی کیا کرتا بُت
پرستی چہوڑ دو۔ شادی دُلہا دُلہن
کی پسندیدگی پر ہونے دو۔ عورتون کو
تعلیم دو۔ تم کیون عورتون کو قفس
مین بند رکہتے ہو؟ عورتون کو باہر
کی ہوا کہانے دو۔ مگر اِن خیالات
پر زور دینے مین وہ اِس وجہ سے

زیادہ دلیر اور آزاد تھا کہ اسکے گھر مین بی بی نہ تھی۔ اور ابھی تک اسکی شادی نہ ہوئی تھی۔

سوبچ لکھی نے بڑی کوشش کی تھی کہ تارا چند کے لیئے کسی معزز خاندان کی لڑکی ملے۔ مگر چونکہ اسکی مان کا واقعہ گوندپور مین بخوبی مشہور رہتا۔ اس لیئے کسی معزز کائستھہ نے اپنی لڑکی دینی پسند نہ کی۔ بیشک کسی چھوٹی ذات کے کائستھون مین اسے لڑکی مل سکتی تھی۔ مگر سوبچ لکھی تارا چند کو بہائی سمجھتی تھی اور اس لیئے وہ ایسی لڑکی کے ساتھ اسکی شادی کرنا نہین چاہتی تھی جسے بہاوج کہتے ہوئے اُسے شرم آئے۔ وہ اس جستجو مین ہی تھی کہ نگیندر کی چھٹی کندا کے حالات کے متعلق اُسے پہنچی۔ اور اُسی وقت تارا چند کی شادی کندا کے ساتھہ ٹھہر گئی۔

پانچوان باب

" اور کنول کی سی آنکھون والی

تو کون ہے "؟

نگیندر معہ کندا کے بخیریت و عافیت گوتوندپور مین پہونچگیا۔ کندا نے جب نگیندر کا رہائشی مکان دیکھا تو دنگ رہگئی۔ اُس نے عمر بہر مین ایسا عالیشان مکان نہین دیکھا تھا۔ اس مکان کے تین حصّے باہر تھے اور تین حصّے اندر تھے۔ ہر ایک حصّہ ایک ایک شہر کے برابر تھا۔ بیرونی محل کا پھاٹک لوہے کا تھا اور اسکے گرداگرد لوہے کا جنگلا تھا۔ پھاٹک سے لیکر محل تک ایک لال سڑک بنی ہوئی تھی جسکے دونو طرف سبزہ اُگا ہوا تھا اور مواشی کے لیئے بہشت تھا۔ اس مرغزار کے درمیان نہایت خوشنما پھول لگائے گئے تھے سامنے ایک وسیع اور بلند کمرہ تھا جسے نگیندر نے دیوان خانہ بنا رکھا تھا۔ اسکے برامدہ کی چھت بڑے ستونون پر رکھی گئی تھی۔ اور اسکا فرش سنگ مرمر کا تھا اور اسکے کنگورہ پر مٹی کا شیر بنا ہوا تھا جسکی زبان باہر

نکلی ہوئی تھی۔ اسکے دائین بائین ایک
منزلہ مکانات تھے جنمین سے کچھ کمرے
دفتر خانہ اور کچہری کے لیئے مخصوص کیئے
گئے تھے۔ اور کچھ مودی خانہ خزانہ اور
نوکرون کی رہایش کے لیئے تھے۔ پہاٹک
کے دونون طرف چوکیدارون کے
لیئے کمرے بنائے گئے تھے۔ اور اِس
بیرونی محل کا نام کچہری باڑی تہا۔
اِس محل کے دوسرے درجہ پر پوجا
محل تہا جسمین کوئی شخص نہین رہتا
اور صرف پوجا کے وقت ہی اسکا
دروازہ کھلتا تہا خصوصاً درگا پوجا
کے دن وہان بڑا ہجوم ہوتا تہا۔ مگر
سوائے خاص اوقات کے اسکا دروازہ
بند رہتا تہا۔ اِس محل سے دوسرے درجہ
پر ایک اور محل تہا جسکا نام ٹہاکر باڑی
تھا۔ جسمین خاندانی دیوتاؤن کی مورتین
رکھی ہوئی تہین۔ ایک طرف تو مورتین
رکھی گئی تہین اور دوسری طرف
پوجاریون کی رہایش کے لیئے کمرے
تھے۔ اِس محل مین بکثرت لوگ رہتے

تھے۔ علاوہ پوجاریون کے کہانا پکانے
والے بھی بے تعداد تھے جو ہر روز کہانا
پکاکر دیوتاؤن کی نذرین چڑھاتے
اور برہمنون اور سادہوؤن مین
تقسیم کرتے تھے اور ہمیشہ وہان ایک
ہنگامہ بپا رہتا تہا اور دن رات یہی
آوازین سنائی دیتی تہین۔ "پانی
لاؤ"۔ "کپڑے دو"۔ "چاول پکاؤ"۔ "بچہ
روٹی نہین کہاتا"۔ "دودھ کہان ہے؟"
یہ تین حصے تو بیرونی محل کے
ہوئے۔ اسیطرح تین حصے اندرونی محل
کے تھے۔ کچہری باڑی کا محل نگیندر
کے اپنے استعمال کا تہا۔ اسمین وہ اور
اسکی بی بی رہتی تہی۔ یہ محل نہایت
عمدہ بنا ہوا تہا اور اسکا اسباب بہی
نہایت قیمتی تہا۔ دوسرے درجہ پر
پوجا باڑی کے عقب کا محل مختلف
رشتہ دارون کی رہایش کے لیئے تہا
یہان عورتون کا ایک ہجوم تہا۔ اور
تیسرے درجہ پر ٹہاکر باڑی کے عقب
مین باورچیخانہ تہا۔ باورچیخانہ مین

دن رات رونق لگی رہتی تھی۔ کوئی
عورت چاول دیگچی مین ڈال کر دوسری
کے ساتھ باتون مین مشغول ہے۔ اور
اپنے بیٹے کی شادی کا قصہ شروع کر رہی
ہے۔ کوئی آگ جلا رہی ہے اور لکڑیان
تر ہونے کی وجہ سے آگ نہین جلتی
تو گماشتہ کو گالیان سُناتی ہے۔ کوئی
مچھلی تیل کی کڑاہی مین ڈالکر انگلیان
جلا بیٹھی ہے۔ کوئی بال دھوکر اور خوب
تیل لگا کر پھر سُرمہ لگا اور چوٹی بنا
دال اُبالنے کی طرف جھکی ہے۔ کئی عورتین
ساگ پات کاٹنے مین مصروف ہین
اور ساتھ ساتھ اِدہر اُدہر کی باتین
بھی کر رہی ہین۔ گولاپی بیچارگی جلدی
مین رانڈ بیٹھ گئی ہے۔ چندی کا شوہر
بٹھنی شراب پیتا ہے۔ کولاشی کے
تاونڈ کو داروغہ کی جگہ ملگئی ہے۔
اسکا کام خوب بنگیا ہے۔ گوپال نے
بڑا سفر کیا ہے۔ پاربتی کا بیٹا پڑا
غفر یہ نکلا ہے۔ انگریز کسطرح اون
کی اولاد ہوسکتے ہین۔ بہاگیر تھ
کسطرح لنکا لے آیا۔ شام بسواس
کسطرح بہاٹاچرجا اس کی بیٹی پر
عاشق ہوگیا۔ غرض جتنے مُنہ اُتنی
باتین۔ ایک مضبوط اور قد آور عورت
چھری سے مچھلی کاٹ رہی ہے۔ چیلین
اسکے خوف سے نزدیک نہین آتین
مگر پھر بھی گاہے گاہے جھپٹتی ہین۔ ایک
سفید بالون والی عورت پانی لا رہی
ہے۔ اور ایک اَور مصالح پیس رہی ہے
مودی خانہ مین ایک ملازم اور ایک
باورچن مین گھی پر تکرار ہو رہی ہے۔
باورچن کہتی ہے گھی کم ہے اور مودیخانہ
کا ملازم کہتا ہے کہ گھی پورا ہے تو کہا
گئی ہے۔ غرض ایک نظارہ دکھائی
دے رہا ہے۔

کئی بچے۔ فقیر اور کُتے ٹکڑون کی امید
پر بیٹھے ہوئے ہین۔ مگر بلی کو کسی کی خوشامد
نہین۔ ذرا کسی کا دہیان دوسری
طرف ہوا اور اس نے مال اوڑایا۔
اِن تینون محلون کے پیچھے ایک باغ ہے
اور اِس سے کچھ فاصلہ پر ایک تالاب ہے

تینون محلون مین سے باغ کو رستہ نکلتا ہے اور اِس سے باہر ہاتھی خانہ صطبل وغیرہ مین ؛

کندا نندنی نگیندر کا جاہ و جلال دیکھ کر متعجب ہوئی۔ اور پالکی مین بیٹھکر اندر کے محل مین گئی۔ جہان سورج مکھی نے اُسے بڑی محبت سے اپنے پاس بٹھایا۔

چونکہ نگیندر ایسی شکل و شباہت کا آدمی نکلا جس سے پرہیز کرنے کے لئے کندا کو اُسکی ماں نے سخت تاکید کی تہی اسلئے اُسے خیال تہا کہ شائد اِسکی بی بی راکھشنی ہو۔ مگر سورج مکہی کے خط و خال دیکھکر اسکا شبہ جاتا رہا۔ سورج مکھی رنگ گندمی تھا جبکہ خواب کی راکھشنی کا رنگ سانولا تھا۔ اور سورج مکھی کی آنکھون مین جو جادو بھرا ہوا تہا وہ خواب کی عورت کی آنکھون مین ہرگز نہ تھا۔ سورج مکھی کا قد بھی خواب کی عورت سے کسی قدر لمبا تہا۔ بیشک خواب کی عورت خوبصورت بھی مگر سورج مکہی کی عمر ۲۶ سال کے قریب تہی جبکہ خواب کی عورت بیس سال سے زائد معلوم نہ ہوتی تہی۔ غرض کندا نے دونون مین زمین و آسمان کا تفاوت دیکھا۔ سورج مکھی کندا کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئی اور نوکرون کی افسر عورت کو بلا کر کہا۔ یہی کندا نندنی ہے جسکے ساتھ تاراچند کی شادی ہوئی تھی دیکھو میری بہاوج کیطرح اِسے سمجھو اور ویسا ہی اِسکے ساتھ سلوک کرو۔

افسر خادمہ نے رضامندی ظاہر کی اور کندا کو ساتھ لیچلی۔ کندا اِس خادمہ کو دیکھکر دہشت کھا گئی۔ اور اُسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ کیونکہ اِس خادمہ کی شکل خواب کی عورت سے مشابہ تھی۔ کندا کا دم رُکنے لگا اور اُس نے بڑی مشکل کے ساتھ کہا "اوہ کنول کی ایسی آنکھو والی تو کون ہے"؟ خادمہ نے جوابدیا "میرا نام ہیرا ہے"۔

چھٹا باب

ناظرین۔ ناخوش ہونگے

یہان ناظرین ضرور دل تنگ ہونگے

ناول لکھنے والون کا عموماً یہہ دستور ہے
کہ وہ شادی پر ناول ختم کرتے ہین
مگر ہم نے کند انندنی کی شادی سے
ہی ناول شروع کیا ہے۔ ایک اور دستور
بھی قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے کہ جو
شخص ہیروئن (قصہ مین نامور عورت)
کے ساتھہ شادی کرلے وہ ضرور ہیرو
(نامور شخص) ہونا چاہیئے۔ جو نہایت خوبصورت
ہو۔ اسمین تمام اوصاف حمیدہ پائے جاتے
ہون اور اپنی محبوبہ پر فریفتہ ہو مگر
غریب تاراچند مین ان باتون مین سے
کوئی بات نہ تھی۔ اسکی خوبصورتی خبر
یہی تھی کہ اسکا رنگ تانبے کا ایسا تہا
اور اسکی ناک گرہ دار تھی۔ اسکی شجاعت
اور بہادری کا میدان صرف سکول کا
احاطہ تھا۔ اور محبت کی نسبت یہہ تو نہین
کہا جاسکتا کہ کند انندنی کے ساتھہ کسے
کسقدر تھی مگر اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے
کہ وہ ایک بندریا کے بچے کو بہت
چاہتا تہا۔

خواہ تاراچند کیسا ہی تہا مگر کند اکے
وہان پہونچتے ہی اسکی شادی ہوگئی
تاراچند اپنی خوبصورت بی بی کو
اپنے گھر لے گیا مگر خوبصورت بی بی کے
ساتھہ شادی کرنے سے وہ عجیب
مشکل مین پہنس گیا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ تاراچند نے
اکثر مضامین وبندرابابو کے مکان
مین عورتون کی تعلیم اور عورتون
کو باہر کی ہوا کھلانے کے متعلق پڑہے
تھے اور اکثر مباحثون مین اُس نے
بڑی جرات کے ساتھہ کہا تھا "اگر
کبھی مجھے موقع ملا تو مین ان معاملات
مین پہلا نمونہ دنیا کے پیش کرونگا
اگر میری شادی ہوگئی تو مین اپنی
بی بی کو سوسائٹی مین شریک کرونگا"
اب اسکی شادی تو ہوگئی تھی اور
کند اکی خوبصورتی کا شہرہ بہی تمام
گاؤن مین پہیل گیا تہا۔ تمام ہمسائے
تاراچند پر تمسخر اوڑاتے اور کہتے تھے
"آپ اپنے اقرار کو کیا ہوا؟ اسکا وعدہ
کہان گیا؟"

اور دبندرا بابو نے کئی دفعہ تاراچند
کو ملامت کی اور شرمندہ کر کے کہا۔
"کیا تم بھی اب پُرانے دقیانوسی ہیجو فولون
کی پلٹن مین بہرتی ہوگئے ہو؟ تم
کیون اپنی عورت کے ساتھہ ہماری
ملاقات نہین کراتے" یہانتک کہ
تاراچند نے نہایت شرمندہ ہوکر
دبندرا سے وعدہ کیا کہ اپنی بی بی کو
اسکے ساتھہ انٹروڈیوس کریگا۔ مگر
بعدازان اُسے سورج مکھی کی ناراضگی
کا خوف ہوا۔ اور اسطرح بہانون مین
ایک سال گذر گیا۔ جب یہہ بہانہ نہ
چل سکا تو اُس نے مکان کی مرمت
کا عذر پیش کیا اور کُندا کو نگیندر
کے گھر بہیج دیا۔ جب مکان کی مرمت
بھی ہوچکی تو ایک دن دبندرا مع
چند دوستون کے تاراچند کے مکان
مین آیا۔ اور اُس سے ایفائے وعدہ
چاہا۔ تاراچند کے مکان مین آیا۔
اور اُس سے ایفائے وعدہ چاہا۔
تاراچند ہار کر اندر گیا اور کُندا کو
عمدہ پوشاک پہنا کر باہر لے آیا۔ کُندا
نے وہان کیا کرنا تہا گہونگٹ نکالے
سامنے کھڑی رہی اور پہر رو کر اندر
بہاگ گئی۔ باین ہمہ دبندرا اسکی
خوبصورتی اور سادہ پن پر قربان
ہوگیا۔ اور مرنے دم تک کُندا کی صورت
اسکی آنکہون کے سامنے پہرتی رہی
اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد دبندرا
کے گھر مین ضیافت کی تیاری ہوئی
اور ایک چہوٹی لڑکی کُندا کو بلانے
کے لیئے بہیجی گئی۔ مگر سورج مکھی کو اطلاع
ہوگئی اور اُس نے کُندا کو جانے سے
روک دیا۔ بعدازان ایک دفعہ خود
دبندرا تاراچند کے مکان مین گیا
اور کُندا سے ملاقات کی۔ مگر سورج مکھی
نے تاراچند کو ڈانٹا کہ آیندہ کے لیئے
دبندرا کو اپنے مکان مین نہ آنے دے
اور کسی لگے لپٹے کے سامنے کُندا کو نہ
کیا کرے ؎

اسطرح شادی کو تین سال گذر گئے
اور دفعتہً کُندا نندی رانڈ ہوگئی۔

تارا چند کو نجاری نے ایسا گھیرا کہ زندہ نہ چھوڑا۔ اِسپر سورج لکھی کندا کو اپنے ہمراہ لیگئی اور تارا چند کی کل جائداد بیچکر کندا کے نام سے سرکاری خزانہ مین داخل کردی۔

بیشک ناظرین ناخوش ہوئے ہونگے۔ مگر حقیقت یہہ ہے کہ قصہ ابھی شروع ہی ہوا ہے۔ اور زہریلے درخت کا ابھی تک صرف بیج ہی بویا گیا ہے ٭

ساتوان باب

ہریدا سی بیشنو

یہہ کندا نندی نگیندر کے گھر مین رہا کرتی۔ ایک دن دوپہر کے بعد گھر والے کی کل عورتین مکان کے پُرانے حصہ مین جمع ہو رہی ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مذاق کے کام مین مصروف ہین ہر ایک عمر کی عورتین چھوٹی لڑکی سے لیکر سفید بالون والی بڑھیا تک وہان موجود ہین۔ کوئی سر کو کنگھی کر رہی ہے۔ کوئی بال سکھلا رہی ہے۔ کوئی اپنے لڑکے کا کرتا سی رہی ہے۔ کوئی بچے کو دودھ پلا رہی ہے کوئی تنگ آکر بچے کو مار رہی ہے جو پہلے تو خوب زور سے چلاتا مگر تھوڑی دیر کے بعد ٹھنڈی سانسین بھرنے لگتا ہے کوئی دری سی رہی ہے اور دوسری اُسے غور سے دیکھ رہی ہے۔ کوئی کسی کے لڑکے کی شادی کے لئے تخت بنا رہی ہے۔ کوئی بڑی عورت داسو رام کی نظم پڑھ رہی ہے۔ ایک بڑھیا اپنی ہمسایہ کے روبرو اپنے بیٹے کی شکایت کر رہی ہے۔ ایک نوجوان خوش مزاج عورت اپنی سہیلیون کے کان مین جنکے شوہر باہر گئے تھے ہنس ہنس کر اپنے شوہر کی باتین سنا رہی ہے اور اس طرح انکا دل خوش کر رہی ہے۔ بعض مالکہ مکان کی اور بعض مالک کی شکایت کر رہی ہین۔ وہ جسے صبح کو سورج مکھی نے اُسکی نادانی پر ذرا

ڈانٹا تہا وہ اپنی تیز فہمی کی ستائش
کر رہی ہے۔ وہ جسکے پکائے ہوئے
کھانے مین کبھی مزہ نہین آیا اپنی
کہالیت کا آپ ہی اظہار کر رہی ہے۔
وہ جسکا شوہر گاؤن مین سب سے
زیادہ جاہل مشہور ہے اپنی ہمسایہ
عورتون کو شوہر کی اعلےٰ قابلیت
کے اظہار سے حیران کر رہی ہے۔ وہ
جس کے بچے بدشکل اور بد وضع ہین
ناز کر رہی ہے کہ اس نے خوبصورتی
کے جواہر اور ہیرے چنے ہین مگر
اُنہین سورج مکھی شامل نہ تھی۔ وہ
ذرا بلند مزاج تھی اس لئے ایسی
مجلسون مین بیٹھنا پسند نہ کرتی تھی
اور اگر وہ کبھی وہان آنکلتی تو اسکے
خوف سے سب چُپ چاپ ہو جاتین۔
کندانندلی ان عورتون مین بیٹھی
ہوئی ایک لڑکے کو پڑھا رہی تھی
مگر لڑکے کا دہیان ایک دوسرے
لڑکے کی مٹھائی کیطرف تہا کچھ پڑھتا
نہین تہا۔ اتنے مین ایک بیشنو رسا دہو

عورت "جے رادہکا" کہتی ہوئی آنکلی
نگیندر کی ٹھاکر باڑی مین بکثرت
سادہو جمع ہوا کرتے تھے اور ہر ایک
کو چاول انہین تقسیم کئے جاتے
تھے مگر کبھی بیشنو یا دیگر مانگنے والے
کو عورتون کے کمرے مین جانے کی
اجازت نہین تہی۔ چنانچہ "جے رادہکا"
کی آواز سنتے ہی ایک عورت نے
تعجب سے پوچھا "او عورت! تو نے یہان
آنے کی جراءت کی ہے؟ ٹھاکر باڑی"
مین جا مگر جونہین اس نے کہا اور بیشنو
کی طرف بھی دیکھا تو بے اختیار کہہ اُٹھی
"اوہ تو کون بیشنو ہے؟"
سب عورتون نے جو نظر اُٹھا کر
دیکھا تو بیشنو کو نہایت خوبصورت
پایا۔ ان ساری عورتون مین سے
کندانندلی کے کوئی اُسکی نظیر نہ تھی
اسکے پتلے ہونٹ۔ محرابدار ناک۔
موٹی موٹی آنکھین۔ خمدار بھوین۔
صاف اور اونچی پیشانی کنول کی
شاخ کی طرح بازو اور دیگر خصوصیات

ایسی تہین کہ عورتون مین شاذونادر
پائی جاتی ہین لیکن اگر کوئی خوبصورتی
کا نکتہ چین وہان ہوتا تو صاف کہہ
اُٹھتا کہ بیشنو کی خوبصورتی مین ملاحت
نہ پائی جاتی تہی اور اسکی روش
زیادہ تر مردانہ وضع کی تہی ٭

بیشنو کی ناک پر صندل کا نشان
(ذات کا نشان جو صندل کے برادے
سے لگاتے ہین) لنبا اور خوش شکل
تہا۔ وہ رنگدار کنارے والی ساری
زیب تن کیئے ہوئے تھی اور اسکے
ہاتھ مین ایک چہوٹا سا طنبورہ تہا۔
اُسنے پیتل کے کنگن پہنے ہوئے تہے
اور چوڑیان گہاس کی بنی ہوئی تہین
ایک سالخوردہ عورت نے اُسے پوچھا
"تو کون ہے؟" جسکے جواب مین اُسنے
کہا "میرا نام ہرمہ اسی بیشنوی ہے
کیا تم گانا سننا چاہتی ہو؟" اس پر
بکثرت عورتون کے منہ سے "ہان"
"ہان" کی آواز نکلی اور بیشنو طنبورہ
سنبہال کر وہان بیٹھ گئی جہان کشتہ

ایک لڑکے کو سبق پڑہا رہی تہی کندا
راگ کی مشتاق تہی۔ بشنو کو گاتے
دیکھکر اسکے اور قریب ہو گئی اور اسکے
شاگرد نے جو دوسرے لڑکے کی مٹہائی
کی تاک مین لگ رہا تہا۔ موقعہ غنیمت
سمجہا اور دوسرے لڑکے کے ہاتہ سے
مٹہائی چہین کر کہا گیا۔

بیشنو نے پوچہا کہ وہ سب کیا سننا
چاہتی ہین اور مختلف عورتون نے
مختلف گیتون کے نام لیئے۔ کسی نے تو
گووندا ادہکاری کی فرمایش کی
اور کسی نے گوپانی ادری کی اور ایک
نے جو دیسوئے کی نظم پڑہ رہی تہی اسی
کے گانے کی فرمایش کی۔ دو تین نے
کرشن کے پرانے قصون کا نام لیا۔
مگر انمین یہ اختلاف تہا کہ کوئی تو کرشن
کی گوپیون کے ساتہ اختلاط کی نسبت
سننا چاہتی تہی اور کوئی اُنسے
جدائی کی نسبت۔ کوئی بچپن مین اسکی
گائے چرانے کی نسبت اور ایک منہ
پہٹ لڑکی تو صاف بول اُٹہی "اگر

تو فلان گیت نہ گائے گی تو مین ہرگز نہ ستون گی"۔ ایک نے بیشنو کو سکہانے کی ارادہ سے خود ہی ایک گیت گایا۔ بیشنو سب کی فرمایش سنتی رہی اور آخر کار کندا سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "کیا تمہاری کوئی فرمایش نہین" ؟ کندا بڑی شرمیلی تہی اُس نے آنکہین نیچے کر لین اور ایک سہیلی کے کان مین آہستہ سے کہا کہ کسی بہجن کا نام لو اسپر بیشنو نے ایک بہجن شروع کیا۔ کندا یہہ دیکہکر کہ بیشنو نے اور فرمایشون کو بالائے طاق رکھکر اسکی فرمایش پر گانا شروع کیا ہے بہت محجوب ہوئی۔ اور ہریداسی نے پہلے تو بڑی آہستگی سے طنبورہ کو چہیڑا اور نہایت ہی نرم آواز مین جیسے مکہی کی بہنبہناہٹ یا پہلی رات کی دلہن کی محبت آمیز گفتگو سے تشبیہہ دیجاسکتی ہے کچھ گایا مگر دفعتہ اِس چہوٹے سے طنبورہ سے ایسی اونچی آواز نکالی جیسے کہ بادل گرجتے ہین۔ سُننے والی عورتین اسکا کمال دیکھکر حیران ہوگئین اور اسکی تعریف کرنے لگی۔ پہر کرنے لگی نہین۔

بیشنو کی سُریلی آواز آسمان تک گونجنے لگی اور عورتین اسپر قربان ہونے لگین گہرون کے اندر رہنے والی عورتین راگ کی اصل حقیقت کو کیا جانین ؟ اگر کوئی سوجہہ بوجہہ والا شخص وہان ہوتا تو فی الفور سمجہہ لیتا کہ بیشنو کا گانا صرف قدرتی بخشش ہی نہ تہا بلکہ اُس نے پورے طور پر راگ کی تعلیم پائی تہی گو اسکی عمر بہت چہوٹی معلوم ہوتی تہی جب بیشنو بہجن گا چکی تو عورتون نے اُسے دوبارہ گانے کی فرمایش کی مگر اُسنے ہریداسی نے کندا کی طرف دیکہا اور وہ گیت شروع کیا جو کرشن نے رادہکا کو مخاطب کرکے گایا تہا۔

گیت

"تیرا خوبصورت چہرہ دیکہنے کی امید پر مین یہان آتا ہون۔ اے رادہا مجہے اپنے پاؤن چومنے دے۔ تیرا غصہ ٹہنڈا کرنے کی غرض سے مین اس بِسر مین آیا ہون۔ رادہا مجہے تانگی بخشر

پیار کی باتین کر۔ اور تیرے پاؤن
چوم کر مین گھر چلا جاؤنگا۔ صرف تیری
پیاری صورت کی جھلک دیکھنے کے لئے
مین در بدر بانسلی لئے مارا مارا پھرتا ہون
جب تیرا پیارا نام بانسلی سے نکلتا ہے تو
میری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین۔
اگر تو میرے حال پر رحم نہین کریگی
تو مین جمنا کے کنارے چلا جاؤنگا اور
وہان جاکر بانسلی توڑ دونگا اور مرجاؤنگا
اوہ! غصہ ٹھنڈا کر اور جھگڑا ختم کر مینے
راج کی خوشیان تیری خاطر ترک کردی
ہین۔ اور تیرے قدمون مین ایک غلام
بنکر رہا ہون۔ تیری پاؤن کی جھانجھین
گلے مین ڈال ہین جمنا ندی مین پناہ
گزین ہونگا۔"

گیت جب ختم ہوگیا تو بیشنو نے کندا
کیطرف دیکھکر کہا گانے کی وجہ سے پیاس
مجھ پر غالب ہوگئی ہے مجھے پانی پلاؤ۔
کندا پانی لینے گئی اور بیشنو اٹھکر ذرا اور
چلی گئی۔ جب کندا پانی اُسکے پاس
لے گئی تو اُس نے کہا "مین تمہارے
برتن کو چھو نہین سکتی۔ تجھے اوک سے
پانی پلاؤ۔ مین پیدایشی بیشنو نہین
ہون۔" مراد یہ کہ مین پہلے نیچ ذات
تھی اور پھر بیشنو بنگئی۔

کندا یہ سنکر اُسکے ایک طرف ہوگئی
اور پانی اُسکے ہاتھون پر ڈالنے لگی۔
وہ دیگر عورتون سے استدر فاصلہ
پر تھین کہ اگر وہ باہم کچھ آہستہ آہستہ
ذکر کرین تو دوسری سن نہین سکتی تھین۔
بیشنو ہاتھ مونھ دھونے لگی اور ساتھ ہی
کہنے لگی۔

بیشنو۔ تیرا نام کندہ ہے نا؟۔

کندا (حیران ہوکر) تو کیون پوچھتی
ہے؟۔

بیشنو۔ کیا کبھی تم نے اپنی ساس کو
دیکھا ہے؟۔

کندا۔ نہین (کندا نے صرف یہی سنا
تھا کہ اسکی ساس کسی عیاش کے ساتھ
بھاگ گئی تھی)

بیشنو۔ تیری ساس یہان ہے۔
اور میرے گھر مین ہے۔ وہ تمہین

دیکھنے کے لیئے مری جاتی ہے۔ وہ
جرات نہین کرسکتی کہ اِس مکان
کی مالک کے سامنے ہو۔ تو کیون نہین
اِسکے پاس چلی جاتی۔ گو وہ بدنام
ہے مگر آخر تمہاری ساس ہے*

گو کُندا سیدہی سادہی تہی مگر اتنا
وہ خوب سمجھتی تہی کہ بدنام ساس کے
ساتہہ اُسے تعلق رکہنا نہین چاہئیے۔
اِسلیئے اُسنے جانے سے انکار کیا۔ مگر بیشنو
نے پہر اصرار کیا۔

کُندا۔ مین مالک کی اجازت کے بدون
کبھی نہین جاسکتی۔

بیشنو۔ مالک سے یہ بات نہ کہنا۔ وہ
تمہین نہین جانے دے گی۔ بلکہ ممکن
ہے کہ وہ تمہاری ساس کو بھی بُلا
بھیجے۔ اِس پر تمہاری ساس بھاگ
جائے گی۔

ہرچند بیشنو نے طرح طرح کی باتون
سے اصرار کیا مگر کُندنے ایک نمانی۔
آخرکار بیشنو نے کہا۔

بیشنو۔ اچھا مالک مکان سے پوچھنا۔
مگر وقت دیکھکر۔ ورنہ ذرا آنسو بھی بہاؤ
نہین تو وہ کبھی راضی نہ ہوگی۔ دیکھو
ہوشیاری سے کام کرنا۔

مگر کندانے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور
ہریدا سی موہنہ ہاتہہ دہو اور پانی
پی کر عورتون سے خیرات کی مستدعی
ہوئی۔ اسی اثنا مین سورج مکہی بہی
آنکلی۔ اور سب چُپ چاپ ہوگئین۔
سورج مکہی نے بیشنو کو سر سے پاؤن تک
بغور دیکھکر پوچھا "تم کون ہو" نگیندر
کی بہن بہی نے جواب دیا "یہ بیشنو ہے"
اور گانا سنانے آئی ہے۔ بڑا اچھا
گاتی ہے۔ کیا تم بہی کچھ سنوگی بیشنو!
دیوتونکی ستایش مین کچھ گاؤ"

ہریداسی نے ایک نہایت عمدہ بھجن
گایا۔ اور سورج مکہی نے خوش ہوکر اُسے
انعام دیا اور رخصت کیا۔ ہریداسی
سلام کرکے اور کندا پر ایک نظر ڈالکر
رخصت تو ہوئی۔ مگر طنبورہ کو چھیڑکر
یہہ گاتی گئی:۔

آہ میری پیاری

مین تمہین کہانے کو شہد اور پہننے کو
زرین کپڑے دونگا۔ مین تیرا شیشہ عطر
سے اور لٹیا گلاب سے بہر دونگا۔ اور
تمہارے بکس مین خوشبودار مصالح ڈالونگا
جو مین اپنے ہاتہہ سے تیار کرونگا۔"

جب ہریداسی چلی گئی تو اُس پر جرح
قدح ہونے لگی۔ پہلے تو اسکی کسیقدر
تعریف ہوئی مگر یکلخت رائے پلٹ گئی۔
براج۔ وہ خوبصورت تو ہے مگر اسکی
ناک ذرا چپٹی ہے۔
باما۔ اسکا رنگ بہت زرد ہے۔
چندر مکھی۔ اِسکے بال سن کے ایسے ہین۔
کملا۔ اِسکے ہونٹ موٹے ہین۔
کپال۔ اُسکی پیشانی بہت اونچی ہے۔
ہرانی۔ اِسکا جسم پتلا ہے۔
پدملا۔ اسکی چوٹی تما[illegible]رون کی
ایسی ہے۔ اسمین لطافت نہین۔
غرض ایسی جرح ہوئی کہ خوبصورت
ہریداسی بدصورتی کا نمونہ بنگئی۔ پہر اُسکے
گانے پر جرح ہوئی۔
للتیا۔ اِسکی شکل خواہ کیسی ہو مگر
گاتی خوب ہے۔
چندر مکھی۔ نہین۔ اِسکی آواز بہاری
ہے۔
ہکتا کیشی۔ بیشک۔
املکا۔ اُسے گیت تو کوئی آتا ہی نہین۔
وہ تو داسو رے کا کوئی گیت ہی نہین
سنا سکی۔
کنک۔ اُسے وقت کی کچھ خبر ہی
نہین۔ بے وقت ہی گائے جاتی ہے۔
اسطرح نہ صرف ہریداسی بدصورت
ہی ظاہر کی گئی بلکہ اسکا گانا بہی بہت
بُرا قرار دیا گیا۔

آٹھوان باب

بابو

ہریداسی پیشتو رخصت ہوکر دلی پور
مین آئی۔ یہان ایک باغ ہے جسکے
گردا گرد تار کا جنگلا ہے۔ اِسمین ثمر
دار درخت بکثرت ہین وسط مین
ایک تالاب ہے جسکے کنارے پر
ایک مکان بنا ہوا ہے۔ ہریداسی

اِس مکان مین چلی گئی اور ایک پرائیوٹ
کمرے مین اپنی پوشاک اُتار دی فوراً
بال اِسکے سرسے گر پڑے زلفین بہی الگ
جا پڑین- چوٹی کا نشان بہی گم ہوگیا-
اور جب اُس نے کپڑے بدلے تو بجائے
ہریداسی بیشنو کے ایک خوبصورت نوجوان
پچیس سال کی عمر کا وہان نظر آنے
لگا- اُسکے خط وخال نہایت خوبصورت
تھے اور یہہ نوجوان دبندرا بابو تہا!
جسکی نسبت ہم پہلے بہی کچھ ذکر کرچکے ہین
دبندرا اور نگیندرا ایک ہی خاندان
کی شاخین تہین مگر متواتر پشتون
تک دبندرا اور نگیندرا مین مقدمات
چلتے رہے جنکی وجہ سے وہ ایک دوسرے
سے ہمکلام بہی نہ ہوتے تھے- آخرکار اِس
مقدمہ بازی مین نگیندر کے دادا نے
دبندرا کے دادا کو شکست دی اور اِس
وقت سے دبندرا کا خاندان ضعیف
ہوگیا- اُنکا کل روپیہ مقدمہ بازی مین
خرچ ہوگیا اور گو نگیندر خاندان والون
نے اُنکی جایداد خریدلی- اِس وقت سے
نگیندر خاندان عروج پکڑتا گیا اور
دبندرا زوال پذیر ہوتا گیا-

دبندرا کے باپ نے اپنے خاندان کی
ترقی کے لیئے ایک تجویز سوچی اور وہ
یہہ تہی کہ ضلع ہری پور کے زمیندار گنیش
نامی کی لڑکی سے دبندرا کی شادی کیجائے
گنیش کی بیٹی ہمنی نامی بدصورت بدمزاج
گستاخ- اور خودغرض تہی- جب تک دبندرا
کی شادی نہ ہوئی تہی اسکا چال چلن
بے عیب تہا- وہ بڑا محنتی راست گو اور
پُرحوصلہ تہا- مگر یہ شادی اِسکے لیئے
مُہلک ثابت ہوئی- جب دبندرا نے
اپنی بی بی کو دیکھا تو معلوم کیا کہ اُسکی
موجودگی مین اُسے خانگی خوشی کبہی حاصل
نہ ہوگی- اِسکا دل خوبصورتی کا عاشق
تہا مگر بدقسمتی سے اِسکی بی بی خوبصورت
نہ تہی- اسکا دِل اُلفت اور محبت کا خواہشمند
تہا مگر بی بی کی صورت سے ہی اِسکی خواہش
کی آگ بجھی جاتی تہی

محبت تو ایک طرف اُسے ہمنی کی کج مزاجی
اور بدکلامی برداشت کرنی بہی مشکل

ہوگئی - ایک دن ہمتی نے شوہر کو دل
کہول کر گالیان سنائین - وبندرا بہت صبر
کر چکا تہا - اب صبر نہ کر سکا اُسنے ہمتی
کو بالون سے پکڑ لیا اور خوب لکد کوب
کیا - اِسی دن وہ گہر چہوڑ کر کلکتہ کو چلا
گیا اور حکم دے گیا کہ باغ مین اِسکے
رہنے کے لیئے ایک مکان بنایا جائے -
اِس واقعہ سے پہلے اسکا باپ مر چکا
تہا اسلیئے اب وہ خودمختار تہا اور جو چاہتا
کرتا تہا - کلکتہ مین اُسے بُری صحبت ملگئی
اور نفسانی خواہشون نے اُسے گہیر لیا -
اور غم غلط کرنے کے لیئے شراب پینی
شروع کردی پہلے تو اسکا دل اُسے
ملامت کرتا مگر بعد ازان جب عادت
ہوگئی تو ضمیر نے بہی ملامت ترک کردی
اور اُسے اِن بدیون مین خوشی
حاصل ہونے لگی -

جب کلکتہ مین وہ فسق و فجور کے
سبق بخوبی پڑہ چکا تو گہر واپس آیا
اور باغ والے مکان مین جو تیار ہوگیا
تہا رہکر عیش منانے لگا کلکتہ مین
اُس نے کئی فیشن سیکہے - چنانچہ ولی پور
مین آتے ہی اُسنے اپنے آپکو ریفارمر
مشہور کر دیا اور ایک برہمو سماج قائم
کی - بہت سے آدمی جیسے کہ تاراچند اسمین
شریک ہوگئے اور تقریرون کی تو کچہ انتہا
نہ تہی - اُس نے زنانہ مدرسہ کہولنے
کی بہی تجویز کی - مگر اِسمین وہ کامیاب
نہ ہوسکا - بیوگان کی شادی پر وہ بڑا
زور دیا کرتا تہا اور ایک دو شادیان
اسکی کوشش سے ہو بہی گئین عورتون کو
سوسائٹی مین لانے کے متعلق اسکی رائے
تاراچند کے ساتہہ متفق تہی اور دونون
لوگون کو کہا کرتے تہے - عورتون کو باہر آنے
دو - اِس معاملہ مین وبندرا کامیاب ہوا
مگر اِسمین بہی اِسکی ایک خاص غرض
تہی -

غرض وبندرا نے جب بیراسی کا
بہیس اُتار دیا اور عمدہ انگریزی کپڑے
پہن لیئے تو وہ ایک کمرے مین بیٹھ گیا
اور اِسکے نوکر نے حقہ بہر کر اِسکے سامنے
رکہدیا - کچہ دیر تک وبندرا اِس کمرے

دور کرنے والے دیوتے یعنے تمنا کو کی
خدمت مین مصروف رہا - وہ شخص
انسان کہلانیکے ہی قابل نہین جو تمنا کو
کا مزہ نہین جانتا - او سب دل والون
کو تسکین دینے والے! او دنیا کو مسحور
کرنے والے! کاش ہم ہمیشہ تیری
خدمت مین مصروف رہین! - تیری
پالکیان یعنے حقہ اور پائپ ہمیشہ
ہماری آنکھون کے سامنے ہین! انکے
دیکھنے سے ہی ہمین بہشت کی خوشی
حاصل ہوتی ہے - او حقہ تو جو پیچدار
دہوئین کے بادل نکالتا ہے - تو جو
سانپ کو مخجل کرنے والی مڑی ہوئی
نلی رکھتا ہے - اور تو جو اپنی چوٹی پر
نہایت خوبصورت ٹوپی رکھتا ہے تیری
بگڑی کی زنجیر مین کیسی بھلی معلوم
ہوتی ہین - تیری خمدار ٹوپی کیسی خوبصورت
ہے - اور تیرے اندر کے سرد پانی کی
آواز کیسی دلکش ہے! او دنیا کو مسحور
کرنے والے! او! آدمی کی تھکان کو
دور کرنے والے! تیرا جلال کون

جان سکتا ہے! غم کو غلط کرنیوالے
تو بزدل کو جرات دلاتا - نادان کو
عقل دیتا اور غصہ والے کو ٹھنڈا
کرتا ہے! او ابرکتون کے بخشنے والے
تمام خوشیون کو تقسیم کرنے والے -
پوری طاقت کے ساتھہ میرے کمرے
مین آجا! تیری بھینی خوشبو دن بدن
بڑہتی ہے - تیرا ٹھنڈا پانی دمبدم
آواز دیتا رہے - اور تیری ٹونٹی ہمیشہ
میرے ہونٹون کے ساتھہ لگی رہے -!
حیش دوست دہندریا کچھہ عرصہ تک
اِس دیوتے کی خوشبو سے دماغ تازہ
کرتا رہا مگر اِسکی تسکین خاطر نہ ہوئی -
اور اِس سے زیادہ طاقتور دیبی کی
طرف جھکا اِسکے لڑکے ہاتھہ مین کچھ
بوتلین گھاس کے خول مین تھین -
اِس سفید اور نرم بستر پر ایک
زرین رمال بچھایا گیا اسپر ایک
چھوٹی سی میز رکھی گئی - اور تسنق گون
پری شیشے سے ڈیکینٹر مین اُترنے
لگی - ایک کٹ گلاس سنہرا اور ایک

پلیڈ جاگ پوجا کی اشیا تہین با پیچنا
مین سے ایک سیاہ فام بدصورت
خادم کباب اور گزک لیکر حاضر ہوا
اور وبندرا بطور ایک مخلص پوجاری
کے رسوم ادائے کرنے لگا۔

پھر گانے بجانیوالونکا طائفہ آیا اور
راگ رنگ کی مجلس منعقد ہوئی اُسی وقت
ایک نوجوان جسکی عمر وبندرا کے برابر
ہتی آیا اور اُسکے پاس بیٹھ گیا یہہ وبندرا
کا چچیرا بہائی سرندرا نامی تہا گو وہ
وبندرا کی طبیعت کے مخالف تہا مگر پہری
دونون مین بڑی محبت ہتی اور وبندرا
دنیا بہر مین سوائے اُسکے اور کسی کی
پرواہ نہ کرتا تہا وہ ہر رات وبندرا
کو دیکہنے آتا مگر شراب کے خوف سے
تہوڑی دیر بیٹہکر چلا جاتا۔

جب سب چلے گئے تو اِنکی باہم گفتگو
شروع ہوئی۔

سرندرا۔ کہو آج کیسی طبیعت ہے
وبندرا۔ بس نعح اُڑہی جاتی ہے
اور بدن لاش کی صورت ہو رہا ہے

سرندرا۔ تمہاری طبیعت بہی عجیب ہے
کیون کچھ بخار آیا؟۔
وبندرا۔ نہین۔
سرندرا۔ تو کیا جگر ضعیف ہو رہا ہے۔
وبندرا۔ نہین بدستور ہے۔
سرندرا۔ کیا تمہارے لیئے بہتر نہین کہ
اِن زیادتیون کو چہوڑ دو؟
وبندرا۔ کیا شراب؟ تم کبتک اِسکی
مخالفت کروگے یہ تو میری دائمی دوست
ہے اور مین اِسکے بغیر نہین رہسکتا۔
سرندرا۔ یہہ کسطرح ہوسکتا ہے۔
شراب کچھ تمہارے ساتہہ پیدا نہین ہوئی
ہتی اور نہ تمہارے ساتہہ ہی جائیگی
بہت لوگ اسے چہوڑ دیتے ہین تم کیون
نہین اِسے چہوڑتے۔
وبندرا۔ اسے چہوڑکر مجہے کیا فایدہ
ہوگا جو لوگ اسے ترک کرتے ہین اُنہین
آئندہ خوشی کی امید ہوتی ہے مگر میرے
لیئے کوئی خوشی نہین۔
سرندرا۔ تو اچہا اپنی جان بچانے
کے لیئے چہوڑ دو۔

دبندرا۔ جن لوگون کو زندگی مین
کچھ خوشی کی امید ہوتی ہے وہ اُسے
چھوڑ دیتے ہین مگر مجھے زندہ رہنے سے
کیا فائدہ (سرندرا کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے اور اُس نے محبت سے کہا)

سرندرا۔ تو میری خاطر ہی سے
چھوڑ دو۔

دبندرا۔ (رو کر) کوئی شخص سوائے
تمہارے مجھے نیک رستے پر چلنے کی ہدایت
نہین کرتا اگر کبھی مین شراب کو ترک
کرونگا تو صرف تمہاری خاطر سے اور۔

سرندرا۔ اور کیا؟

دبندرا۔ اور اگر کبھی مین سنون کہ میری
عورت مرگئی ہے تو مین شراب پینی چھوڑ
دونگا ورنہ خواہ مین مرون یا زندہ ہون
مجھے اسکی پرواہ نہین۔

سرندرا کی آنکھون مین پھر آنسو بھر
آئے اور دبندرا ہنسی کو بُرا کہتا ہوا چلا گیا

نوان باب

سورج مکھی کی چٹھی

خواہر عزیز سری متی کمل مانی داسی
طول عمرہ

مین اب تجھے دعا دیتی ہوئی شرمانی
ہون تو اب عورت کہلانے کے قابل ہو
گئی ہے۔ اور گھر کی مالک ہے پھر بھی مین
تجھے چھوٹی بہن ہی سمجھتی ہون مینے تجھے
پرورش کرکے اس عمر تک پہونچایا ہے
اور تجھے لکھنا سکھایا ہے لیکن اب مجھے
تمہارا دستخط دیکھکر یہ بدخط چٹھی بھیجتے
ہوئے شرم آتی ہے مگر شرم سے کیا فائدہ
میرا وقت گذر گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو
مین اس حالت مین کیون ہوتی؟ وہ حالت
کیا ہے؟ مین اُسے کسی پر ظاہر نہین
کر سکتی لیکن راز دل کسی پر ظاہر نہ کرون
تو برداشت نہین کر سکتی مگر کس سے
کہون؟ تم میری پیاری بہن ہو اور
تم سے زیادہ مجھے کوئی پیار نہین کرتا
نیز یہہ معاملہ تمہارے بھائی کے متعلق
ہے اور اس لئے مین سوائے تمہارے اور
کسی کو بتا نہین سکتی۔

مینے اپنی چتا آپ ہی تیار کی ہے اگر

مین کندانندنی کی خبر گیری نہ کرتی اور وہ مرجاتی تو میرا کیا نقصان تہا؟ خدا اسقدر مخلوق کی نگہداشت کرتا ہے کیا وہ کندانندنی کی خبر گیری نہ کرتا؟ مین اُسے کیون بپنے گہرائی اور اپنے پاؤن آپ کلہاڑی ماری؟ جب تمنے اُسے بدقسمت ہستی کو دیکھا تہا تو ایک لڑکی معلوم ہوتی تھی اب وہ سترہ اٹہارہ سال کی ہے مین مانتی ہون کہ وہ خوبصورت ہے مگر اُسکی خوبصورتی ہی میرے حق مین سم قاتل ہے اگر دنیا مین میری کوئی خوشی ہے تو میرا شوہر ہے اگر دنیا بہر مین مجھے کسی کی پرواہ ہے تو وہ میرا شوہر ہے اور اگر دنیا بہر مین میرے پاس کوئی دولت ہے تو وہ میرا شوہر ہے۔ یہی شوہر کندانندنی مجھسے چہینے لیتی ہے اگر دنیا پر مجھے کوئی خواہش ہے تو اپنے شوہر کی محبت کی ہے مگر اُس محبت مین کندانندنی خلل ڈال رہی ہے اس سے تو اپنے بہائی کی انسبت بُرا خیال نہ کیجئیو مین اُسے ملامت نہین کر رہی وہ نیک ہے اسکے دشمن بھی اُسکے چال چلن پر حرف نہین لاسکتے مین ہر روز دیکہتی ہون کہ وہ اپنے دل پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے جہان کندانندنی بیٹھی ہوتی ہے وہ حتے المقدور اُس طرف سے آنکھین پہیر لیتا ہے جبتک سخت ضرورت نہین پڑتی اُسکا نام بھی زبان پر نہین لاتا وہ اُسکے ساتہہ کسقدر سختی سے بھی پیش آتا ہے مینے سُنا ہے کہ اکثر بلا قصور اُسے چشم نمائی کرتا ہے تو پھر مین یہ کیون فضول قصہ لکہ رہی ہون؟ اگر کوئی مرد یہی خیال کرے تو بیشک اُسکو سمجھانا مشکل ہو جائے مگر تو ایک عورت ہے اس معاملہ کو خوب سمجہہ سکتی ہے۔ اگر کندانندنی اُسکی آنکھون مین دیگر عورتون کیطرح ہوتی تو وہ کیون اُس سے آنکھ چرانے کی کوشش کرتا وہ کیون اُسکا نام لیتے ہوئے تنگ ہوتا وہ جانتا ہے کہ اُسکا دل کندانندنی کیطرف مائل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بلا وجہ اُسے چشم نمائی کرتا ہے اُسکی یہ ناخوشگی

کُندا کے ساتھہ نہین ہے بلکہ اپنے ساتھہ
ہے اور یہہ چشم نمائی کُندا کو نہین کھپاتی
بلکہ اپنے آپ کو مین اِس معاملے کی تہہ تک
پہونچ گئی ہون۔ مین ایک عرصہ سے اسکی
خدمت گذاری مین مصروف ہون ظاہر باطن
مین اُسی کو دیکھتی ہون۔ مین صرف
اُسکے سایہ سے اُسکے دلی خیالات پا جاتی
ہون۔ وہ مجھسے کیا چھپا سکتا ہے؟ وقتاً
فوقتاً جب وہ اپنے آپ مین نہین ہوتا تو
اِدھر اُدھر نظر کرتا ہے کیا مین نہین
جانتی کہ وہ کیا ڈھونڈھتا ہے؟ اور اگر
اُس سے اُسکی آنکھ دوچار ہوتی ہے تو
گھبرا کر جھٹ آنکھ پھیر لیتا ہے۔ کیا مین
اِس بات کو سمجھہ نہین سکتی؟ وہ کھانا
کھاتے ہوئے کسی مرغوب خاطر آواز سنتے
ہی کھانے سے ہاتھہ اُٹھا لیتا ہے؟ اور جب
کُندا کی آواز اُسکے کانون مین پہونچتی
ہے تو گھبرا کر کیون جلد لقمہ موہنہ مین
ڈالنے کی کوشش کرتا ہے؟ کیا مین اُسے
سمجھہ نہین سکتی؟ میرے پیارے کی پیشانی
ہمیشہ کشادہ رہتی تھی۔ اب کیون تیور

بل پڑے رہتے ہین اگر کوئی اُس سے
بات کرتا ہے تو ایسا جواب دیتا ہے کہ
گویا اُس نے کچھ سنا ہی نہین۔ اگر کبھی
غصہ مین یہہ کہون کہ مین مرجاؤن تو
بلا تامل کہدیتا ہے "ہان" اگر مین پوچھون
کہ اُسکے خیالات کہان ہین تو کہتا ہے
کہ مقدمات مین۔ مگر مین جانتی ہون
کہ اُسے مقدمات کا کچھ خیال نہین۔
کیونکہ جب کبھی مقدمات کا ذکر آتا ہے
تو بڑی خوشی ظاہر کرتا ہے۔ ایکدن
ہمسایہ کی بوڑھی عورتین کندا کی
جوانی اور اُسکے بیوہ پن پر رحم کہا
رہی تھین تمہارا بھائی وہان آیا اُسکی
آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور زیادہ
سُننے کی تاب نہ لاکر واپس چلا گیا
ایک اور دن مین نے ایک نئی خادمہ کُدا
نامی رکھی بعض وقت تمہارے بھائی کے
موہنہ سے بجائے کُدا کے کُندا کا لفظ نکلجاتا
ہے تو وہ سخت گھبراتا ہے۔ اِس گھبراہٹ
کی کیا وجہ ہے؟ مین یہہ نہین کہتی کہ وہ
مجھے فراموش کر بیٹھا ہے۔ یا میری طرف

التفات نہین کرتا بلکہ حق تو یہ ہے کہ
پہلے کی نسبت مجھ سے زیادہ الفت ظاہر
کرتا ہے۔ اسکی وجہ مین خوب سمجھتی ہون
وہ جانتا ہے کہ میری جگہ اُسکے دل مین
نہین رہی التفات اور چیز ہے اور محبت
اور چیز۔ اِن دونون کا فرق عورتین
باسانی سمجھ سکتی ہین۔

ایک اور دلچسپ واقعہ بھی درپیش
ہوا۔ ایک کلکتہ کے فاضل پنڈت اشیرچند
بدیا ساگر نے ایک کتاب شادی بیوگان
پر شائع کی ہے۔ اگر وہ شخص جو بیوگان
کی شادی قرار دیتا ہے ایک پنڈت
ہے تو اُس سے زیادہ تر بیوقوف اور
کون ہوگا۔ ابھی ابھی ایک برہمن بیٹھا
چار بجا وہ کتاب ہماری دیوان خانہ مین
لایا تھا۔ اسپر بڑا مباحثہ ہوتا رہا غرض
شادی بیوگان کی تائید مین بڑی گفتگو
ہوئی اور برہمن دس روپیہ ایک مدرسہ
کی مرمت کے لیئے بابو سے لیکر رخصت
ہوگیا۔ دوسرے دن شہر ہوم ٹھاکر نے
اسی مضمون کا جواب دیا۔ مینے اُسکی بیٹی
کی شادی کے لیئے کنگن تیار کرا دیئے ہین
کوئی اور شخص شادی بیوگان کی تائید
مین نہین تھا۔ مینے اپنے غم کی داستان
سنا کر تمہین تھکا دیا ہے۔ کیا مین نہین جانتی
کہ تو کسقدر گھبرائی ہوگی۔ مگر مین کیا کرسکتی
ہون؟ اگر مین تمہین حال نہ سناؤن ہمنے
اپنا کل حال نہین لکھا مجھے امید ہے کہ تو جواب
سے میری تسکین کرے گی۔ دیکھو کسی شخص
کو اِس حال سے آگاہ نہ کرنا اور اپنے
شوہر کو بھی یہ خط نہ دکھانا کیا تو میرے
پاس نہین آئے گی؟ اگر تو آجائے تو
مجھے کسقدر تسکین حاصل ہوجائے اپنے
شوہر اور بچے کی خیریت سے مجھے
اطلاع دو۔

سورج مکھی

نوٹ۔ ایک لفظ اور۔ اگر مین اِس لڑکی
سے چھٹکارا پاؤن تو مین ایکدفعہ
پھر خوش ہوجاؤنگی مگر کسطرح اِس سے
رہائی حاصل کرون؟ کیا تو اُسے اپنے
ہان لیجائے گی؟ کیا ایسا کرتے ہوئے تو
خوف نہ کرے گی؟"

جواب

کمل مائی نے اسکا جواب یہ دیا۔

"بہن تو تو بیوقوف ہوگئی ہے نہین تو تجھے شوہر کے دل پر کیون شبہ پیدا ہوتا ہے۔ ؟ خبردار اس سے بدگمان نہ ہونا۔ اگر تو اُسپر بھروسہ نہین کرسکتی تو بہتر ہے کہ تو ڈوب مرے۔ کیونکہ جس عورت کو شوہر پر یقین نہ رہے اُسکے لیئے ڈوب مرنا ہی اچھا ہے۔ فقط"

دسوان باب

کونپل

تھوڑے ہی عرصہ مین نگیندر کی فطرت بالکل بدل گئی جیسے کہ گرم موسم مین بعض دفعہ صاف آسمان پر یکلخت گھٹا چھاجاتی ہے۔ اسیطرح نگیندر کے دل پر بھی سحاب الم چھا گیا۔ سورج مکھی یہ دیکھکر چپکے رویا کرتی تھی۔ مگر پھر وہ دلمین کہتی "مین کمل مائی کی نصیحت پر عمل کرونگی۔ مین کیون اپنے شوہر پہ بدگمانی ظاہر کرون؟ اسکا دل چٹان کیطرح مضبوط ہے۔ لو

مین وہ ٹھوکر نہین کھا سکتا۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ اُسکی صحت مین فتور آرہا ہے۔ مگر افسوس سورج مکھی ریت کا پل باندہ رہی تھی۔

نگیندر کے پاس ایک ڈاکٹر بھی ملازم تھا۔ اور سورج مکھی پردہ کی اوٹ مین بیٹھکر ضرورت کے وقت اِس سے بات چیت کیا کرتی تہی چنانچہ اب بھی اِسنے ڈاکٹر کو بلایا اور کہا:۔

سورج مکھی۔ "بابو بیمار ہے تم کیون اُنکو کچھ دوائی نہین دیتے"؟

ڈاکٹر۔ "کیا وہ بیمار ہے؟ مجھے معلوم نہین تھا اور نہ مینے کچھ سُنا ہی تھا"۔

سورج مکھی۔ کیا بابو نے تمکو نہین کہا؟

ڈاکٹر۔ نہین۔ کیا بیماری ہے"؟

سورج مکھی۔ "کیا بیماری ہے! تم ڈاکٹر ہوکر یہہ سوال کرتے ہو؟ مجھے کیا معلوم؟

ڈاکٹر۔ "دشرمندہ ہوکر اچھا تو مین جاتا ہون اور بابو سے پوچھتا ہون"

سورج مکھی۔ "بابو سے مت پوچھو۔ اور اُسکے لئے کوئی دوائی تیار کردو۔

ڈاکٹر عجب مشکل مین پھنس گیا۔

اُس نے کبھی بدون مرض معلوم کرنے کے دوا نہ کی تھی۔ علاج کرتا تو کیا کرتا۔ سورج مکھی کا حکم بھی اُسے ضرور ماننا تھا۔ دوائی خانہ مین گیا اور سوڈا پورٹ وائین اور چند ادویات ملاکر ایک بوتل بہری اور اسپر یہ لیبل لگا دیا۔ "دون مین دو وقت پینے کے لیئے"

سورج مکھی دوائی لیکر شوہر کے پاس گئی اور اُسے پینے کو کہا۔ نگیندر نے بوتل لیکر لیبل پڑھا اور بوتل زور سے ایک بلی کی پشت پر جڑی جو پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ بلی چلاکر دوڑی اور اُسکی دُم دوائی سے تر ہوگئی۔

سورج مکھی۔ "اگر تم دوا نہین پیتے تو مجھے بتاؤ تمہین کیا شکایت ہے؟"

نگیندر۔ "مجھے کیا شکایت ہے؟"

سورج مکھی۔ (ایک شیشہ روبرو کرکے) "ذرا اپنی صورت ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ تم کسقدر دُبلے ہوگئے ہو۔" نگیندر نے شیشہ اُسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر دے مارا اور اُسکے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ سورج مکھی رونے لگی۔ اور نگیندر ناراض ہوکر باہر نکل گیا۔ باہر کے کمرے مین اُسے ایک نوکر ملا۔ بلا وجہ اُسے پیٹ دیا۔ اور اُسکا صدمہ سورج مکھی کے دل پر محسوس ہوا۔ پہلے نگیندر بڑا بُردبار تھا اب ذراسی بات پر اُسے غصہ آجاتا تھا۔

اسی پر اکتفا نہین۔ ایک رات کہانے کا وقت گذر گیا اور نگیندر گھر نہ آیا۔ سورج مکھی اُسکے انتظار مین بیٹھی رہی۔ آخرش جب وہ آیا تو اُسکی آنکھیں دیکھکر وہ سخت حیران ہوئی۔ اُسکی آنکھون سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور اُسنے شراب پی ہوئی تھی۔ چونکہ اس سے پہلے سورج مکھی نے اُسے کبھی شراب پیتے نہین دیکھا تھا۔ وہ یہہ رنگ دیکھکر ششدر رہگئی۔ اُس وقت سے نگیندر نے شراب پینے کا معمول ٹھہرا لیا۔ ایک دن سورج مکھی اُسکے قدمون پر گرپڑی اور روکر کہنے لگی۔

سورج مکہی۔ ”میری خاطر سے اسے چہوڑ دو۔“

نگیندر۔ غصہ مین۔ ”میرا کیا قصور ہے؟“

سورج مکہی۔ ”اگر تم نہین جانتے کہ تمہارا قصور کیا ہے تو مین کسطرح جان سکتی ہون؟ مین صرف یہ جانتی ہون کہ میری خاطر اسے ترک کردو۔“

نگیندر۔ ”سورج مکہی! مین شرابی ہون اگر شرابی کے ساتہہ محبت جائز ہے تو میرے ساتہہ محبت کرو ورنہ مجہے کچہہ ضرورت نہین۔“

سورج مکہی کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور وہ ایک طرف چلی گئی تاکہ اسے روتے دیکہکر اسکا شوہر غصہ مین نہ آئے اور نوکرون پر بہی ہاتہہ نہ اٹہائے تہوڑی دیر بعد دیوان نے سورج مکہی کو کہلا بہیجا کہ جائداد کا حال ابتر ہو رہا ہے۔ اُس نے جب باعث پوچہا تو جواب ملا کہ بابو کسی چیز کی طرف التفات نہین کرتا اور زمین پر جو لوگ مختار ہین وہ جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین چونکہ مالک بے پرواہ ہے اس لئے کوئی اور بہی پروا نہین کرتا۔

سورج مکہی نے یہ سنکر کہا۔ ”اگر مالک جائداد کی طرف دہیان رکہے تو محفوظ رہتی ہے۔ اگر وہ نہین رکہتا تو تباہ ہونے دو۔ مجہے اس سے کچہہ سروکار نہین۔ مین خدا کی شکر گذار ہونگی اگر مین اپنی جائداد رشوہر کو بہی بچا سکون گی۔“

پہلے نگیندر اپنے کاروبار مین بڑا مستعد تہا۔ مگر اب بالکل سست ہو گیا اور ایک دن قریباً ایک سو زمیندار اسکی کچہری مین آئے اور ہاتہہ باندہکر کہنے لگے۔

”ہماری داد دیجئے۔ خداوند ہم نائب کے اور گماشتہ کا ظلم برداشت نہین کرسکتے ہمارا سب کچہہ لٹا جا رہا ہے۔ اگر آپ ہمین نہ بچائینگے تو ہم کہان جاکر فریاد کرینگے؟“ اسپر نگیندر نے حکم دیا کہ انہین دہکے دیکر نکالدیا جائے حالانکہ اس سے پہلے ایک دفعہ اسکے

کمل (چٹھی شوہر کے ہاتھ مین دیکر) سورج مکھی نے مجھے لکھ کر بہیجا ہے۔ کہ مین تمہین اِس حال سے اطلاع نہ دون۔ لیکن جبتک مین تمہین محرم راز نہ کرون مجھے چین نہین پڑتا۔ مین نہ تو سو سکتی ہون۔ نہ کھا سکتی ہون۔ اور مجھے فکر ہے کہ کہین میرے حواس باختہ نہو جائین۔

سریش چندر۔ "اگر تمہین سورج مکھی نے منع کر بہیجا ہے۔ تو مین اِس چٹھی کو نہین پڑہتا مجھے بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے"؟

کمل۔ "بس کرنا کیا ہے۔ سورج مکھی دیوانی ہوگئی ہے۔ اُسے اچھا کرنا چاہیئے۔ کوئی اور شخص سوائے ستیش بابو کے (بیٹے کیطرف اشارہ کرکے) یہ کام نہین کرسکتا۔ اُسکی ممانی نے لکھ بہیجا ہے کہ اوسے گوبند پور بہیجدو۔ اِس عرصہ مین ستیش بابو نے پہولون کا گلدستہ زمین پر گرا دیا تہا۔ اور اب سیسلی کی دوات کی طرف لپک رہا تہا۔ سریش چندر نے اُسکی طرف دیکھ کر کہا۔

سریش۔ "ستیش بابو حکیم کہلانے کے ہر طرح قابل ہے۔ مینے اب اصل حال معلوم کرلیا ہے۔ اسے ممانی نے بلا بہیجا ہے اگر وہ جائیگا تو اُسکی ماں بہی ضرور جائیگی بیشک سورج مکھی دیوانی ہوگئی ہے ورنہ وہ ایسا نہ لکھ بہیجتی"

کمل۔ صرف ستیش بابو نہین بلکہ ہم سب کو بلایا ہے

سریش۔ "کیا مجھے بہی"؟

کمل۔ کیا مین تنہا جاؤنگی۔ اسباب کی حفاظت کون کریگا؟

سریش۔ "سورج مکھی نے نہایت نامناسب کیا۔ اگر اُسنے شوہر کے بہنوئی کو صرف اسباب کی حفاظت کے لیئے بلا بہیجا مین کسی اور آدمی کو اِس کام پر بہیجدونگا"

کمل ممانی یہہ سنکر خفا ہوگئی۔ منہہ چڑھا لیا اور سریش کے ہاتھ سے وہ کاغذ جسپر وہ لکھ رہا تہا چہینکر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

سریش چندر (ہنسکر) "بس تمہاری یہی داؤ ہے

کمل مانی (چہرہ لال کرکے) اگر مین چاہون تو اِس طرح بولون گی-

اس پر ہنسی ہنسی مین جھگڑا شروع ہوا- کمل مانی نے شوہر کے مارنے کے لیئے ہاتھہ اُٹھایا- اور شوہر نے اُس کے بال پکڑ لیئے- کمل مانی نے سیاہی کی دوات اُلٹا دی- اور بناوٹی غصہ مین بوسہ بازی کی نوبت پہونچی- ستیش بابو یہ دیکھہ کرکہ بوسہ اُنکی خاص ملکیت ہے- ماں کا دامن پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا- اور حصہ کے لیئے خوشی خوشی اُچھلنے لگا- کمل مانی کمبیٹے کی حرکت بھاگئی- اور اُسے گود مین لیکر اُسکے بوسہ لینے شروع کیئے- بعدازان سریش چندر نے بھی لخت جگر کے بوسہ لیئے- اور ستیش بابو اپنا حصہ پاکر اطمینان کے ساتھہ باپ کی گود مین بیٹھہ گیا اور اُسکی پنسل اُٹھاکر مُنہہ مین ڈالنے لگا؛

کوروں اور پانڈون کی لڑائی مین بھاگا دت اور ارجن مین جنگ چھڑ گئی- بھاگا دت چونکہ طاقت ور تھا اور ارجن کمزور تھا- اِس لیئے ارجن نے کرشن کو اپنی امداد کے لیئے بلایا- اور کرشن نے اپنی چھاتی پر وار سنبھال کر بھاگا دت کے ہتھیار کُند کردیئے- ایسا ہی سریش چندر نے کمل مانی کے حملے چہرہ پر برداشت کرکے اُسے ٹھنڈا کیا- اور باہم شیر و شکر ہوگئے- اُنکی لڑائی اور صلح بادل کیطرح تھی- اُسکا آغاز اور انجام ایک ہی وقت مین ہوتا تھا؛

سریش چندر- تو کیا تم فی الحقیقت گوندپور جاؤ گے- مین اکیلا یہان کیا کرونگا؟

کمل مانی- کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ مین اکیلے جاسکتی ہون ہم ضرور دونو جائین گے- جب صبح کام پر جاؤ تو جلد انتظام کرکے

واپس چلا آتا۔ اگر تم نے دیر
لگائی تو مین اور ستیش بابو
تمہین بیٹھے پکارینگے۔
سریش مین نہین جاسکتا یہ
موسم سن کے بونے کا ہے۔ تم تنہا
جاؤ۔
کمل" ستیش اور ہم دونون
جائین گے۔ تو رہوئین گے"۔ ماں کی
آواز ستیش نے سنکر پنسل کترنی
بند کردی اور کھلکھلاکر ہنس پڑا
اور کمل مانی کی بات یونہی اُڑ
گئی۔ پھر پیار کی ٹھہری اور بعد ازان
کمل مانی سنے کہا۔ "اب تمہارا کیا
حکم ہے" سریش نے کہا۔" مین
نہین جا سکتا تم جاؤ"۔ پھر کمل مانی
دلگیر ہوکر بیٹھ گئی۔ اور سریش
قلم سے سیاہی کے نشان اوسکی
پیشانی پر لگانے لگا۔ دفعتہً
کمل مانی نے اُسے چھاتی سے لگا
لیا اور کہا۔" پیارے۔ دیکھ مین
تجھے کسقدر پیار کرتی ہون" مجبوراً

سریش کو بغلگیر ہونا پڑا۔ اور سیاہی
کے نشانات کا عکس سریش کی
پیشانی پر اُتر آیا۔ آخرش کمل مانی
نے کہا۔" اگر تم نہین جاؤ گے۔ تو
میری روانگی کا جلد انتظام کردو۔
سریش۔ تم کب واپس آؤ گی۔
کمل۔ تمہین اس سوال کرنیکی
کیا ضرورت ہے۔ تم نہین جانتے
اگر تم نہ گئے تو مین زیادہ دیر
وہان نہین ٹھیرونگی"۔ غرض
سریش چندر نے کمل مانی کو گوونڈ
پور مین بھیجدیا مگر یہ ایک یقینی
بات ہے کہ سریش چندر کے مالکون
نے اس وقت سن کی کاشت
نہ کی۔ کلارک کہتے ہین۔ کہ یہ قصور
سریش چندر کا ہے جس نے اس
طرف دل نہ دیا اور گھر مین متفکر
ہوکر بیٹھا رہا۔
جب سریش چندر نے اپنی نسبت
کلارکون کو یہہ کہتے سنا۔ تو کہا۔
"ایسا ہوا ہوگا۔ مگر اوس وقت

میری بی بی گھر مین نہ ہوگی" سننے والے سر ہلا کر کہنے لگے۔ "یہ نہنگے کی زیر حکومت ہے" اِس فقرے سے سریش ایسا خوش ہوا کہ اُس نے نوکر کو حکم دیا۔ "کہانا جلد تیار کرو یہ جنٹلمین آج یہان ہی کہانا کہائینگے"

گیارھوان باب

راز فاش ہوگیا

اب ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گووندپور کے خاندان مین گویا پہول کھل رہا ہے کمل ماتی کا شگفتہ چہرہ کو دیکہتے ہی سورج مکھی نے آنسو پونچھ لیئے۔ اور جونہین وہ گہر مین پہونچی اسنے سورج مکھی کو نہلایا اور اُسکے بال آراستہ کیئے۔ کیونکہ سورج مکھی نے بہت دِن سے اپنی آرایش کو خیرباد کہہ رکھا تہا۔

کمل ماتی نے کہا "مین تمہارے سر مین دو تین پہول رکھ دیدون؟" گو سورج مکھی نے اُسکے چنگی بیکر منع کیا مگر کمل ماتی نے پہول گوہی دیئے۔ اور جب کوئی عورت گھر مین آتی تو مسکرا کر کہتی۔ اُس بڑہی عورت نے سر کے بالون مین پہول گندہے ہوئے ہین۔ دیکہو!"

مگر کمل ماتی نگیندر کے اندرونی دل پر کچھ تاثیر نہ کر سکی اور جب وہ اُس سے دوچار ہوا تو اُسنے کہا "کمل! تم کہان سے آگئی؟" وہ جہک گئی اور نظر نیچے کرکے کہا۔ "بچہ مجھے یہان کہینچ لایا ہے"

نگیندر۔ بیشک مین اِس شریر کو مار دونگا۔ لڑکا گود مین لیلیا اور قریباً ایک گہنٹہ تک اُس سے پیار کرتا رہا۔ اور بچے نے بھی ماموں کی موچہون کا ایک بال نہ چہوڑا۔ اتنے مین کمل ماتی کے پاس سے کُندا گذری۔ اور کمل نے کہا۔ "کندی کندی تندی تندی کیا کُندا تو راضی ہے" کُندا تندی کیفتہ۔ سمجہ تو گئی مگر سادہ تہی

کہا۔ ہان مین راضی ہون۔
کمل مانی۔ (بگڑ کر) دیکھ مجھے ہمیشہ دوی (بڑی بہن) کہا کر نہیں تو جب تو سوئیگی۔ تیرے بال جلا دونگی یا تجھے اٹہا کر کی ہینٹ چڑہاؤنگی۔
کندا نے کمل مانی کا کہنا تسلیم کرلیا جب وہ کلکتے مین تھی۔ تو کندا نے کسی نام سے اوسکو نہین بلایا تہا ایسی ضرورت ہی نہین پڑی تہی۔ مگر جب اُس نے دیکھا۔ کہ کمل مانی محبت والی عورت ہے تو کندا اُسکی مشتاق ہوگئی تھی۔ البتہ اِن تین سالون کی جدائی مین کندا اوسے فراموش کربیٹھی تھی۔ مگر اب جو وہ پہر ملین۔ تو اُنکی محبت تازہ ہوگئی اور دونون کو ایک دوسری سے دلبستگی ہوگئی۔ جب کمل مانی نے گہر جانے کی تیاری کی تو سورج مکہی نے کہا بہن کچھ مدت اور ٹہیرو نہین تو تمہارے چلے جانے سے میری حالت ابتر ہوجائیگی مجھے اپنی تکالیف بیان کرتے ہوئے دکھ معلوم ہوتا ہے۔
کمل مانی۔ مین تمہارے معاملات کا انتظام کیئے بدون نہین جاؤنگی
سورج مکہی کونسے معاملات کا؟
کمل مانی تمہارے شہزادہ (کنفن) کا (گرول مین) تمہاری راہ سے کانٹے دور کریگا۔
جب کندا نے سنا کہ کمل مانی جاتی ہے۔ تو وہ اُسکے کمرہ مین آئی۔ اور رونے لگی۔ کمل مانی اوسکی پاس ہوکر اوس کا سر سنوارنے لگی۔ جس کام کا اوسے بڑا شوق تہا جب فارغ ہوئی تو کندا کا سر گود مین لیلیا اور اُسکی آنکہون سے آنسو پونچے۔
کمل مانی نے کندا! تو کیون روتی ہے؟
کندا۔ تو کیون جاتی ہے؟
کمل مانی۔ پہر اِس بات کے لیئے روتی کیون ہے؟

کندا۔ اس لئے کہ تو مجھے پیار کرتی ہے؟
کمل مانی کیا اور کوئی تجھے پیار نہین کرتا؟
(کندا نے کچھ جواب نہ دیا اور کمل مانی نے
پہر کہا) کیا ہوا سوچ کہی تجھے پیار نہین
کرتی ؟ مجھسے مت چھپاؤ۔ (جواب ندارد)
کیا میرا بہائی تجھے پیار نہین کرتا؟
(بدستور خاموشی) چونکہ ہم ایک دوسرے
کو پیار کرتی ہین۔ کیا ہم اکٹھی نہ چلی
جائینگی ؟ (جواب ندارد) کہو کندا کیا
تو میرے ساتھہ نہین جائیگی ؟
کندا۔ نہین مین تمہارے ساتھ نہین جاؤنگی
کمل مانی (دل ہی دل مین) صورت
اچھی نظر نہین آتی۔ کندا بھی اسی مرض
مین مبتلا ہے جس مین میرا بہائی ہے۔
افسوس میرا شوہر یہان نہین ہے۔
اب مین کس سے صلاح لون (کندا کو
پیار کرکے) کندا کیا تم مجھے سچ سچ کہوگی
کندا "کیا؟"
کمل مانی۔ "جو مین تجھے پوچھتی ہون۔
دیکھ مین تجھسے بڑی ہون۔ اور تجھے
اپنی چھوٹی بہن سمجھتی ہون مجھسے مت
چھپاؤ۔ مین کسی کو نہین بتاؤنگی (دلمین)
اگر کسی کو بتایا بھی تو وہ میرا شوہر یا
میرا بچہ ہوگا"
کندا (کچھ تامل کرکے) "مین کیا
بتاؤن"
کمل مانی۔ تو میرے بہائی کو
چاہتی۔ کیون نہین؟ (جواب
ندارد) کمل مانی دل مین
زور اور بلند آواز سے
مین سمجھتی ہون معاملہ
ایسا ہی ہے نہین تو اس سے
کچھ نقصان نہین مگر اور دو بڑی
مصیبت آرہی ہے" کندا نے سر اٹھایا
اور کمل مانی کو دیکھکر سر نیچے کرلیا کمل مانی
نے اس مخفی سوال کا مدعا سمجھکر "اے
بدقسمت تو نہین جانتی۔ میرا بہائی تجھے
چاہتا ہے" کندا نے پہر کمل مانی کی گود
مین سر رکھدیا اور دونو چپکے چپکے رونے
لگین محبت کے جوش کو کمل مانی خوب
سمجھتی تھی۔ اور دل سے کندا کی ہمدردی
کررہی تھی۔ اسے اس بیکس کی حالت پر

رحم آرہا تہا۔ اُسنے کہا "کُندا! کیا تو
میرے ساتھ چلےگی؟" کُندا آنکھوں میں
آنسو بھر لائے۔ اور کمل مالی نے کہا۔ "اگر
تو یہاں سے چلی جائےگی تو میرا بھائی تجھے
فراموش کر دیگا، ورنہ تو بھی اُسے بھول جائیگی
نہیں تو تو بھی تباہ ہوجائےگی۔ میرا بھائی
اور اسکی عورت بھی تباہ ہوجائینگے اور
گھربار برباد ہوجائیگا۔" کُندا نے کچھ جواب
نہ دیا اور روتی رہی۔ کمل مالی نے اوسے
پھر کہا۔ "کیا تو چلےگی؟ ذرا میرے بھائی اور
اُسکی عورت کی حالت پر نظر کر۔" کُندا نے
آنسو پونچھکر اور تامل کے بعد کہا۔ "میں
چلونگی۔" اس قدر تامل کے بعد یہ فیصلہ
کیا معنے رکھتی ہے؟ اسے کمل مالی خوب
سمجھتی تہی۔ غریب کُندا نے اپنا امن چین
نگیندر۔۔۔ اسکی بیوی کے امن چین پر
نثار کردیا تہا۔ اور اُسنے اونکے آرام
کی خاطر اپنی نظر دل سے دور کردی ؛

باریہواں باب

بیسر

اس موقعہ پر ہریداسی بیشنوا آئی۔ اور
گانے لگی "میں پھول کے جنگل میں ایک
خاک آلودہ میلا پھول چننے گئی
ہاں ایک خاک آلودہ پھول
اسے میں نے سر پر رکھا اور کانون
مین ڈالا۔ ہان پھر با تو ایک خاک
آلودہ پھول"

سورج مکھی بھی عورتون کے جھرمٹ
مین موجود تہی۔ اُس نے کمل مالی
کو بلا بھیجا۔ اور وہ کُندا کو لیے ہوے
آئی۔ پھر بیشنو نے یہ گانا گایا۔

"مین اس پھولے ہوئے کانٹے
کے لیے مرونگی۔
مین اُسکی شیرینی چُراونگی
مین وہان ڈہونڈنے جاونگی
جہان یہ تازہ کلی کہلتی ہے"

کمل مالی (ترش ہوکر) بیشنوا!
تیرے موںہہ مین خدا کرے راکھ پڑے
کیا تجھے اور کوئی گانا نہیں آتا؟
ہریداسی۔ "کیوں؟"
کمل (غصے سے) بھجن کی ایک

شاخ لاؤ۔ اور مین اسے بتا دونگی
کہ کانٹون سے بدن چھیدنا کیسا
خوشگوار ہوتا ہے۔
سورج مکھی۔ کیون اور گانا نہین
گاتی ہے؟ کچھ اور گاؤ۔ ہریلہ ابھی نے
یہ گایا۔ "پنڈت کے پاؤن پکڑ کر
مین شاستر مین فاضل ہو جاؤنگا
اور اس طرح جب مین شاستر پڑھ
لونگا تو کون مجھے برا کہیگا؟"
کمل مانی۔ (چین بجبین ہوکر)
بہن! اگر تجھے یہ گانا اچھا معلوم نہو
ہے تو سنو۔ مین تو جاتی ہون"
وہ یہ کہکر چلدی اور سورج مکھی بھی
چلی گئی۔ باقی عورتین بھی بعد ازان
ایک ایک کرکے سوائے کندا سب
چلی گئین۔ بشنو نے کندا کو تنہا پاکر
گفتگو شروع کی۔ مگر کندا نے کچھ جواب
نہ دیا۔ سورج مکھی نے دور سے انہین
دیکھکر کمل مانی کو بلایا اور کہا "دیکھو!
کمل مانی۔ تو کیا مضایقہ ہے؟ وہ
صرف باتین کر رہی ہین۔ وہ عورت
کا لباس پہنے ہوئے مرد ہے مگر مین
جلد معلوم کرلونگی۔ کہ کندا کیسی شریر
ہوگئی ہے"
کمل مانی تھیرو۔ مین ببول کی
ایک شاخ لاکر اوسکی بدن مین
چبھوتی ہون"
یہ کہکر کمل ایک شاخ کی تلاش
مین گئی۔ مگر جونہین وہ آگے بڑھی
اُس نے دیکھا کہ اُسکا لڑکا ستیش
شنگرف کی پڑیا ہاتھ مین لیے
ہوئے موہنہ سر رنگ رہا ہے۔
یہ دیکھکر کمل کو اور سب باتین
بہول گئین۔
سورج مکھی نے اپنی خادمہ ہیرا کو
بلایا۔
ہیرا کے نام سے ناظرین آگاہ ہین
مگر اب یہان اسکا حال ظاہر کرنا ضروری
معلوم ہوتا ہے۔ نگیندرہ اور اُسکا
باپ ہمیشہ اس بات کا بڑا خیال
رکھتے تھے کہ اُنکے گھر ون کی خادمہ
اچھے چلن کی ہون۔ اس خیال سے

وہ تنخواہین معقول دیتے - اور اچھی ذات
کے نوکر رکھتے تھے - چونکہ اُنکی یہان
عزت ہوتی تہی - اِس لئے اچھے مگر غریب
گھرانے کی عورتین اکثر نوکری قبول
کرلیتی تہین - اِن خادمہ عورتون کی
افسر ہیرا تھی - اور اُسکی ذات کایستھ
تھی - پہلے ہیرا کی دادی نوکر تھی اور
ہیرا اُنکے ساتھ آتی تھی جب ہیرا
نوکری کے قابل ہوگئی تو اسکی دادی
نے نوکری چھوڑ دی - اور ہیرا کو اپنی
جگھہ پہ نوکر کرادیا - ہیرا کی عمر بیس سال
کی تھی - مگر وہ بڑی تیز فہم اور دانا
تھی - شروع سے ہی ہیرا رانڈ مشہور
تھی مگر اُسکے شوہر کی نسبت کسیکو کچھ
حال معلوم نہ تہا اور نہ کبھی اُسکی چال چلن
پر ہی کسی نے حرف رکھا تہا - البتہ وہ کسیقدر
لڑاکی تھی وہ اپنے جسم کی آرایش
اون عورتون کیطرح رکھتی تھی جنکے شوہر
زندہ ہون. وہ خوبصورت بھی تھی
رنگ سُرخ تھا - آنکھین کنول کی سی تھین تیز
اور قد چھوٹا تھا -

ہیرا اُس وقت گا رہی تھی جب
سورج مکھی نے اُسے یاد کیا - وہ نوکرون
کو لڑا کر اُنکا تماشا دیکھا کرتی - تاریکی
مین ڈرایا کرتی - اور لڑکیون کو سکھلایا
کرتی کہ ماباپ کو شادی کے لئے تنگ
کرین - اگر کسیکو سوتی دیکھتی - تو اُسکے
مونھ پر چونا اور سیاہی مل دیتی اور
بات یہ ہے کہ اُسمین بہت سے نقص
تھے جو سب موقعہ پر ناظرین پر واضح
ہو جائینگے - یہان ہم اتنا لکھے دیتے
ہین کہ اگر وہ مالک کا عطر یا گلاب
دیکھ پاتی - تو چرا لیجاتی -

سورج مکھی (ہیرا کو بلاکر) کیا تو اِس
بیشنو کو جانتی ہے؟

ہیرا - نہین مین کبھی احاطہ سے باہر
نہین گئی - مین کسطرح اُسے جان سکتی
ہون ٹہاکر باڑی کی عورتون سے
پوچھو وہ اُسے جانتی ہونگی -

سورج مکھی - یہہ ٹہاکر باڑی کی بیشنو
نہین ہے - مین یہہ معلوم کرنا چاہتی ہون
کہ یہ کون ہے - کہان رہتی ہے ؟

اور کیون کندا کے ساتھ اسقدر باتین کرتی ہے؟ اگر تو تلاش کر کے مجھے اسکا پتہ بتادے تو مین تجھے بنارس کی ایک اچھی ساڑی دونگی اور تماشا دیکھنے کی اجازت دونگی۔

ہیرا۔ (انعام کے لالچ سے) "تو مین تحقیقات کے لیے کب جاؤن؟"

سورج مکھی۔ "جب تیری مرضی ہو لیکن اگر تو اس وقت اسکے پیچھے نجائے گی تو اسکا پتہ نکالنا محال ہو جائیگا۔ مگر خیال رکھ کہ نہ تو بیشنو اور نہ کوئی اور تم پر شبہ کر سکے۔"

کمل مانی وہان آکر اور سورج مکھی کی تجویز سنکر) ہیرا اگر ممکن ہو تو ببول کے کانٹون کا مزا اُسے ضرور چکھانا۔"

ہیرا۔ "مین سب کچھ کرونگی مگر خالی ساڑی کے انعام پر مین راضی نہونگی۔"

سورج مکھی۔ "تو اور کیا چاہتی ہے؟"

کمل (مذاق سے) وہ شوہر چاہتی ہے۔ اسکا بیاہ کرا دو۔"

سورج مکھی۔ کیا تو کمل مانی کے شوہر کے ساتھ شادی کرنا پسند کرلی ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو کمل مانی انتظام کر دے گی؟

ہیرا۔ گھر مین ہی ایک شوہر ہے۔ جو میرے دل کو بہاتا ہے۔"

سورج مکھی۔ "وہ کون ہے؟"

ہیرا۔ "سوت!"

تیرہوان باب

نہین!

اس دن شام کے وقت کندا باغ کے وسط مین تالاب پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تالاب بڑا وسیع تھا۔ اسکا پانی صاف اور نیلگون تھا اور اس تالاب کے پیچھے پھولون کی کیاری تھی۔ جسکے وسط مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی۔ ایک کنارے پر خوبصورت زینہ بنا ہوا تھا۔ زینہ کے دونون طرف سایہ دار درخت تھے۔ اُن درختون کے سایہ مین کندا نندنی بیٹھی ہوئی تھی اور ستارون کا عکس پانی مین

دیکھ رہی تھی۔ تالاب کے تینون طرف آم
نارنگی۔ رنگترہ۔ ناریل وغیرہ کے درخت
تھے جو تاریکی میں دیوار کی صورت
معلوم ہو رہے تھے۔ پرندون کا
چہچہانا دمبدم سنسانی کو دور کر رہا
تہا۔ سرد ہوا تالاب کے پانی کو حرکت
دیکر کنول کے پہولون کو چھینٹے دے رہی
تھی اور اس متحرک پانی میں آسمان
کا عکس کانپتا ہوا دکھائی دیتا تہا۔
پہولون کے خوشبو سے ہوا معطر ہو رہی
تھی۔ اور تتلیان جو پانی پر اڑ رہی
تہین۔ اب نظرون سے غائب ہو رہی
تہین۔ گیدڑون نے شور مچا رکھا تہا
چند بادل راہ گم کرکے آسمان پر آوارہ
و سرگردان ہو رہے تہے اور ایک دو
ستارے غم کھا کر آسمان سے ٹوٹ پڑے۔
کندا اپنی حالت پر دل ہی دلمین غور
کر رہی تہی۔ اور یہ سوچ رہی ہے۔
میرا سارا کنبہ مر گیا ہے۔ میری مان
میرا باپ اس جہان کو چہوڑ گئے مین
کیون نہ مر گئی؟ اور اگر مر نہ گئی تو یہان
کیون آ گئی؟ کیا بہلے آدمی مرنے کے
بعد ستارے بن جاتے ہین؟ مگر کندا کو
وہ خواب یاد نہ رہا۔ جو اس نے باپ
کی موت کی رات کو دیکھا تہا۔ صرف
اتنا اوسے خیال آیا۔ کہ اسکی مان مرنے
کے بعد ستارہ بنگئی ہوگی۔ اور اس لیئے
وہ یہہ سوال کرتی "کیا نیک آدمی
موت کے بعد ستارے بنجاتے ہین؟ اور
اگر ایسا ہی ہے تو کیا میرے کل عزیز
ستارے بنگئے ہین۔ تو پھر وہ ان تارون
مین سے کون سے ہین؟ مین کسطرح
یہ معلوم کر سکتی ہون؟ کیا وہ مجھے دیکھ
سکتے ہین؟ جو اس قدر زار زار روتی
ہون؟ اور نہین جانتے دو مین انکا
خیال نہین کرونگی۔ انکی یاد سے مجھے
رونا آتا ہے۔ مگر رونے سے کیا فائدہ
ہے۔ کیا میری قسمت مین ہی رونا ہے؟
اگر نہین تو میری مان۔ مگر پہر وہی
خیال۔ نہین جانے دو۔ کیا میرے لیئے
مر جانا اچھا نہین؟ مگر کسطرح مرون؟
کیا پانی مین ڈوب مرون؟ اور اگر

ایسا کرون تو کیا مین ستارے بجاؤنگی؟ کیا مین دیکھونگی کیا مین روز دیکھا کرونگی؟ کس کو؟ کیا مین نہین کہہ سکتی کہ کسکو؟ مین کیون وہ نام نہین لے سکتی؟ کیا مین ایک دفعہ وہ نام لیکر دل کو خوش کرلون؟ صرف خیال مین ہی مین وہ نام لے سکتی ہون۔ نگیندر! میرا نگیندر! مین! مین کیا کہہ رہی ہون؟ میرا نگیندر! مین کون ہون؟ سورج مکہی کا نگیندر مینے کتنی دفعہ یہ نام لیا ہے۔ اوس سے مجھے کیا فائدہ ہوا ہے؟ اگر مینے بجائے سورج مکہی کے مجھ سے بیاہ کیا ہوتا۔ مگر اسے جانے دو۔ مین ڈوب مرونگی۔ اگر مین یہ کرون تو کیا ہوگا؟ کل میری لاش پانی پر نکل آئیگی۔ تمام لوگ سنین گے۔ نگیندر مین پھر کہہ رہی ہون۔ نگیندر۔ نگیندر نے یہ سنا تو کیا کہیگا؟ ڈوب مرنا خوب نہین میرا جسم پھول جائیگا۔ اور اوسکی نظر مین بدصورت دکہائی

دون گی۔ تو کیا کرون۔ زہر کہا لون؟ کونسا زہر؟ مجھے کون لا دے؟ کیا مین زہر پی سکون گی؟ ہان پی سکون گی۔ مگر آج نہین۔ آج مین اس خیال سے خوش ہولون کہ وہ مجھے پیار کرتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ کمل مانی نے ایسا کہا۔ مگر اوسے کسطرح یہ معلوم ہوا۔ مین اوس سے پوچھ نہ سکی۔ کیا وہ مجھے چاہتا ہے؟ وہ کس طرح مجھے چاہتا ہے۔ کیا وہ مجھے چاہتا ہے یا میری خوبصورتی کو؟ اچھا دیکھون تو۔ اس دفعہ وہ اٹھکر پانی کی طرف گئی۔ مگر اپنا عکس پانی مین نہ پاکر مایوس سے واپس آئی اور اوسی جگہ بیٹھ گئی۔ یہ نہین ہوسکتا۔ مین اس بات کا کیون خیال کرتی ہون؟ سورج مکہی مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔ ہرومانی۔ مکتا چیدرا بابا۔ شیاما وغیرہ سب مجھ سے زیادہ خوبصورت ہین ہیرا بھی مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔ گو اسکا رنگ سانولا ہے

مگر خوبصورتی مین مجھ سے زیادہ ہے
اچھا اگر خوبصورتی نہین تو کیا میری
خوشصلت اور انداز کو چاہتا ہے؟
مجھ مین تو کوئی لبھانے والی ادا
بھی نہین۔ کمل مالی نے میرا دل رکھنے
کے لیئے ایسا کہا ہے۔ وہ کیون مجھے
پیار کرنے لگا؟ مگر کمل مالی کو میری
خوشامد کی کیا ضرورت تھی؟ کون جانتا
ہے؟ مین نہین مرونگی۔ مین اسکا
خیال رکھونگی۔ یہہ بات جھوٹ ہے
تو بھی مین اسپر سوچا کرونگی۔ مین جھوٹ
کو سچ سمجھونگی۔ مین کلکتہ نہین جاسکتی
وہان مین اُسے دیکھ نہین سکونگی مگر
پھر کیا کرونگی؟ اگر کمل مالی نے سچ کہا
ہے تو وہ جنھون نے میرے لیئے اتنا کچھ
کیا ہے۔ میری بدولت مصیبت مین مبتلا
ہونگے۔ مین دیکھ رہی ہون کہ سچ کبھی
کے دل پر کچھ بوجھ سا ہے جھوٹھ یا سچ
مجھے کلکتہ جانا ہوگا۔ مین نہین جاسکتی تو
مجھے ضرور۔ ڈوب مرنا چاہیئے۔ تو۔ تو مین
مرجاؤنگی! اے میرے باپ کیا تونے
مجھے ایسا ہی دن دیکھنے کے لیئے پیچھے چھوڑا
تہا؟" تب کُندا اپنی ہاتھ ماتھے پر رکھکر
زار زار رونے لگی۔ دفعتہً اُسے خواب
یاد آگیا اور وہ چونک پڑی۔ "مین
سب کچھ بھول گئی! میری مان نے مجھے
میری قسمت دکھا دی تھی۔ اور مجھے اپنی
ہمراہ لیجانے کو کہا۔ مین کیون نہ چلی گئی؟
مین کیون نہ مرگئی؟ اب مین کیون
دیر کر رہی ہون؟ مین زیادہ نہین
کرونگی۔" یہ سوچ کر وہ پانی کیطرف چلی۔
اور زینہ اُترنے لگی۔ چونکہ بزدل اور
کمزور طبیعت تھی۔ قدم قدم پر اُسکا دل
لرز رہا تھا پھر بھی وہ زینہ اُترتی گئی
یکایک کسی نے اوسے نہایت آہستگی سے
"چھوا اور کہا کُندا"!!

کُندا نے پھر دیکھا۔ تو باوجود اندھیرے
کے نگیندر کو پہچان لیا۔ اُس وقت
کُندا کو مرنا وغیرہ سب کچھ بھول گیا۔
نگیندر نے کہا تمہارا یہی بڑا عیب چلن
ہے جسپر تم اسقدر مدت تک استقلال
کے ساتھ چلتے رہے۔ کیا سوچ رہی تھی؟

دل بستگی کا بہی معاوضہ ہے۔

شرم! تم چور ہو۔ تم چور سے بہی بدتر ہو۔ چور سورج مکہی کے ساتہہ کیا کر سکتا تہا بس یہی کہ اُسکا زیور اور اُسکی دولت چُرا لیجاتا۔ مگر تمنے تو اِسکی ہلاکت کی ٹہان لی ہے۔ سورج مکہی نے کبہی کوئی چیز کسی چور کو نہین دی اگر اس نے اُسکی چیزین چُرالین تو وہ فقط چور ہے۔ مگر تمہین سورج مکہی نے سب کچہ دیدیا اِس لیئے تم چوری سے بہی بدتر جُرم کے مرتکب ہو رہے ہو۔ نگیندر تمہارے لیئے بہتر ہے کہ تم مر جاؤ۔ اگر کچہ جُرات ہے تو پانی مین ڈوب مرو۔

شرم! شرم! کند انندنی! چور کے چہونے سے تو کیون کانپ رہی ہے؟ کیون چور کے الفاظ کانٹون کیطرح تجہے چبہتے ہین؟ دیکہ کند انندنی! پانی صاف اور خوشنما ہے۔ کیا تو اِس کو پڑے گی؟ کیا تو نہین مرے گی۔

کند انندنی اب مرنا نہین چاہتی تہی۔ چور "کند انندنی! کیا کل تو گلکتہ چلی جائیگی؟ کیا تو اپنی رضا و رغبت سے جاتی ہے؟ رضا و رغبت سے جاتی ہے؟ رضا و رغبت سے! افسوس! افسوس!"

(کندا نے آنکہین پونچہین مگر جواب دیا)

"کندا تو کیون روتی ہے؟ سن مینے بڑی مشکل سے یہہ عرصہ کاٹا ہے مین اس سے زیادہ تحمل نہین کر سکتا۔ مین نہین کہہ سکتا کہ مین ابتک کسطرح زندہ رہا۔ گو مینے دلپر قابو پانے کی سخت کوشش کی ہے مگر پہر بہی دیکہ میری کیا حالت ہو رہی ہے۔ مین شرابی بن گیا ہون۔ مجہسے زیادہ استقلال نہین نبہ سکتا۔ مین تجہے جانے نہین دونگا۔ سن کندا! اب بیوہ کی شادی جائز ہوگئی ہے اگر تو راضی ہو تو مین تجہ سے شادی کر لون۔"

کندا۔ "نہین"

نگیندر۔ کیون کندا! کیا تو بیوہ کی شادی نا جائز سمجہتی ہے؟

کندا۔ "نہین"

نگیندر۔ تو پہر کیون نفی کرتی ہے؟ کہو

تو میری بیوی بنے گی یا نہین ؟ تو مجھے پیار کرے گی یا نہین ؟

کندا۔ "نہین"۔

اسپر نگیندر نے ہزار زبان سے اوسکی منت کی۔ مگر کندا نے "نہین" چھوڑکر "ہان" نہین کی۔

نگیندر۔ (صاف پانی کیطرف دیکھکر) کیا مین اسمین کود پڑون ؟

کندا۔ (دل مین) نہین بیوہ کی شادی شاستروں کے رو سے جائز ہے اسی وجہ سے نہین"۔ تو پھر کندا نے کیون پانی مین غرق ہونا منظور نہین کیا؟

چودہوان باب

جیسی روح ویسے فرشتے

حسب ایماء ہر داسی بیشنو باغ مین پہونچتے ہی دبندرا بابو کی شکل مین آگئی دبندرا نے بدستور حقہ پیا اور کچھ جام بلا ندلطی کے چڑھائے اور بدمست ہوکر گانے لگا۔ اتنے مین سریندر آپہونچا اور آتے ہی اُس نے سوال کیا۔

سریندر۔ "آج پہر تم کہان گئے تھے ؟

دبندر۔ "کیا تمہین اسقدر جلد اطلاع مل گئی"

سریندر "یہ تمہاری اور بھی غلطی ہے تم خیال کرتے ہو کہ جو کچھ ہم کرتے ہین۔ اوسے لوگ نہین جانتے۔ اور کسی کو تمہارے راز سے آگاہی حاصل نہین مگر ہر ایک شخص تمہارے حال سے آگاہ ہو گیا ہے۔

دبندر۔ "مجھے اپنا حال چھپانے کی کچھ ضرورت نہین۔

سریندر۔ "اس سے تمہین کچھ فائدہ نہین ہوگا بلکہ جب تک تم مین حیا باقی ہو تمہین تمہارے سدھر جانے کی امید ہوسکتی ہے اور کیا اگر تم مین حیا اور شرم باقی ہو۔ تو تم ایک بیشنو بنکر گانون مین گھس سکتے ہو؟

دبندر (ہنسکر) دیکھا مین کیسی عمدہ بیشنو بنا ہوا تھا۔ کیا میرا ٹھاٹھ دیکھکر تم فریفتہ نہ ہوگئے؟

سریندر۔ "مینے تمہین اس برے

لباس مین نہین دیکھا۔ ورنہ مین
تمہین چابک کا مزا چکھاتا۔ (دبندر
کے ہاتھ سے گلاس چہین کر) جبتک
ہوش مین ہو میری بات سُن لو۔
بعد ازان بدمست ہونا۔"

دبندر۔" کیون بہائی! کیا کہتے
ہو؟ تم آج خفا کیون ہو؟ معلوم
ہوتا ہے کہ ہمتی کی ہوا تمہین بہی
لگ گئی ہے۔

سمرنیدر۔" تم کسکی ہلاکت کی اِس
لباس مین کوشش کر رہے ہو؟

دبندر۔" تم کیون نہین جانتے؟
تمہین معلوم نہین۔ اسکول ماسٹر نے
ایک دیبی کے ساتھ شادی کی تھی وہ
دیبی اب بیوہ ہے اور وت خاندان
کے ہان رہتی ہے۔ مین اوسے دیکھنے
گیا تھا۔"

سمرنیدر۔" کیا بدکاری سے تمہارا
دل سیر نہین ہوا کہ تم ایک بے مدد
اور بے حفاظت لڑکی کی تباہی کی فکر
مین ہو۔ دیکھو دبندر ناتھ اسقدر

گنہگار بے رحم اور جہاک ہو کہ ہم
تم سے زیادہ میل ملاپ نہین رکھ
سکتے ہین۔"

دبندر (دل تنگ ہوکر) "میرے
دوست مجہپر خفا نہ ہو۔ میرا دل میرے
قابو مین نہین ہے۔ مین ہر ایک چیز
چھوڑ سکتا ہون مگر اِس عورت کو
حاصل کرنے کی امید ترک نہین کرسکتا۔
پہلے روز سے جب مینے اُسے تاراچند
کے گھر دیکھا۔ مین اُسپر فریفتہ ہو گیا۔
مینے کبہی ایسی خوبصورت عورت نہین
دیکھی جیسا کہ بخار مین بیمار پیاس کی
شدت سے مرا جاتا ہے ویسے ہی مین
بہی وصال کی خواہش مین مرا جاتا ہون
مین بیان نہین کرسکتا کہ مینے اُسے
دیکھنے کی کسقدر کوشش کی ہے اور
اب تک مین کامیاب نہین ہوا۔ اب
مین اِس بیشنو کے بہیس مین کسقدر
کامیاب ہوا ہون۔ تم فکر مت کرو۔
وہ ایک نیکوکار عورت ہے۔
سمرنیدر۔" تو پہر کیون جاتے ہو؟"

دبندر۔ صرف اُسکے دیکھنے کے لئے
مین بیان نہین کرسکتا کہ اُسکے سامنے
گاتے اور اُس سے گفتگو کرتے مجھے
کسیقدر خوشی حاصل ہوتی ہے۔
سر نیدر۔ ہنسی سے نہین بلکہ سچے
دل سے کہہ رہا ہون کہ اگر تم اِن عادات
کو نہ چھوڑوگے مین تم سے ملاقات
ترک کردونگا بلکہ مین تمہارا دشمن ہوجاؤنگا
دبندر۔ تم میرے دوست ہو مین
بہ نسبت تمہین کھونے کے اپنی جائداد
کھونی پسند کرتا ہون۔ مگر حق تو یہ ہے
کہ تمکو بھی چھوڑنا پسند کرتا ہون۔
بہ نسبت اِسکے کہ کندا نندنی کا خیال
چھوڑ دون"
سر نیدر۔" تو اچھا ایسا ہی ہونے
دو مین تم سے نہین ملونگا"
یہ کہکر سر نیدر تو چلا گیا اور دبندر
پہلے تو اِس نتیجہ پر غمگین ہوا۔ مگر پھر
ایک جام ارغوانی چڑھا کر کہنے لگا۔ اُسے
جانے دو۔ اِس دنیا مین کون کسی کی فکر
کرتا ہے۔ ہر ایک نفسی نفسی پکار رہا ہے"

یہ کہکر وہ دل خوش کرنے کے لئے
آنکھین بند کرکے سرور کے عالم مین
گانے لگا۔
"میرا نام ہیرا مالن ہے"
اسوقت باہر سے کسی نے جواب دیا "میرا
نام ہیرا مالن ہے وہ شراب پی کر بک
رہا ہے۔ مین برداشت" دبندر زور
سے پکار اُٹھا کہ تو کون ہے؟ کسی مرد
کی روح ہے یا عورت کی؟ اور روح
چھن چھن کرتی ہوئی آگئی اور دبندر
کے پاس بیٹھ گئی۔ اوس روح کے
جسم نے ایک ساڑھی پہنی ہوئی تھی
بازو پر بازو بند بندھے ہوئے تھے
گردن مین ایک مالا تھی۔ کانون مین
بالیان تھین۔ کمر مین ایک چاندی
کی زنجیری تھی اور پاؤن مین جھانجھیر
تھین علاوہ ازین اُسنے عطر لگایا ہوا
تھا۔ دبندر چراغ اُٹھا کر روح کے نزدیک
گیا۔ مگر اُسے پہچان نہ سکا۔
دبندر۔ تو کون ہے؟ اور کہان سے
آئی ہے تو کسکی روح ہے؟ جواب پاکر

آج جاؤ - مین روٹی اور گوشت سے
اندھیری رات مین تیری پرستش
کرونگا"

روح (ہنسکر) کہو "بشنو خیریت سے ہو"
دبندر "- اللہ تیری پناہ! کیا تو
وت خاندان مین سے ہے - کیا تو وہان
کی روح ہے ؟ (یہ کہکر چراغ پھر
اُٹھالیا اور غور سے اُسکا چہرہ دیکھنے
لگا - مگر پہچان نہ سکا) تو کون ہے ؟
بیشک مینے تجھے دیکھا ہے مگر پہچان نہین
سکتا - معلوم نہین کہان دیکھا ہے "

روح - میرا نام ہیرا ہے -
دبندر - "ہیرا - ہیرا کسکے لیئے مین چیز -
یہ کہکر بدمست دبندر اچھلا مگر فرش
پر چت گرکر اُسنے ہیرا کو سلام کیا - اور
گلاس لیکر اُسکی تعریف مین کچھ گانے
لگا - ہیرا نے دن کے وقت دریافت
کرلیا تہا کہ ہری داس بشنو اور دبندر
ایک ہی شخص ہے - مگر اُسے یہ معلوم نہ
ہو سکا کہ وہ کسکے لیئے بہیس بدلکر اُسکی
جاتا ہے - اِس غرض کے لیئے وہ اِسوقت

دبندر کے گھر آئی تھی - اور یہ کام صرف
ہیرا ہی کر سکتی تہی - کیونکہ وہ ایک دلیر
عورت تھی -

ہیرا - میرا کام پوچھتے ہو - آج رات
کے گھر ایک چور گیا - اور اُس نے چوری
کی - مین چور پکڑنے آئی ہون "

دبندر - بیشک مین چوری کرنے
گیا تھا - مگر جواہرات اور موتیون کی
نہین - بلکہ پھول کی "

ہیرا - کونسا پھول ؟ کیا کندا ؟
دبندر "ہیرا - ہان کندانندنی کے لیئے
تین چیز زمین اُسکی پوجا کرتا ہون -
ہیرا "مجھے کندانندنی ہی بہیجا ہے"
دبندر - بولو بولو - اُس نے کیا پیغام
بھیجا ہے "

ہان مجھے یاد آگیا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا
اور کیون نہ ہو تین سال سے ہم ایک
دوسرے کو چاہتے ہین -

ہیرا - (تعجب ہو کر اور سُننے کی غرض
سے) مین نہین جانتی کہ اس قدر عرصہ
سے تم مین محبت چلی آئی ہو - اچھا بتلا

کہان سے ہوئی۔؟

دہندر۔ یہ کچھ مشکل سوال نہین۔
تاراچند کے ساتھ میری دوستی تھی۔
مینے اوسکی منت کی کہ اپنی بیوی سے
ملاقات کرادے۔ اُس نے ایسا کیا اور
اُس وقت سے مین کندا پہ فریفتہ ہوگیا۔

ہیرا۔ پھر کیا ہوا؟

دہندر۔ پھر کیا ہونا تھا۔ تمہاری
مالکہ خفا ہوئی اور کئی دن تک مجھے
کندا نہ ملی۔ اور مین بیشنو کے لباس
مین وہان جا پہونچا۔

بیشک کندا شرمیلی ہے۔ بولتی کم ہے۔
مگر جس طرح پر آج مینے گفتگو کی ہے
اس سے اُسکے دل پر ضرور تاثیر ہوئی
ہوگی۔

اور مین کیون نہ کامیاب ہونگا کیا
مین دہندر نہین ہون جو دل لبھانیکا
فن کوئی مجھ سے سیکھ جائے۔

ہیرا۔ اب دیر بہت ہوگئی ہے سلام
یہ کہکر ہیرا چلی گئی اور دہندر نشہ کو
سرور مین سو گیا علی الصباح ہیرا نے
کل کیفیت سورج مکہی کو کہہ سنائی۔ سورج مکہی
یہ سنکر کہ تین سال سے دیوندر مین محبت چلی
آتی ہے۔ غضب مین آئی اور اُسیوقت
کندا کو بلا بھیجا۔ اور کہا "تیرا اصلی چلن
ظاہر ہو گیا ہے۔ مین اپنے گھر ایسی عورت
نہین رکھ سکتی چلی جا۔ نہین تو ہیرا تجھے
دھکے دیکر نکالدیگی"

کندا یہ سنکر کانپ گئی اور قریب تھا
کہ غش کھا کر گر پڑے۔ مگر کمل منی نے اوسکو
سنبھال لیا۔ اور ہمراہ لیکر اوسے کمرے
مین لے آئی۔ جہان اوس کی تسلی کی
اور کہا "بھو جو چاہے خیال کرے مگر مین
اُسکے کہنے پر اعتبار نہین کرتی۔"

پندرہوان باب

بیکس

رات کے وقت جب گہر کے آدمی سب
سوگئے۔ کندا نندنی نے اپنے کمرے کا دروازہ
کھولا اور باہر نکل گئی۔ صرف ایک ہی پوشاک
کے ساتھ جو اسکے تن پر تہی۔ بدون
کوئی اور چیز ہمراہ لینے کے سترہ سال

کی عورت سورج مکہی کے گھر سے نکل کر
دنیا کے بحر ذخار مین کود پڑی۔ کندا
ندنی نے کبھی گہر سے قدم نہین نکالا تہا۔
وہ نہین جانتی ہتی کہ اب کسطرف
جائیے۔

عظیم الشان مکان پہاڑ کی صورت
دکہائی دیتا تہا۔ کنداندنی تاریکی
مین کچھ قدم چلی مگر اُسے یاد آگیا
کہ نگیندر کے کمرے مین عموماً چراغ جلا
کرتا ہے اور اُسکی روشنی باہر پڑتی
ہے وہ اِس کمرہ کو جانتی ہتی اور یہ
خیال کرکے کہ اِس روشنی سے اپنی
آنکھون کو دم بھر کے لیئے ٹھنڈا کرے۔
وہ اسی طرف چلی۔ چوبی پٹ تو کھلے
تھے۔ مگر شیشے کے دروازے بند تھے
تین کہڑکیون مین سے روشنی نظر آرہی
ہتی۔ پروانے روشنی تک پہونچنے کے
لیئے کہڑکیون کے پاس اڑ رہے تہے۔
مگر شیشون کی وجہ سے اندر نہین جا
سکتے تھے۔ کند کو اِن پروانون کے
حال پر بڑا رحم آیا۔ اسکی اپنی حالت
اُنکی مانند ہو رہی ہتی۔ اِسکی آنکھین
روشنی کو تاک رہی ہتین اور وہ بس
روشنی کے دیکھنے سے سیر نہ ہوتی ہتی
وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ اور سا
پروانون کی طرف دیکھتی رہی۔ بادل
آسمان پر گھوم رہے تھے گاہے ایک دو
ستارے بہی نظر آجاتے تھے اور مکان
کے گرد بڑے درخت رات کے بہوتون
کی طرح دکہائی دیتے تھے۔ ہوا کے جہونکون
سے وہ دیو صورت بہوتون کی بولی
مین سرگوشی کر رہے تھے۔ گویا خطرناک
بات کے خوف سے بہوت بہی نہایت
آہستگی سے بات کرتے تہے وقتاً فوقتاً
کھڑکیون کے کھلا رہنے سے پٹ کھل
رہے تھے کبھی کبھی کتا کسی جانور پر
حملہ آور ہوتا۔ کبھی کوئی پہل درخت
سے نیچے گر پڑتا کچھ فاصلہ پر ناریل
کے درختون کی چوٹیان حرکت کر رہی
تہین۔ اور تاڑ کے پتون کی آواز
سنائی دیتی ہتی اور پتنگون کی [illegible]
روشنی کیطرف بڑہتی اور ہٹتی تہین [illegible]

کند انندانی یہ رات کے کرشمے چپ چاپ
دیکھ رہی تہی۔ شیشے کا دروازہ بڑی
آہستگی سے کہلا ہے۔ ایک آدمی کی شکل
نظر آئی ہے۔ افسوس یہ نگیندر کی شکل
ہے نگیندر کیا ہو اگر تجہے معلوم ہو جاوے
کہ درختون کے نیچے کندا بیٹھی ہوئی ہے؟
کیا ہو جب تجھے کہڑکی مین دیکھا اوسکے
دلکی آواز تیرے کانون مین پہنچے؟
کیا ہو اگر اوسے یہ معلوم ہو جاوے۔
کہ اگر تم غائب ہوے تو اوسکی خوشی
بہی جاتی رہیگی۔ نگیندر تو روشنی سے
ایک طرف کھڑا ہو جا اسطرح کھڑا ہو
کہ کندا تیرا چہرہ دیکھ سکے۔ کندا بڑی
بدنصیب ہے۔ یہان ہی کہڑا رہ۔ ایسا نہو
کہ تیرے غائب ہونے سے صاف پانی
مین ستارون کا عکس پہر ہلوا جاوے
سُن۔ سیاہ الّو منحوس آواز نکال رہا
ہے اگر تمنے حرکت کی تو کندا ابہی سے ڈر
جاوے گی۔ اودہر دیکھ سیاہ بادل ہوا کے
زور سے باہم لڑائی کر رہے ہیں۔ ابہی
مینہ کا طوفان آئیگا۔ کندا کو کون پناہ
دیگا۔ اودہر دیکھ تونے دروازہ کہولا ہے
کیڑون کے انبوہ تمہارے گھر مین گہس ہی
آتے ہین اور کندا نندنی خیال کر رہی
ہے کہ اگر مین بیباک ہون تو کیا مین
کیڑے کے جنم مین آؤن گی" کندا کیڑون
کی قسمت مین شریک ہونا پسند کرتی
ہے" جنہنے اپنا آپ جلا دیا ہے مین کیون
نہین مرجاتی" (نگیندر دروازہ بند
کرکے غائب ہو جاتا ہے) بیرحم! تونے
کیا ستم کیا ہے؟ تیرا کام رات کو پہرنے
کا نہین۔ جا سو رہو۔ کندا نندنی مر رہی
ہے۔ اوسے مرنے دو۔ وہ خوشی سے مرنا
قبول کرے گی بہ نسبت اسکے کہ وہ تیرے
سر مین درد دیکھے۔ کندا نندنی رو کر
اور افسوس کرکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور
جس راہ آئی تہی اسی راہ واپس چلی
اِس سے دیو صورت درخت پوچھ رہے
ہین۔ "تو کہان جاتی ہے؟" تارا سوال
کرتا ہے۔ کہان جائے گی؟ الّو وغیرہ
سب یہی سوال کر رہے ہین مگر کہڑکی
کہتی ہے اسے جانے دو مین اسکو نگیندر

ہنین دکھاؤن گی۔ بیوقوف کندا نے
پہر ایک دفعہ کھڑکی کی طرف نظر کی مگر
سوائے تاریکی کے کچھ نہ دیکھا۔ سنگدل
سورج مکھی اُٹھہ دیکھ تونے کیسا ستم بپا
کیا ہے۔ بیکس یتیم کو واپس گھر لے آ۔
کندا باہر چلی گئی۔ بادل پہر اکٹھے ہوئے
آسمان تاریک ہوگیا۔ بجلی چمکنے لگی۔
ہوا سرسرانے لگی اور بادل گرجنے لگے۔
کندا! کندا! تو کہان جاتی ہے؟ طوفان
آیا ہوا درختون کے پتے اُڑا لے گئی
اور آندہی نے زمین آسمان ایک کر دیا۔
آخرش بارش شروع ہوگئی۔ کندا
صرف ایک پوشاک کے ساتھ تو کہان
جاتی ہے؟ بجلی کی چمک مین کندا نے
ایک جھونپڑی دیکھی اوسکی دیوارین
نیچے تہین اور چھت بہی نیچے تھی۔ وہ
دروازے کے ساتھہ لگ کر بیٹھ گئی۔ گھر والون
کو اسکے دہلکے کی آواز پہونچی۔ مگر وہ
سمجھے کہ ہوا کے زور سے پٹ کھٹ کھٹ کر رہے ہین
اتنے مین ایک کتا بہونکا۔ اور گھر والی
نے ڈرتے ڈرتے آکر دروازہ کھول کر
دیکھا۔ تو ایک عورت دروازہ مین بیٹھی
ہوئی ہے۔ پوچھا "تو کون ہے؟" کندا نے
کہا۔ "مین طوفان کی وجہ سے یہان
دم بہر کے لئے بیٹھ گئی ہون"
گھر والی نے تعجب سے کہا "کیا کہا" کندا
نے پہر وہی جواب دیا۔ گھر والی نے اسکی
آواز پہچان کر اوسے اندر بلا لیا۔ جلد
جلد آگ روشن کی۔ کندا نے دیکھا کہ
اسکے سامنے ہیرا کھڑی ہے۔ ہیرا نے
کندا کو تسلی دی اور کہا "مین سمجھتی ہون
کہ تو سورج مکھی کی جھڑکی کی وجہ سے بھاگ
آئی ہے۔ ڈر مت مین کسی کو نہین
بتاؤن گی۔ ایک دو دن میرے پاس
رہو"
ہیرا کے مکان کے گرد احاطہ تھا اور
اندر دو کوٹھڑیان بنی ہوئی تہین۔ احاطہ
مین مختصر سا باغیچہ بہی تہا جسمین پودے
بابو کا باغبان لگا گیا تہا اور وہ باغبان
ہیرا کی فرمایش پوری کرنے کے لئے
ہر وقت طیار رہتا تہا اور جو کچھ وہ
مانگتی بابو کے باغ سے لا دیتا تہا اور سے

اسمین یہہ فایدہ تہا کہ ہیرا اپنے ہاتہہ سے حقہ بہر کر اسے پلا یا کرتی تہی - ایک تہ خانہ مین ہیرا سو یا کرتی تہی اور دوسری مین اسکی دادی - ہیرا نے کندا کو اپنے پاس بستر کر دیا کندا اسپر لیٹ رہی مگر اسے نیند نہ آئی - جب صبح ہوئی تو ہیرا نے اُسے اندر چہپا کر قفل لگا دیا - کندا خود چاہتی تہی کہ کوئی اُسے دیکہ نہ لے - اسنے اِس بند مین بند رہنا پسند کیا - رات کے وقت ہیرا واپس آئی اور کندا کو بٹہا کر کہانا کہلایا -

ہیرا کو گھر مین آئے تہوڑی دیر گذری تہی کہ دروازے کے کہٹکہٹانے کی آواز آئی - ہیرا متعجب ہوئی - صرف چوکیدار کبہی کبہی زنجیر ہلایا کرتا تہا اور وہ بہی گہر والون کو ہوشیار کرنے کی غرض سے مگر وہ بڑے زور سے زنجیر ہلایا کرتا تہا جس سے یہ مراد ہوتی تہی کہ اگر جواب نہ دوگے تو مین دروازہ توڑ دونگا - لیکن اِس وقت زنجیر بڑی آہستگی کے ساتہہ ہل رہی تہی جسکی یہ مراد ہوسکتی ہے "ہیرا کیا حال ہے ؟ اُٹہہ میرے جواہر ہیرے " ہیرا اُٹہی اور دروازہ کہولا - ایک عورت باہر کہڑی تہی پہلے تو ہیرا گہبرائی مگر جلد عورت کو پہچان کر کہا -

"گنگا جلی ! مین کیسی خوش نصیب ہون "

گنگا جلی ایک دود ہہ بیچنے والی عورت تہی - جو دلی پور مین دہندر کے گہر کے پاس رہتی تہی - اوسکی عمر تیس تینتیس سال کی تہی - اُسکے ہونٹ پان سے لال ہو رہے تہے - اُسکی ناک چپٹی تہی - رخساروں پر سُرخ دہبے تہے - غرض وہ دہندر کی خادمہ نہین تہی - مگر اُسکا کام کر دیتی تہی خصوصاً جو کام کسی اور سے نہ ہوسکے یہ اُسکے کرنے پر مستعد ہو جاتی تہی -

ہیرا - بہن گنگا جلی خدا کرے کہ میرے آخری وقت بہی تو میرے پاس ہو - ! مگر اسوقت کیسے آنا ہوا ؟

ملاتی - دہندر بابو تمہین یاد کرتا ہے

ہیرا دہنگ سا تم کوئی اور چیز تو لینے نہین آئی ہو ؟

ملاتی - تم ہی جانو - اِس سے تمہاری کیا

مراد ہے - جلد چلو - ہیرا اندر آئی اور
کندا کو یہہ کہکر کہ وہ مالک کے گھر جاتی ہے
باہر نکل آئی اور ملائی کے ساتھہ دبندر
کے گھر گئی - دونو راہ مین گاتی جاتی تہین -
ہیرا تنہا دبندر کے پاس گئی - دبندر
شراب پی رہا تہا - مگر ابہی تک ہوش
مین تہا - اس نے اسوقت ہیرا کی کوئی
تعریف نہین کی اور نہ مذاق کی گفتگو
کی - بلکہ سنجیدگی سے کہا - اس شام کو مینے
اس قدر شراب پی تہی کہ مین ہوش مین
نہین رہا تہا اور نہ تیرا مدعا سمجہ سکا - تو
اس شام کو کیون یہان آئی تہی؟ صرف
اس غرض کے لئیے مینے تجھے بلایا ہے -
تو نے کہا تہا کہ کندا نے تجھے بہیجا ہے - مگر
تو نے اسکا کوئی پیغام نہین دیا شاید
میری حالت دیکھکر تو نے کچھ نہ کہا اچھا
اب کہدو -

ہیرا - "مجھے کندا نے نہین بہیجا تہا -"

دبندر - "تو پہر کیون آئی تہی؟"

ہیرا - "صرف تمہین دیکھنے کے لئیے"

دبندر - (ہنسکر) "تو بڑی ہوشیار ہے -
تگیندر بابو بیشک خوش نصیب ہے کہ
اسکے پاس ایسی خادمہ ہے - معلوم ہوتا
ہے کہ کندا نندنی کا صرف بہانہ تہا - درصل
تو ہرپیداسی بیشنو کی تحقیقات کرنے
آئی تہی اور یہ معلوم کرنے کے لئیے آئی تہی
کیون وہ لباس اختیار کیا - اور کیون
دت کے گہر گیا - واقعی تو نے اپنا کام
بڑی خوش اسلوبی کے ساتہہ انجام دیا -
مین اب تجھسے اصل کیفیت چھپانا نہین
چاہتا - تو نے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل
کی - اور بیشک انعام حاصل کیا ہوگا -
مین بہی تجھے ایک کام سپرد کرتا ہون
اور بہت سے انعام کا وعدہ دیتا
ہون "

غرض دبندر نے اپنے کام کا نام بتایا
اور انعام کی مقدار کہہ سنائی جسے
ہیرا سنکر آگ بگولہ ہوگئی اور کہنے لگی "
جناب آپنے مجھے نوکر سمجھکر ایسی گفتگو
کی ہے - خیر میرا انعام جو اب دینا نہین
ہے - مین اپنے آقا کو کہدونگی وہ تمہین
مناسب جواب بہیجینگا "

یہہ کہتے ہی ہیرا چلدی اور دبندر ششدرہ
رہگیا۔ مگر اُسیوقت برانڈی کی طرف جھکا
اونڈیک اور جام چڑھاکر بے فکر ہوگیا۔

سولھوان باب

ہیرا کا حسد۔

صبح اُٹھکر ہیرا کام پر گئی۔ گذشتہ دو
دن سے دت کے گھر مین گھبراہٹ پھیل رہی
تہی جسکی وجہ یہہ تہی کہ کندا نندنی روپوش
ہوگئی تہی۔ گہر کے کل افراد کو معلوم تہا۔
کہ وہ غصہ مین کہین نکل گئی ہے۔ اور
ہمسائہ عورتون کو بہی اس بات کا علم
تہا۔ نگیندر نے بہی یہہ حال سنا مگر کسی سے
اوسے معلوم نہ ہوا کہ اسکی وجہ کیا ہے۔
اور وہ اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تہا۔
کندا نندنی اس لیئے چلی گئی ہے کہ اُس نے
میری گفتگو کے بعد یہان رہنا مناسب نہ
سمجہا۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیون کمل مالی کے
ساتہہ نہ چلی گئی؟ نگیندر کی پیشانی پر غمگینی
کے آثار نمایان تہے کوئی شخص اسکے
نزدیک آنے کی جرأت نہین کرتا تہا۔
اُسے معلوم نہین تہا کہ سورج مکہی سے
قصور سرزد ہوا ہے۔ پہر بہی اُس نے
اُسکے ساتہہ کوئی کلام نہ کی اور ایک
عورت کو قرب وجوار مین کندا نندنی کی
تلاش کے لیئے بہیجا۔

سورج مکہی کو یہ سنکر سخت قلق ہوا۔
خصوصاً جب کمل مالی نے یقین دلا دیا کہ
دبندر کی گفتگو قابل اعتبار نہین کیونکہ
اگر کندا کا کوئی تعلق دبندر کے ساتہہ
ہوتا تو تین سال سے ضرور یہ راز آشکار
ہوجاتا جبکہ کندا کے چال چلن پر کبہی کسی
قسم کا شبہہ نہین ہوا۔ دبندر ایک شرابی
ہے اور شراب کے نشہ مین وہ جہوٹہہ
بکتا ہے انہی باتون پر خیال کر کے
سورج مکہی زیادہ بیچین ہوگئی اور علاوہ
اسکے شوہر کی ناراضگی اُسپر اور بہی
شاق گذری۔ سیکڑون دفعہ تو وہ
کندا کو برا کہتی اور ہزار دفعہ اپنے آپکو ملامت
کرتی اوسنے بہی کندا کی جستجو مین کئی
آدمی روانہ کیئے۔ کمل نے بہی کلکتہ جانا
ملتوی کر دیا وہ کسیکو برا نہ کہتی۔

سورج مکھی کو اوسنے کچھ بھی ملامت نہ کی اور اپنے مالا گلے سے اُتار کر نوکرون کو دکہائی اور کہا جو شخص کندا کو ڈھونڈ لائیگا۔اُسے یہ مالا انعام دونگی۔مجرم ہیرا نے یہ سب کچھ دیکھا مگر منہہ سے ایک لفظ تک نہ کہا مالا دیکھکر پہلے تو اُسکے منہہ مین پانی بھر آیا مگر جلد اپنی لالچی خواہش کو دبا دیا۔کام سے فراغت پاکر دوپہر کو گھر گئی۔ کندا کو نہلا کر کہانا کہلایا۔اور دونون نے ملکر کہایا رات کو معمول کے موافق بستری بچہائے گئے اور دونون لیٹ رہین مگر نہ تو کندا ہی کو نیند آئی اور نہ ہیرا کو کندا تو اپنے غم کی وجہ سے جاگتی تہی مگر ہیرا خوشی اور گھبراہٹ کی وجہ سے۔خواہ اُسکے خیالات کچھ ہی ہون۔اُس نے کسی پر ظاہر نہ کیئے اور دلمین مخفی رکھے۔

ہیرا! تیرا چہرہ بُرا نہین تو نوجوان بھی ہے۔پہر کیون تیرے دلمین یہ بدی ہے؟ اگر ہیرا سورج مکھی کی جگہ ہوتی۔ تو کیا وہ ایسے ہی فریب باز اور مکار نہ ہوتی؟ ہیرا کہتی ہے نہین۔مگر ہیرا کی جگہہ ہوکر وہ ہیرا کی طرح بول رہی ہے۔ لوگ کہتے ہین کل بدی بدکارون اور شریرون سے عمل مین آتی ہے۔ شریر کہتا ہے مین نیکوکار ہوتا مگر دوسرون کی وجہ سے بدکار ہوگیا ہون بعض کہتے ہین کیون پانچ سات نہین ہین؟ پانچ کہتا ہے۔مین سات ہوتا مگر اب اور پانچ ملکر سات ہوتے ہین اگر خالق یا خالق کی مخلوق مجھے دو اور دیدیتی۔تو مین سات بن جاتا۔ہیرا کا خیال بھی ایسا ہی تہا۔

ہیرا دلمین کہا کرتی۔اب مین کیا کرون۔جب خالق نے مجھے یہ موقع دیا ہے مین کیون اُسے ہاتہ سے دون؟ اگر مین کندا کو دت کے گھر مین لیجاؤن تو کمل مانی مجھے مالا دیگی۔سورج مکھی ضرور کچھ دے گی اور بابو سے بھی مین کب خالی رہونگی لیکن اگر مین کندا کو دیبندرا کے حوالہ کر دون گی۔تو وہ مجھے ایک مشت بہت سا روپیہ دیگا مگر مین ایسا نہین کرسکتی کیون

کہ بندر آنند اکو اسقدر خوبصورت خیال
کرتا ہے۔ اگر مجھے کہانے کو اچھا ملے پہننے
کو اچھا ملے اور امیر عورتون کی طرح رہون
تو مین بھی ویسی ہو جاؤن۔ کندا کی سی
ایسی سادہ عورت وبندر کے مذاق کی
نہین ہو سکتی اگر کیچڑ نہ ہوتا تو کنول
کا پھول بھی نہ ہوتا۔ اور کندا ہی صرف
ایک عورت ہے جو وبندر بابو کو اپنا
فریفتہ اور شیدا بنا سکتی ہے۔ ہر ایک
کی قسمت! مگر مین کیون خفا ہون۔ مین
کیون رنج اٹھا رہی ہون مین تو محبت
پر ہنسا کرتی تھی۔ مین اسے ایک فسانہ اور
گپ سمجھا کرتی تھی اب مین کیون نہین ہنستی
مین کہا کرتی تھی اگر کوئی شخص کسی سے
محبت کرتا ہے تو کرے مین کسی سے محبت
نہین کرون گی۔ مگر تقدیر کھتی تھی۔ ٹھہرو
چند روز دیکھو کیا ہوتا ہے۔ سینے دوسرون
کے دولت کا چور پکڑتی ہوئی اپنا دل
گم کر دیا ہے۔ کیا پھر ہے؟ کیا گردن
ہے؟ کیا صورت ہے؟ کیا کوئی اور
شخص بھی دنیا مین اسکے برابر خوبصورت

ہو گا۔ وہ مجھے کندا کے لانے کو حکم دیتا ہے
کیا وہ کسی اور کو یہ کام سپرد نہین
کرسکتا؟ مین اسے طمانچہ لگاؤن گی مگر
وہ مجھے اسقدر پیارا ہو رہا ہے کہ طمانچہ
لگانے مین بھی مجھے راحت ملے گی۔ مگر
اس خیال کو جانے دو۔ اس راہ مین
کانٹے ہین۔ مجھے ایسا خیال نہین کرنا
چاہیئے۔ مین نے اس زندگی مین خوشی
اور رنج دونون کی امید نہین رکھی پھر بھی
مین کندا نندنی کو اسکے حوالہ نہین کرسکتی
میرے دل پر صدمہ پہونچیگا۔ بہتر ہے کہ
کندا نندنی کو اسی جگہہ رکھون کہ وہ
اسے ملنے نہ پاوے۔ مگر یہ کسطرح ہو؟
مین اوسے اس جگہہ چھوڑ آؤن گی جہان
وہ پہلے تھی وہان وہ اسے نہین پا سکیگا
وہ بشنو کا بھیس بدلے یا واسو دیو کا۔
وہ یقیناً کامیاب نہ ہو سکیگا یہی صلاح
ٹھیک ہے کہ کندا نندنی کو دت کے گھر
پہونچاؤن مگر وہ نہین جائے گی۔ وہ
گھر والون سے ناراض ہے ہان سب
اوسکی منت کرین تو ضرور چلی جائے گی

ایک اور خیال مجھے سوجھا ہے۔ کیا مین
اسمین کامیاب ہونگی۔ سورج مکھی پر
مجھے کیون غصہ آتا ہے؟ اوس سے
کبھی مجھے نقصان نہین پہونچایا۔ بلکہ وہ
مجھہ پر مہربان ہے۔ پھر مین کیون ناخوش
ہون۔ اِس لیئے کہ سورج مکھی آسودہ ہے
اور مین مفلس ہون وہ امیر ہے مین
حقیر ہون۔ وہ مالکہ ہے مین خادمہ ہون
اِس وجہ سے مجھے اُسپر غصہ آتا ہے
اگر خدا نے اُسے بڑا بنا لیا ہے تو اِسمین
اُسکا کیا قصور ہے مین اُسے کیون
نقصان پہونچاؤن؟ اور اُسے نقصان
پہونچانے مین میرا فائدہ ہو تو مین کیون
نہ ایسا کرون کون اپنے فائدے کا خیال
نہین رکھتا؟ مجھے روپیہ کی طلب ہے مجھے
غلامی برداشت نہین کیجا سکتی۔ مگر روپیہ
کہان سے آئیگا؟ دت کے گھر سے اور
کہان سے؟ تو میرا مدعا اب دت سے روپیہ
لینے کا ہوا۔ نگیندر بابو کُندا پر شیدا ہے
بابو اُس پر مرمٹا ہے اور بڑے آدمی
جس بات کی خواہش کرتے ہین اُسے
حاصل کرکے رہتے ہین۔ سد راہ صرف
سورج مکھی ہے۔ اگر دونون مین تنازعہ
بپا ہو تو سورج مکھی کی پروا نہین کیجائیگی
اچھا مین دیکھتی ہون کہ مین اِنمین تنازعہ
بپا کرسکتی ہون یا نہین اگر ایسا ہوگیا
تو بابو کندا کو کھلے طور پر چاہے گا اُسوقت
تک کُندا بالکل سیدھی سادھی ہے مگر
مین اُسے دانا بناؤنگی مین جلد اُسے
تابع فرمان کرونگی۔ اگر مین اِس بات
پر کمر باندھ لون تو جو کچھ چاہون اُس سے
کراسکونگی۔ اگر بابو کندا پر فدا ہے تو
جو کچھ وہ کہے گی وہ مانیگا اور مین جو کچھ کہونگی
کندا مانے گی اِس طرح مجھے بہت بڑا فائدہ
ہوگا۔ اگر مین غلامی نہین برداشت کرسکتی
تو یہی طریقہ اِس سے رہائی پانیکا ہے
مین کندا نندنی کو نگیندر کے حوالے
کرونگی۔ مگر دفعتہً نہین مین کچھ دن اور
چپ چاپ رہونگی اور دیکھونگی۔ کیا ہوتا ہے
کہتے ہین محبت جدائی مین بڑھتی ہے
اگر مین انہین جدا رکھ سکون تو بابو کی
محبت پختہ ہوجائے گی۔ اسوقت مین

گُند اکو اُسکے حوالے کر دونگی۔" سپر بھی
اگر سورج مکھی کی تقدیر نہ پلٹی تو اسکی قسمت
بڑی یاور ہوگی۔ اِس عرصہ مین گُند اکو
مین اپنے راہ پر لے آؤنگی۔ لیکن پہلے
مجھے اپنی دادی کو مرگھٹ مین بھیج دینا
چاہیئے نہین تو گند اکو اتنے دِن مین
یہان نہ رکھ سکون گی۔" یہہ ارادہ ہیرا نے
مصمم کرلیا اور دادی کو مرگھاٹ مین
بھیجکر گندرا کو اپنے گھر مین چھپا رکھا گُند
اُسکی الفت اور محبت دیکھکر دلمین کہتی۔
"ہیرا کے برابر دنیا مین کوئی نیک نہین ہے
کمل مانی بھی تو مجھے اسقدر پیار نہ
کرتی تھی۔"

سترہوان باب

ہیرا کا جھگڑا۔ زہریلا درخت کونپل لائیگا

"ہان یہہ ٹھیک ہے۔ گُند اقابو مین آجائیگی
لیکن جب تک سورج مکھی نگیندر کی آنکھون
مین زہر دکھائی نہ دے کچھ بھی نہین
ہوسکیگا۔"

راسیر ہیرا نے شوہر لی کو جدا کرنے کی

ٹہان لی جواب تک ایک تھے۔
ایک صبح کو ہیرا حسب معمول اپنے کام پر
آئی۔ ایک اور خادمہ بہی کوسلیا نامی
وہان تھی جو اِس وجہسے ہیرا کو ناپسند
کرتی تہی کہ وہ نوکرون کی افسر تھی اور
مالکہ اُسپر زیادہ مہربان تھی۔ ہیرا نے کہا
"بہن کوسلیا آج میری طبیعت اچھی نہین ہے
کیا تو میرا کام کردے گی؟"
کوسلیا۔ (ڈپکر) بیشک کر دونگی۔
ہم سب پر بیماری آیا کرتی ہے اور ہم
سب ایک مالکہ کی خادمہ ہین۔
ہیرا چاہتی تھی۔ کوسلیا جواب نہ دے
تو اُسے تنازعہ برپا کرنیکا یہی بہانہ ملجائے
مگر اب اُس نے اُسکے جواب کا ہی
خواہ مخواہ ایک عذر بنالیا۔
ہیرا۔ تو نے تو مجھے گالی دی ہے۔
کوسلیا۔ (حیران ہو کر) مینے کب گالی
دی ہے؟
ہیرا۔ کیا تو انکار کرتی ہے؟ تو نے
کیون میری بیماری کا ذکر کیا۔ کیا
تو سمجھتی ہے کہ مین مرنے والی ہون؟

تو لوگون کو یہہ دکہانا چاہتی ہے - کہ تو مجھہ پر احسان کرتی ہے - خدا کرے کہ اب تو بیمار ہوجائے

کوسلیا - ویسا ہی ہوا بہن تو کیون خفا ہو رہی ہے - تو ایک نہ ایک دن ضرور مرے گی - موت نہ تجھے چھوڑیگی نہ مجھے -

ہیرا "خدا کرے - کہ موت تجھے نہ چھوڑے! تو میرا حسد کرتی ہے خدا کرے کہ تو حسد کے مرجائے - تیری زندگی تھوڑی ہوجائے اور اندہی ہوجائے" کوسلیا زیادہ برداشت نہ کرسکتی تھی اسنے بہی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کیا - گالی گلوچ مین کوسلیا ہیرا سے بڑھکر تھی ہیرا تنگ ہوکر مالک کے پاس فریاد کرنے دوڑی - اگر کوئی شخص اوسے اوس وقت دیکھتا جس وقت وہ مالک کے پاس دوڑی جاتی تہی تو اوسکے چہرہ پر بجائے خفگی کی ہنسی کے آثار پاتا - مگر جوہین وہ مالک کے پاس پہونچی - اوس نے چہرہ غصہ والا بنالیا اور وہ تہیار ہو خدا نے عورت کو دے رکہا ہے استعمال کرنے لگی - یا یون کہو کہ آنسوؤن کا دریا بہانے لگی -

سورج مکہی نے جو تحقیقات کی تو قصور ہیرا کا تہا - پہر بہی اوسنے ہیرا کی خاطر کوسلیا کو چشم نمائی کی - ہیرا اب بہی مطمئن نہ ہوئی - اور کہنے لگی - "تم اس خادمہ کو موقوف کردو - نہین تو مین نہ رہونگی" سورج مکہی کو یہہ سنکر رنج ہوا اور اس نے کہا ہیرا تو بڑی مفسد ہے تو نے خود ہی جہگڑا شروع کیا -

اسمین سراسر تیرا قصور تہا - اور یہہ اب اس عورت کو موقوف کرانا چاہتی ہے - مین ایسی بے انصافی نہین کرونگی - تیرا جی چاہتا ہے تو توچلی جا - مین تجھے نہین روکتی"

ہیرا خدا سے چاہتی تہی کہ جواب ملے - اوسنے کہا - "تو اچھا تو مین جاتی ہون" - اور روتی ہوئی بابو کے پاس چلی گئی - بابو اپنے کمرے مین تنہا

بیٹھا ہوا تہا اور عموماً اب تنہا ہی
رہا کرتا تہا - ہیرا کو روتے دیکھکر پوچھا
تو کیوں روتی ہے"
ہیرا - مجھے حکم ہوا ہے کہ تنخواہ کا
حساب کراکر رخصت ہو جاؤن"
"مین برخاست ہوگئی ہون مہاراج کرانی
(مالکہ) نے مجھے موقوف کر دیا ہے
نگیندر - "تو نے کیا کیا تہا"
ہیرا - کچھ نہین کوسل نے مجھے گالی دی -
مین نے شکایت کی - تو مالک نے مجھے
جہوٹا سمجھکر موقوف کر دیا -
نگیندر - (ہنسکر) "ہیرا یہہ درست نہین
ہے سچ کہو"
ہیرا - "سچ تو یہ ہے کہ مین یہان نہ رہونگی
نگیندر - "کیون؟
ہیرا - "مالکہ کی حالت بدل گئی ہے -
کسی کو امید نہین رہی کہ اسکے ساتھہ
کیا سلوک ہوگا"
نگیندر - اس سے کیا مراد ہے؟
ہیرا - (موقعہ پاکر) اسی دن مہاراج کرانی
نے کندا کو کیا کچھ نہین کہا - جسے سنکر
کندا گھر چھوڑکر چلی گئی - ہم سب ڈر رہی
ہین کہ کسی دن ہمین بھی ایسا ہی کہا جائیگا
ہم سے یہ برداشت نہین ہو سکیگا -
اس لیئے مین پہلے سے جاتی ہون
نگیندر - "تو کیا بک رہی ہے"
ہیرا - "مین شرم کے مارے نہین کہہ سکتی
نگیندر - (غصہ ہوکر) اچھا آج گھر جاکر
مین تجھے بلاؤنگا"
ہیرا کا مطلب حاصل ہوگیا - اسی غرض
سے اُسنے کوسلیا کے ساتھہ لڑائی
شروع کی تہی - نگیندر اُٹھکر سورج مکہی
کے پاس آیا اور اُسے الگ لیجاکر پوچھنے
لگا - کیا تم نے ہیرا کو موقوف کر دیا ہے؟
سورج مکہی - ہان اور سب حال سنایا
نگیندر - اچھا اسے تو جانے دو - مگر
کندا نندنی کو تو نے کیا کہا تہا -
سورج مکہی - (گھبراکر) مینے اسے
کیا کہا تہا؟"
نگیندر - ہان تو اُسنے کیا بُرا لفظ
کہا تہا -
سورج مکہی (تامل کے بعد) تم میرے

حال کی واقف تم اور سب کچھ ہو۔ میں تم سے کیوں
کچھ چھپا رکھوں؟
میں نے کندا کو سخت سست کہا کہ اگر اس
خوف سے کہ تم خفا نہ ہو۔ تمہیں اطلاع نہ دی۔
میرا یہ گناہ بخشدو۔ میں تمہیں سب کچھ
بتا دیتی ہوں۔ اور سارا حال سنا دیا)
مجھے واقعی بڑا رنج ہے۔ کہ میں نے
کندا کو گھر سے نکل جانے پر مجبور کیا۔ پھر
اوسکی تلاش میں آدمی بھیجے ہیں اگر
وہ کہیں مل گئی۔ تو ضرور یہاں آجائیگی۔
نگیندر۔ تمہارا گناہ کچھ بڑا نہیں۔
کیا کوئی معزز عورت ایسی واردات
سنکر گنہگار کو اپنے گھر میں پناہ
دے سکتی ہے؟
لیکن کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ اس الزام
کی اور تحقیقات کر لی جاتی ہے۔ کیا تمہیں
تارا چرن کے گھر کا حال معلوم نہیں تھا
تم نہیں جانتی تھی۔ کہ تین سال گذری
ہیں۔ تارا چرن نے وبندرا کو کندلسی
انڈر ڈیوس کیا تھا۔ پھر تمنے ایک شرابی
کے کہنے پر کیونکر اعتبار کر لیا؟

سورج مکھی۔ بیشک مجھسے فروگذاشت
ہوئی۔ میں نے اُسوقت اسباب کا خیال
نہ کیا۔ مگر اب کر رہی ہوں۔ یہ کہکر شوہر
کے قدموں پر گر پڑی۔ اور رو کر کہنے
لگی) مجھے جان سے عزیز۔ میں تم سے
دل کا حال نہیں چھپاؤنگی۔
نگیندر۔ تجھسے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں
میں جانتا ہوں کہ تم مجھپر کندا نندنی
سے محبت کرنے کی بدگمانی کرتی ہو۔
سورج مکھی (رو کر) میں تمہیں کیا
کہوں؟ کیا میں کہہ سکتی ہوں؟ کہ میں نے
کسقدر تکلیف برداشت کی صرف اسلیئے
کہ میری موت سے تمہارا رنج نہ بڑھے
میں مرنہ گئی۔ نہیں تو جب مجھے یہ معلوم
ہو گیا کہ تمنے اپنے دلمیں غیر کو جگہ دی
ہے تو میں مرنے کی آرزومند تھی مگر لوگ
اپنی خواہش سے مر نہیں سکتے۔
نگیندر (ٹھنڈے سانس بھر کر)
سورج مکھی۔ قصور سب میرا ہے تمہارا
مطلق نہیں۔ بیشک میں نے تم سے بیوفائی
کی فی الحقیقت تمہیں فراموش کر کے

میرا دل گندا انندنی پر مائل ہوگیا
مین بیان نہین کر سکتا۔ کہ مینے کسقدر
تکلیف برداشت کی۔ تمہارا خیال ہوگا۔
کہ مینے اپنے دل پر غالب آنے کی کوشش
نہین کی۔ مگر تمہین ایسا خیال نہین
کرنا چاہیئے۔ تم مجھے اسقدر ملامت نہین
کر سکتی جسقدر مینے اپنے آپکو کی ہے۔
مین گنہگار ہون۔ مین اپنے دل پر
قابو نہین پا سکتا۔"

سورج مکھی ربیتاب ہوکر) "مجھے اور
زیادہ نہ بتاؤ۔ اپنے دلمین رکھو تمہارا
ایک ایک لفظ تیر کی طرح میرے سینہ کے
پار ہوتا ہے۔ جو کچھ میری قسمت مین
لکھا تھا میرے پیش آیا۔ مین مین زیادہ
سننا نہین چاہتی۔ میرے لیئے زیادہ
سننا اچھا نہیں۔

نگیندر۔ "ایسا نہین۔ سورج مکھی تجھے
ضرور سننا چاہیئے۔ اب بھی کہنے دے جس کے
لیئے مینے کئی دفعہ کہنے کی کوشش کی۔ مین
اس گھر کو چھوڑ دونگا۔ مین مرون گا
نہین۔ مگر کہین نکل جاؤن گا۔ گھر اور
عیال اب مجھے نہین بھاتے۔ مجھے
اب تمسے خوشی حاصل نہین ہوسکتی
مین تیرا شوہر ہونے کے قابل نہین
ہون۔ مین تجھے زیادہ نہین ستاؤنگا
گندا انندنی کو ڈھونڈھکر اسکے ساتھہ
کہین اور جا رہون گا۔ تو اس گھر
کی مالک رہے گی۔ اپنے آپ کو بیوہ
سمجھہ لینا جب تیرا شوہر مر گیا تو بیوہ
نہین ہے؟ گو مین بد ہون مگر تجھے
دہوکھا نہین دونگا۔ اب مین جاتا
ہون۔ اگر گندا کو مین بھول گیا تو واپس
آجاؤن گا۔ اگر نہین تو یہ میری تمسے
آخری ملاقات ہے۔"

ان دل توڑنے والے فقرات کا
سورج مکھی کیا جواب دے سکتی تھی۔
کچھ عرصہ تک تو وہ بت کی طرح چپ
چاپ کھڑی رہی پھر ایک لخت
زمین پر گر پڑی اور رونے لگی۔
جیسا کہ شیر اپنے شکار کو نزع کی حالت
مین دیکھتا ہے۔ اسیطرح نگیندر سورجمکھی
کو دیکھ رہا تھا اور دل مین کہہ رہا تھا

یہ آج یا کل مر جائے گی۔ اللہ کی مرضی
مین کیا کر سکتا ہون۔ اگر مین چاہون
تو کیا اوسکے بجائے مر سکتا ہون؟ نہین
مر سکتا ہون۔ مگر سورج مکھی بچ جائیگی۔
نہین نگیندر تمہارے مرنے سے سورج مکھی
بچ نہین جائیگی۔ مگر تمہارے لیے بہتر ہے
کہ مر جاؤ۔

سورج مکھی دیر کے بعد اچھا میری
ایک بات مانو۔

نگیندر۔ وہ کیا ہے

سورج مکھی۔ ایک ماہ تک یہان رہو۔
اگر اس عرصہ مین کند واپس نہ آئی۔ تو
چلے جانا مین تمہین نہین روکونگی نگیندر
بدون جواب دیئے چلا گیا۔ ولیکن وہ
اس بات پر راضی ہو گیا تھا۔ اور سورج مکھی
نے اسکے چہرے سے یہ پا لیا تھا۔ وہ اُسے
جاتے ہوئے کچھ دیر دیکھتی رہی۔ اور
یہہ کہتی رہی میرے پیارے مین تیری
راہ سے کانٹے دور کرنے کے لئے اپنی
جان دیدونگی تو مجھ کمبخت کے لیئے گھر
چھوڑنا چاہتا ہے تو بڑا ہے یہین تو

اٹھارہوان باب

مرغ اسیر

ہیرا نوکری سے برطرف ہو گئی۔ مگر دت
کے گھر کے ساتھ اُسکا علاقہ نہ ٹوٹا وہ
ہمیشہ دت کے گھر جایا کرتی اور کسی خادمہ
کے ساتھ گفتگو مین مشغول ہو کر نگیندر
اور سورج مکھی کے حالات سے واقفیت
پیدا کرتی اگر باہر سے کوئی نہ ملتا۔ تو
کسی بہانہ اندر چلی جاتی اور نوکرون
کے مکان مین جا کر کچھ نہ کچھ حالات
دریافت کر لیتی اسیطرح کچھ وقت گذر گیا
مگر ایک دن ایک عجیب حادثہ درپیش ہوا
جب ہیرا دیبندر کو ملنے گئی تھی۔ تو اُسکے
بعد ملاٹی ہر روز ہیرا کے گھر آنے لگی۔
اور اُس نے معلوم کیا کہ ہیرا اُسکی
آمد و رفت سے ناخوش رہتی ہے اور
ایک کوٹھری کا دروازہ ہمیشہ بند
رکھتی ہے۔ ایک دن ملاٹی نے ہیرا
کو گھر نہ پایا اور یہ دیکھا کہ کوٹھری کے
دروازہ مین خالی زنجیر لگی ہوئی ہے

اُس نے زنجیر کھولی اور دروازہ کو پیچھے
ہٹایا مگر اندر سے زنجیر لگی ہوئی تھی۔
دروازہ نہ کھلا۔ اُس نے معلوم کیا کہ
کوئی شخص اندر ہوگا۔ دل میں سوچنے
لگی کہ کون ہوگا۔ مگر یہ خیال اُس نے
دور کر دیا کیونکہ وہ ہیرا کے حالات سے
پوری باخبر تھی۔ پھر اوسے خیال ہوا
کہ شائد گندا گھر سے نکل کر ہیرا کے پاس
آ کر رہی ہے۔ اِس شک کو دور کرنے
کی اُس نے یہ تدبیر کی۔

ہیرا کے پاس ایک ہرن تھا جسے
ہیرا ہمیشہ باندھ رکھا کرتی تھی۔ ملائی نے
ہرن کو کھول دیا۔ اتنے میں ہیرا بھی آپہنچی
اور ہرن کو کھلا دیکھکر پھر اُسے باندھنے
لگی۔ ہرن باہر دوڑ گیا۔ اور ہیرا بھی
اُسکے پیچھے گئی۔ ملائی نے موقعہ غنیمت
سمجھکر رونا شروع کیا۔ ہائے ہیرا تجھے
کیا ہوگیا ہے۔ اور پھر یوں کہنے لگی۔
گندا گندا۔ جلد نکل ہیرا پر حادثہ گذر گیا
ہے۔

گندا جھٹ میں گندا نے دروازہ کھولا
اور ملائی اپنے مطلب میں کامیاب
ہوکر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور جلدی
گندا نے دروازہ بند کر لیا اور ہیرا کو
خوف کے مارے اس حال سے اطلاع نہ دی۔

ملائی ہیرا کے گھر سے سیدھی دیبندر
کے ہاں پہونچی اور اُسے اطلاع دی کہ
گندا ہیرا کے گھر میں مقیم ہے۔ دیبندر نے دوسرے دن
ہیرا کے گھر جانے کا مصمم ارادہ کر لیا

گندا قفس میں قید تھی۔ وہ جلد بے چین
ہوگئی۔ اُسکے دل میں دو خیالات جگہ
لئے ہوئے تھے ایک طرف تو اُسے ہیرا کی
کے طعن و تشنیع سے شرم آرہی تھی۔ اور
دوسری طرف نگیندر کی محبت کا جوش تھا
مگر آخر کار محبت کا جوش غالب آیا اور
شرم کا خیال دل سے جاتا رہا۔ اب اس کے
دل میں سوچ بچار کی کوئی جگہ نہ تھی۔ صرف
نگیندر ہی اُسکے دل میں بستا تھا وہ سوچنے
لگی کہ میں کیوں اسقدر جلد گھر سے نکل آئی
ان چند لفظوں سے مجھے کیا نقصان پہنچا
تھا۔ میں ہمیشہ نگیندر کو دیکھا کرتی تھی
اب بالکل نہیں دیکھ سکوں گی۔ گیا میں

پھر وہاں جا سکتی ہوں؟ اگر سورج کبھی
مجھے گھر سے نہ نکال دے۔ تو میں چلی جاؤنگی
دن رات کندا انہیں خیالات پر سوچتی
اور آخرکار اُس نے فیصلہ کیا کہ اسی
دت کے گھر واپس جانا چاہیے یا مرجانا
چاہیے اور اگر سورج کبھی اُسے پھر نکالدے
تو بھی اُسے وہاں ایک دفعہ ضرور
جانا چاہیے مگر کس بہانہ وہ اس گھر
میں جا سکتی ہے؟ تنہا جاتے ہوئے
تو اُسے شرم آئے گی اگر ہیرا اُسکے
ساتھ چلی تو وہ بیشک چلی جائے گی
مگر ہیرا کو کسطرح کہے۔ اُسے تو شرم
آتی ہے اور اسکا دل نگیندر کی جدائی
برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایک
صبح کو چپ چاپ اٹھی۔ ہیرا ابھی سو رہی
تھی۔ اور چپکے سے دروازہ کھولکر باہر
چلی گئی۔ چاند ابھی اپنی روشنی دے رہا
تھا۔ اور خوبصورت عورت کیطرح
آسمانی بحر میں تیر رہا تھا۔ درختوں
کے نیچے تاریکی چھا رہی تھی۔ ہوا بالکل
بند تھی کتے سڑک پر سو رہے تھے اور
کل پیدائش آرام میں تھی۔ کندا تیزی سے سورج
دت کے گھر کیطرف چلی۔ اسکا منشا یہ تھا
کہ کسی طرح نگیندر کا دیدار دیکھے۔ وہ لیکن
رکھتی تھی اُسکے دیدار کرنے میں کیا حرج
ہے چونکہ وہ کئی دن تک ہیرا کے گھر
میں بند رہی تھی۔ اور نگیندر کی صورت
دیکھ نہ سکی تھی۔ اسلئے وہ پہلے اُسے ہی
دیکھنے چلی۔ اور دل میں کہنے لگی۔ میں بس
گھر کے چار طرف پھرتی ہوں ممکن ہے
کہ میں اُسے کھڑکی میں۔ محل میں باغ
میں یا کہیں دیکھوں۔ نگیندر کی عادت
بہت سویرے اٹھنے کی تھی۔ اور کندا
کو یقین تھا کہ وہ اُسے ضرور دکھائی
دیگا جسکے بعد اسکا ارادہ پھر ہیرا کے گھر
چلی جانیکا تھا۔ مگر جب مکان کے قریب
پہنچی تو اُسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ نہ تو
راہ میں۔ نہ چھت پر اور نہ کھڑکی میں
نگیندر اُسے دکھائی دیا۔ کندا نے پہلے
سوچا کہ وہ شاید ابھی نہیں اٹھا بہتر ہے
کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤں اور اسکا انتظار
کروں

وہ درختوں کے نیچے چپ چاپ
بیٹھ گئی پتے زمین پر گرتے سنائی دیتے
تھے - پرندے گاہے بہ گاہے پھڑپھڑا رہے تھے
اور وقتاً فوقتاً پہرہ والے کی آواز بیدار
باش! سنائی دیتی تھی آخر کار نسیم چلنے
لگی اور صبح کے آثار دکھائی دینے
لگے پپیہے نے راگ شروع کیا - اسی وقت
کوئل نے بھی آواز نکالی - اور دیگر پرندوں
کی ہنگور سنائی دینے لگی جوں جوں
صبح نزدیک ہونے لگی - گندا مایوس
ہونے لگی - کیونکہ وہ زیادہ دیر وہاں
بیٹھ نہیں سکتی تھی - مبادا کوئی اوسے
دیکھ نہ لے - وہ اوٹھکر واپس جانے ہی
کو تھی کہ اسے اور خیال سوجھا - اندر
کے باغیچہ میں نگیندر ہوا خوری کے
لیے ٹہلا کرتا تھا - اوسنے سمجھا غالباً
وہ وہاں ٹہل رہا ہوگا - اور اگر ایسا
ہو تو گندا اوسے دیکھے بدون واپس جانا
نہیں چاہتی - مگر باغیچہ کی دیوار بڑی
اونچی تھی - اور جب تک دروازہ نہ کھلے
اندر کوئی نہیں جا سکتا تھا -

گندا ادہر گئی - تو دروازہ کھلا پایا جرأت
کرکے اندر چلی گئی - اور ایک بڑے
درخت کی آڑ میں چھپ گئی - اوسے نگیندر
کی صورت تو دکھائی نہ دی - مگر کسی کو
سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھے ہوئے دیکھا
اوسنے یہی سمجھا کہ نگیندر ہے وہ آگے بڑھی
اسکی بدقسمتی سے سویا ہوا شخص اوٹھ کھڑا ہوا
اور گندا کی طرف بڑھا - افسوس یہ نگیندر
نہیں تھا - بلکہ سورج مکھی تھی - گندا دہشت
کھا کر ششدر رہ گئی - اسکا قدم وہیں
جم گیا سورج مکھی اس وقت پہول چن رہی
تھی - جہاں وہ اوس درخت کے قریب
آئی جہاں گندا تھی تو وہ پکار اٹھی دور تو
کون ہے؟

گندا دہشت کی ماری کچھ نہ بول سکی اور
سورج مکھی نے آگے بڑھکر اسے پہچان لیا
اور کہا - "کیا تو گندا نہیں ہے؟"

گندا نے اب بھی جواب نہ دیا - اور
چپ چاپ حیرت زدہ کھڑی رہی جبکہ
سورج مکھی نے اسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور
کہا - "ڈرو نہیں میں تمہیں کچھ نہ کہونگی"

اور اُسے اندر لیگئی

انیسوان باب

ذلت

جس دن کند انندنی سورج مکہی کے پاس پہونچی۔ اسی رات دبندر بابو ہیرا کے گھر آیا۔ اِس نے بہیس بدلا ہوا تہا۔ اور شراب پی ہوئی تہی۔ اِس نے آتی ہی دونو جہونپڑیون مین نظر کی۔ مگر کند کو نہ پایا۔ ہیرا ساڑہی منہ پر لیئے اُسپر ہنس رہی تھی۔

دبندر۔ (تنگ ہوکر) تو کیون ہنستی ہے؟"

ہیرا۔ "تمہاری ناکامی پر۔ چڑیا پرواز کرگئی"

دبندر۔ وہ کسطرح بہاگ گئی۔؟

ہیرا۔ علی الصباح کھین نکل گئی۔ مین اُسے ہرطرف ڈہونڈہ آئی۔ مگر کچھ پتہ نہ ملا۔ وہ دت کے گھر جا پہونچی ہے اور وہان اُسکی خاطرداری ہورہی ہے"

دبندر سخت مایوس ہوا۔ اور وہان زیادہ دیر ٹہرنا نہین چاہتا تہا۔ مگر کچھ دیر حالات سننے کی خاطر اس نے آسمان کی طرف نظر کی۔ اور بادل دیکھکر کہا بارش ہوا چاہتی ہے"۔

ہیرا کا ہی منشا تہا کہ دبندر کچھ دیر ٹہیرے۔ مگر وہ عورت تہی اور تنہا رہتی تہی۔ رات کا وقت تہا۔ وہ کس طرح اپنے منہ سے ایک غیر مرد کو ٹہیرنے کے لئے کہہ سکتی تہی۔ اگر ایسا کرتی تو وہ ذلیل سمجہی جاتی مگر افسوس ذلت اوسکی نصیب مین تہی۔

دبندر۔ کیا تمہارے ہان کوئی چہاتا ہے؟ (وہان اِس قسم کی کوئی چیز نہ تہی) اگر مین یہان ٹہیرون تو کچھ اعتراض تو نہ ہوگا؟

ہیرا۔ بیشک لوگ اعتراض تو کرینگے مگر جو کچھ ہونا تہا۔ وہ ہوچکا تمہارا یہان آنا ہی لوگون کے اعتراض کے لئے کافی ہے"

دبندر۔ سو کیا مین یہان بیٹھ سکتا ہون؟

ہیرا نے جواب تو نہ دیا مگر اُسکے بیٹھنے
کے لیئے جگہ بتادی - اور حقہ بھر کر اُسکے
آگے رکھدیا - وبندر نے شراب کی بوتل
جیب مین سے نکالی - اور بلا تامل پی گیا
نشہ جو چڑھا تو ہیرا اُسکی آنکھون
مین بہا گئی اور اوسکی آنکھین اُسے
خوبصورت دکہائی دینے لگین - فی الحقیقت
ہیرا کی آنکھین خوبصورت تہین - اُسنے کہا
ہیرا! تیری آنکھون مین جادو بھرا ہوا
ہے - ہیرا مُسکرائی - اُسوقت وبندر کو
ایک کونے مین ایک ٹوٹی ہوئی سرنگی
دکہائی دی اُسے اُٹہاکر اُس نے کہا -
یہہ سرنگی تمنے کہان سے لی ہے؟
ہیرا - مینے ایک فقیر سے مول لی تہی
وبندر اُسے بجا کر گانے لگا - ہیرا کی آنکھین
اب زور زور سے چمکنے لگین - اور
وبندر کی حالت بالکل بدل گئی وہ
شراب کے نشہ مین مست ہو رہی تہی
اور اسے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ وبندر
دنیا کا شوہر ہے اور وہ اسکی بی بی
ہے اور خدا نے ان دونو کو ایک
دوسرے کے لیئے پیدا کیا ہے - وبندر
اسکے چہرہ سے تاڑ گیا - کہ ہیرا کے
دل مین کیا گذر رہا تہا جو کچھہ اُسکے
دل مین تہا اُسکی آنکھون سے ظاہر ہوتا
تہا - مگر ہیرا جلد اس نشہ سے بیدار
ہوئی -

ہیرا - (ہنسکر) میرے گہر سے نکل جاؤ"

وبندر (حیران ہوکر) ہیرا کیا
معاملہ ہے؟

ہیرا - تم میرے گہر سے نکل جاؤ نہین
تو مین چلی جاؤنگی"

وبندر - تم مجھے کیون نکالتے ہو؟

ہیرا - جاؤ - جاؤ - نہین تو مین کسی اور
آدمی کو بلاؤنگی - تم مجھے کیون ہلاک
کرتے ہو؟

وبندر - کیا عورت کا یہی خاصہ ہے؟

ہیرا - (غصہ مین) عورت کا خاصہ برا
نہین بلکہ تم جیسے آدمیون کا خاصہ برا
ہے - تمہارا کوئی مذہب نہین تمہین
دوسرون کی مصیبت کی کچھہ پروا
نہین - تم صرف اپنی خوشی کی خواستگار

ہو۔ اور عورتون کو ہلاک کرتے ہو ہین تو تم کیون میرے گھر بیٹھے ہوئے ہو؟ کیا تمہارا ارادہ مجھے ہلاک کرنیکا نہین ہے؟ تمنے مجھے بازاری سمجھا ہے۔ نہین تو تم یہان بیٹھنے کی جرأت نہ کرتے۔ مگر مین بازاری نہین ہون۔ مین ایک غریب عورت ہون۔ اور محنت کرکے پیٹ پالتی ہون مجھے ان بدکاریون کے لیئے فرصت نہین۔ اگر مین کہین دولتمند ہوتی۔ تو مین نہین کہہ سکتی کہ کسطرح ہوتا۔ (روبندر رنجیدہ ہوا اُسے ہیرا نرم ہوکر کہنے لگی) تمہاری خوبصورتی نے مجھے بیوقوف بنا دیا۔ مگر تم مجھے بازاری نہین خیال کرسکتے۔ تمہارے دیدار سے مجھے خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہی وجہ تھی کہ مینے تمہین یہان بیٹھنے سے منع کیا۔ بیشک مین تمہین منع نہین کرسکی تو تمہین یہان بیٹھنا لازم نہ تھا؟ تم بڑے شریر ہو تم مجھے ہلاک کرنے کے لیئے میرے گھر آئے اب جلد چلے جاؤ۔

(ربندر ربراندی چڑھا کر) بہت خوب ہیرا تمنے نہایت عمدہ تقریر کی کیا تم ہمارے برہمہ سماج مین لکچر دوگی؟

ہیرا۔ (اس تمسخر سے ناراض ہوکر) مین تمہارا تمسخر برداشت نہین کرسکتی۔ اگر تمہارے جیسے بڑے آدمی کے ساتھ میری محبت ہو تو بھی مین ہنسی مین نہین اُڑائی جاسکتی۔ مین نیکوکار نہین ہون نہ مین سمجھتی ہون نیکی کیا ہے۔ میرا دل اس طرف مائل بھی نہین مگر اس بات کی دلیل کہ مین بازاری نہین ہون یہ ہے کہ مین اپنے چال چلن پر دھبہ عائد ہونے نہ دونگی اگر تمہین میری ذرا بھی محبت ہوتی تو مجھے اسکی ضرورت نہ پڑتی۔ مین پھر کہتی ہون کہ مین نیک نہین ہون۔ مین تمہاری محبت کے مقابل بدنامی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتی مگر تم مجھے پیار نہین کرتے پھر مین کیون بدنامی اُٹھاؤن۔ کس غرض کے لیئے مین اپنی خودمختاری چھوڑ دون اگر ایک جوان عورت تمہارے پہندے

مین پہنسے تو تم اُسے جانے نہین دوگی اور اگر مین بہی تمہاری پرستش شروع کر دون۔ تو تم منظور کرو گے۔ مگر تم مجہے بہول جاؤ گے اور اگر یاد بھی کرو گے تو دوستون کے سامنے مجہے پہ ہنسی اوڑاؤ گے۔ پہر کس لیئے مین تمہاری تابعدار ہون اگر ایسا دن آیا۔ کہ تم مجھے محبت کرنی سیکھے۔ تو مین تمہاری لونڈی ہوجاؤنگی۔

دبندر۔ پہر ہیرا کی محبت اِس طرح اسکا ہوگئی۔ اور دل مین کہنے لگا۔ "خوب اب دیکھو تمہین کیسے ناچ نچاتا ہون۔ اب تمہارے ذریعہ بھی اپنا کام نکالا کرونگا"

انہین خیالات پر دبندر سوچتا ہوا چلا گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دبند ابہی تک ہیرا کے حال سے پورا با خبر نہ تہا۔

بیسوان باب

خوشخبری

دوپہر کا وقت تہا۔ سرتش بابو دفتر مین تھا مگر گھر کے آدمی کہانا کہانے کے بعد استراحت فرما رہے تھے کمل مانی اپنے سونے کے کمرہ مین بیٹھی ہوئی غالیچہ سی رہی تہی۔ ستیش بابو کے سوا اسکے پاس کوئی نہین۔ وہ بہی اپنی کہیلون مین مصروف تھا۔ پہلے تو وہ مان کی اواز کی طرف جہپٹا۔ مگر اوسے محفوظ پاکر مٹی کے کھلونے کا سر چوسنے لگا۔ اوس سے کچھ فاصلے پر ایک بلی بچے پہیلائے ہوئی دونون کو دیکھ رہی تہی۔ اوسکی وضع سنجیدہ تہی اور اسکے چہرہ سے متانت اور دانائی کے آثار دکہائی دے رہے تھے۔ غالباً وہ یہ سوچ رہی تہی کہ انسانی مخلوق کی حالت بڑی خطرناک ہے۔ ہمیشہ غالیچہ سینے مٹی کے کہلونوں سے کہیلنے اور اسی قسم کے فضول کامون مین مصروف رہتے ہین۔

اِنکے خیالات نیک کامون کی طرف متوجہ نہین ہوتے اور نہ بلیون کے لیئے عمدہ خوراک طیار کرنے کی طرف مائل ہوتے ہین۔ بعد ازین انکا کیا حال ہوگا۔ سامنے کی دیوار پہ ایک چہپکلی مکہیون کی گہات مین لگ رہی

تھی - ایک تتلی کمرے مین اڑ رہی تھی اور جس جگہہ ستیش بابو مٹھائی کہا رہا تھا - وہان تو مکھیون کا ہجوم لگ رہا تھا - چیونٹیان اپنا حصہ لینے کے لیئے جمع ہو رہی تھین - چند خطون مین چھپکلی شکار نہ پاکر اور طرف چلی گئی - بلی بہی بنی آدم کی حالت سنوارنے کی کوئی راہ نہ پاکر ٹھنڈی سانس بہر کر چلی گئی تتلی بہی پر مار کر کمرہ مین سے باہر نکل گئی - اور کمل مانی نے کام سے تھک کر کام ہاتھ سے چھوڑ دیا اور ستیش بابو کے ساتھ باتین کرنے لگی -

کمل مانی - اوہ ساتو بابو! کیا تو بتا سکتا ہے کہ لوگ دفتر مین کیون جاتے ہین ؟

ستیش - سی - لی - بی -

کمل دیکھو "خبردار دفتر مین کبھی نہ جانا"

ستیش - "نا - نا"

کمل - "نا نا سے تمہاری کیا مراد ہے"

تمہین نانا کے لیئے دفتر مین نہین جانا چاہیئے - خبردار کبھی مت جاؤ نہین تو ہبو دوپہر ہوتے ہی رونا شروع کردیگی - ستیش بابو ہبو کی لفظ کو سمجھتا تھا کمل مانی اُسے چپ کرانے کے لیئے اکثر کہا کرتی تھی ہبو آجائے گی اور تمہین پیٹے گی

ستیش - "ہبو پیٹے گی"

کمل - "خوب یاد رکھو - اگر تو دفتر مین گیا - تو ہبو تجھے ماریگی"

معلوم نہین کسقدر عرصہ تک یہ گفتگو شروع رہی - مگر اسیوقت ایک خادمہ آنکھین ملتی ہوئی آئی اور ایک چٹھی کمل مانی کے ہاتھہ دیگئی - کمل مانی نے دیکھا کہ چٹھی سورج مکھی کی ہے اُسنے اسے دو بار پڑھا اور حیران ہو کر بیٹھ گئی - اُسمین لکھا تھا - "خواہر عزیز" جس دن سے تم کلکتہ چلی گئی ہو تمنے مجھے بہلا دیا ہے - نہین تو کیا وجہ ہے کہ اب تک کوئی خط تمہاری طرف سے مجھے نہین پہونچا کیا تم نہین جانتین کہ

مجھے تمہارے خط کا ہمیشہ انتظار رہتا ہے
تم یہ سنکر خوش ہوگی۔ کہ گنیہ اکثر
واپس آ گئی ہے۔ علاوہ اسکے ایک
اور خوشخبری سناتی ہون کہ عنقریب
میرا شوہر گنیہ کے ساتھہ شادی کریگا۔
میںنے خود ہی شادی کا انتظام کیا ہے
شاستر مین ہے کہ ان کی شادی جایز
ہے۔ میرا اسمین کیا ہرج ہے؟ شادی
دو تین دن مین ہو جائے گی تم وقت
پر نہین پہونچ سکوگی نہین تو مین تمہین
ضرور بلاتی۔ اچھا اگر آ سکو۔ تو پہول سجا
کی رسم کے وقت آ جانا مین تمہین دیکھنے
کی آرزومند ہون۔

کمل مانی چٹھی پڑھ کر حیران ہوگی۔
اور اسکا مطلب نہ سمجھی اسپر وہ ستیش
بابو کے ساتھ کلام کرنے لگی جو اس وقت
ایک کتاب کتر رہا تھا۔ کمل مانی نے
اُسے چٹھی پڑھ سنائی اور کہا ستیش
بابو مجھے اسکے معنے بتاؤ۔ ستیش بابو
نا تو اپنی طرف جسکا دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا
اور اسکا دونہ پڑھنے مین مشغول ہوگیا

مگر جلد خط کو یاد کرکے کہنے لگی "یہہ کام
ستیش بابو کی لیاقت سے باہر ہے
مین اپنے وزیر کے ساتھہ مشورہ کرونگی
کیا وہ نہین آئے گا اُٹھو بجے مین
تنگ ہو رہی ہون"۔
مقررہ وقت پر سریش چندر دفتر سے
واپس آیا اور کپڑے بدلے کمل مانی
نے اُسکی ضروریات بہم پہونچا دین
اور آپ سامنے چارپائی پر چُپ چاپ
لیٹ رہی۔ سریش چندر یہ حالت دیکھکر
مسکرایا۔ اور حُقّہ سے مخاطب ہوکر کہنے
لگا۔ "اے حقہ! تیرے پیٹ مین ٹھنڈا
پانی ہے۔ اور سر پر آگ ہے۔ تو گواہ
رہو۔ اور اس ترش دے کہدے مجھہ سے
گفتگو کرے نہین تو مین گھنٹوں حقّہ پیتا
رہونگا"۔
کمل مانی۔ رہنے کر، تمہارے ساتھ گفتگو
کرنا عبث ہے۔ تم حقّہ مین مشغول ہو
بابت کسطرح سنوگے" یہہ کہکر اُسنے
حُقّہ اُٹھا دیا۔ اور سوریج کہی کی چٹھی۔
اسے دیکر کہا۔ اسکے معنے مجھے جلد بتاؤ۔

نہیں تو مَیں تمہاری تنخواہ کاٹ دونگی "

سریش - بلکہ بہتر ہے کہ ایک ماہ کی مجھے پیشگی دیدو نہیں تو مَیں معنے نہیں بتاؤنگا "

کمل مانی نے سریش کے مُنہ کے ساتھ مُنہ ملا دیا اور سریش نے اپنی تنخواہ پیشگی لے لی - پھر چٹھی کھولی اور پڑھکر کہا یہ مذاق ہے -

کمل مانی "چٹھی یا تمہارا کہنا ؟"

سریش "چٹھی"

کمل مانی "میں آج تمہیں موقوف کرونگی - تم میں ذرا عقل نہیں - کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک عورت اسطرح کا مذاق کرسکتی ہے ؟"

سریش "یہ ناممکن ہے کہ یہ سچ ہو"

کمل مانی "مجھے فکر ہے کہ یہ سچ ہے - ہے"

سریش "یہ کس طرح سچ ہے "

کمل مانی "مجھے خوب یاد ہے کہ میرا بھائی اس شادی پر زور دے رہا ہے "

سریش چندر - (تامل کے بعد) میں اسے تمام وکمال نہیں سمجھ سکتا - تم کیا کہتی ہو ؟ کیا مَیں نگیندر کو لکھوں ؟"

کمل مانی نے رضامندی ظاہر کی اور سریش چندر نے چٹھی لکھی اس چٹھی کا جواب نگیندر نے یہہ دیا "بھائی مجھ سے نفرت نہ کر - مگر اس التجا کا کیا فایدہ ہے ؟ جو حقیر ہے - اُسے حقیر سمجھا جائیگا - مَیں ضرور یہ شادی کرونگا - اگر مجھے ساری دُنیا چھوڑدی تو بھی مَیں اس شادی سے باز نہیں رہونگا - نہیں تو مَیں پاگل ہوجاؤنگا اور اب بھی مَیں دیوانہ پن کے قریب ہوں - تمہارے لئے مجھے اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کرنا فضول ہے لیکن اگر تم بحث کرنا چاہو - تو میں تیار ہوں - اگر کوئی شخص بیوگان کی شادی کو ناجائز قرار دے تو مَیں اُسے یہ کہوں گا کہ ودیا ساگر کا رسالہ پڑھے - جب ایسا عالم د

فاضل شخص قرار دیتا ہے۔ کہ بیوگان
کی شادی شاستر میں جائز ہے۔ تو
کون اوس کی تردید کر سکتا ہے۔
اگر تم یہ کہو کہ گو شاستر میں جائز ہے
مگر سوسائٹی میں اس کا رواج نہیں۔
اور یہ کہ اگر میں ایسا کرونگا۔ تو
برادری سے خارج کیا جاؤنگا۔
تو میرا جواب یہہ ہے کہ کون مجھے
گوندپور میں برادری سے خارج
کر سکیگا؟ یہان برادری کا سرگروہ
مَیں ہوں۔ مجھے اس سے کون
نکال سکتا ہے؟ مگر پھر بھی تم لوگون
کی خاطر میں شادی مخفی طور پر کرونگا
اور کسی کو اوسکی اطلاع تک نہ ہوگی
تم کہتے ہو کہ دو شادیاں اخلاق کے
خلاف ہیں۔ بھائی تم کس طرح جانتے
ہو۔ کہ یہ فعل اخلاق کے خلاف ہے
تم نے یہ مسئلہ انگریزوں سے سیکھا
ہے۔ مگر ہندوستان میں ایسا خیال
نہیں کیا جاتا۔ کیا انگریز ناقابل خطا
ہیں؟ انہوں نے یہ مسئلہ مسیحی

شریعت سے لیا ہے۔ مگر ہم مسیحی
شریعت کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے۔
پھر ہم کسطرح دو شادیون کو اخلاق
کے برخلاف کہ سکتے ہیں؟ تم شاید
یہ کہوگے۔ اگر ایک آدمی دو عورتیں
کر سکتا ہے۔ تو کیوں ایک عورت
دو خاوند نہیں کر سکتی۔ جواب یہ ہے۔
کہ عورت کے ایسا کرنے سے ایسی
قباحتیں پیدا ہونگی جو مرد کے ایسا
کرنے سے ہرگز نہیں ہوتیں۔ اگر
ایک عورت کے دو شوہر ہون۔ تو
ان کے بچون کا کوئی سرپرست نہوگا
اور یہ نہیں معلوم ہوگا کہ وہ کس مرد
کی اولاد ہیں۔ جب کہ ایک شوہر کی
دو عورتیں ہوں۔ تو یہ مشکل نہیں
پیدا ہوتی۔ اگر اس قسم کے اعتراض
پیش کروگے اور کہوگے کہ جس سے
لوگوں کو رنج پہونچے۔ وہ بات
اخلاق کے خلاف ہے۔ اگر تم یہ
خیال کرتے ہو کہ دو عورتوں کا رکھنا
اخلاق کے خلاف ہے۔ تو بتلاؤ اس

سے اوروں کو کیا رنج پہنچتا ہے ۔
تم غالباً میرے گھر کی بے مزگی پیش
کروگے ۔ مگر میں تمہیں اس کا جواب
دیتا ہوں کہ میں بے اولاد ہوں ۔ اب
اگر میں مرجاؤں تو میرا نام لیوا کوئی
نہ رہے گا اگر شادی کرلوں ۔ تو
مجھے اولاد کی امید ہوسکتی ہے ۔ کیا
یہ بات معقول نہیں ہے ؟ ہاں ایک
امر باقی ہے اور وہ یہہ ہے کہ میں
اپنی پیاری بیوی سورج مکھی کو ناراض
نہ کروں ۔ مگر اسکا جواب یہ ہے کہ سورج
مکھی ناراض نہیں ۔ اوس نے خود یہہ
انتظام کردیا ہے اور سرگرمی سے کوشش
کررہی ہے کہ اب کونسا اعتراض باقی
رہ گیا ہے اور مجھہ پر کیا الزام آسکتا
ہے ؟"

کمل مانی نے جب چٹھی پڑہی تو کہا ۔
" خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کس لحاظ سے
قصوروار ہوسکتا ہے ۔
وہ دہوکے میں ہے میں خیال کرتی
ہوں ۔ کہ مرد کچھہ نہیں سمجھتے ۔ خواہ
کچھہ ہی ہو ۔ میرے شوہر انتظام جلد
کرو ۔ ہم گووندپور جائینگے "

سرلیش " مگر کیا تم شادی کو روک
سکوگی ؟ "

کمل " اگر نہیں ۔ تو بہائی کے قدموں
میں مرجاؤنگی "

سرلیش " نہیں ایسا نہیں چاہیئے
بہتر ہو کہ ہم نئی بی بی کو یہاں لے
آئیں ۔ اچھا کوشش تو کریں "

اسپر دونوں نے سفر کی تیاری کی ۔
اور دوسرے دن کشتی میں سوار ہو کر
گووندپور پہنچ گئے ۔

گہاٹ پر کچھہ عورتیں پانی لینے آئی
ہوئی تہیں ۔ اور کمل مانی نے چاہا
کہ اون سے شادی کا احوال دریافت
کرے ۔ مگر مناسب نہ سمجھہ کر خاموش
رہی ۔ اور جلد جلد گھر آئی ۔ آتے
ہی سورج مکھی کو پوچھا اور معلوم
ہوا کہ وہ اپنے سونے کے کمرہ
میں ہے ۔ کمل مانی وہاں پہونچی
مگر سورج مکھی وہاں نہ تھی ۔ آخرش

ادہر ادوہر تلاش کرتے اوسی کہڑکی
میں سر جہکائے بیٹہے پایا۔ سورج مکہی
سرنگون تہی مگر جب پاؤں کی آہٹ
سُنی۔ تو اُٹہہ بیٹہی۔ اوس کے چہرے
کا رنگ زرد ہو رہا تہا۔ آنکہیں اندر
گہُس گئی ہوئی تہیں اور اوسکی حالت
ابتر ہو رہی تہی۔ کمل مالی سمجہی کہ
شادی ہو چکی ہے اور اُس نے پوچہا
"کب ہوئی؟" سورج مکہی نے افسوس
کے ساتہہ کہا۔ "کل"۔ پہر دونو بیٹہ
گئیں اور دونو رونے لگیں۔ اسوقت
نگیندر اپنی نشست گاہ میں بیٹہا ہوا
دل میں خوشی سے کہہ رہا تہا۔
"کندا اندنی! کندا میری ہے!
کندا میری بی بی ہے۔ کندا کندا
وہ بیشک میری ہے" سریش چندر
اوس کے پاس آیا مگر نگیندر
کچہہ نہ بولا اور دل ہی دل میں
کہنے لگا۔ "سورج مکہی نے خود میری شادی
کُندا کے ساتہہ کر دی ہے۔ اب
میری خوشی کا کون مزاحم ہو سکتا ہے؟"

اکیسواں باب

سورج مکہی اور کمل مالی

جب شام کو دونو نے دل پر قابو
پا یا اور رونا ختم ہوا تو سورج مکہی
نے کل واقعات شادی کے بیان کئے
کمل مالی۔ (حیران ہوکر) یہ شادی
تمہاری ہی کوشش سے ہوئی۔ تمنے
اپنی جان قربان کی!
سورج مکہی۔ میں کیا ہوں؟ ذرا
اپنے بہائی کے چہرے پر نظر کر۔ کس
خوشی سے چمک رہا ہے۔ اسے اس
شادی سے کسقدر خوشی حاصل
ہوئی ہے! اگر میری آنکہوں نے اُسے
خوش کیا تہا۔ تو کیا میری جان نے
اوسے نہیں خوش کیا؟ وہ خوش
نہ ہوتا۔ تو میرے لئے کیا خوشی تہی۔
میں تو مرجانا اچہا سمجہتی ہوں بہ نسبت
اس کے کہ اوسے ناخوش دیکہوں
میں اُسے ہر روز غمگین اور اندوہگین
دیکہتی تہی وہ تیار تہا کہ کہیں نکل جائے

پھر میرے لئے کون سی خوشی باقی رہ گئی تھی۔ میں نے اُس سے کہا۔ "میرے صاحب! تمہاری خوشی میں میری خوشی ہے اگر تم کنڈا سے شادی کرلو تو میں راضی ہوں"۔ اس پر اُس نے اُس سے شادی کرلی"۔

کمل ہانی۔ "اور کیا تو خوش ہے؟"

سورج مکھی۔ تو کیوں یہ سوال کرتی ہے؟ میں کیا ہوں؟ اگر میں اپنے شوہر کو پتھروں سے ٹھیس کھاتے دیکھتی تو اپنے آپ کو ملامت کرتی کہ میں نے کیوں اپنا جسم پتھروں پر نہ ڈال دیا۔ تاکہ اوس کے پاؤں کو پتھروں سے چوٹ نہ لگتی (تامل کے بعد) کمل کس ملک میں۔ عورتیں بچپن میں ہی مار ڈالی جاتی ہیں"۔

کمل ہانی۔ (اسکا مدعا سمجھکر) تمہیں اس سے کیا غرض؟ کہ کس ملک میں عورتیں بچپن میں ہی مار ڈالی جاتی ہیں ہر ایک کی قسمت میں جو لکھا ہے۔ وہی پیش آتا ہے۔

سورج مکھی۔ مگر مجھسے بڑھکر کون [illegible] قسمت تھی؟ مجھ سے بڑھ کر کون خوش نصیب تھی؟ اچھا کس کا شوہر میرے شوہر سے اچھا تھا۔؟ خوبصورتی اور دولت کو الگ رکھ نیک اوصاف میں کون اُس کا نظیر تھا؟ میری قسمت بڑی اچھی تھی اب کیوں کر پھوٹ گئی؟

کمل۔ "یہ بھی قسمت ہی ہے"۔

سورج مکھی۔ "پھر میں کیوں رنج اُٹھا رہی ہوں؟"

کمل۔ تم ابھی کہتی تھیں کہ شوہر کا خوش چہرہ دیکھ کر تم خوش ہو۔ اب تم رنج اُٹھانے کا ذکر کرتی ہو۔ کیا دونو باتیں درست ہیں۔؟"

سورج مکھی۔ "بیشک دونو درست ہیں۔ شوہر کی خوشی دیکھ کر تو میں خوش ہوں۔ مگر اوس نے مجھے دل سے نکال پھینکا ہے اور مجھے پھینک کر خوش ہو رہا ہے۔ اسی سے میرا دل جلتا ہے"۔

کمل بانی ”اسی سے تمہارا دل جلتا ہے۔ تو تم کیوں کہتی ہو۔ میں کیا ہوں؟ اول ہی سے تو تم ابتک اپنے حقوق کا خیال کر رہی ہو۔ نہیں تو اپنے آپ کو قربان کرکے کیوں پشیمان ہوتیں“

سورج ”میں پشیمان نہیں ہو رہی اس میں شبہ نہیں کہ جو کچھ میں نے کیا درست کیا۔ مگر مرنے میں دکھ بھی ہوا کرتا ہے میں نے سمجھا کہ مجھے ایسا کرنا چاہیئے اور میں نے کر دیا مگر اب کیا اس کئے پر تمہارے سامنے بھی نہ روؤں؟“ کمل بانی نے سورج مکھی کا چہرہ چھاتی سے لگا لیا اور دونو پھر رونے لگیں۔ پہلے تو وہ زبان سے باتیں کر رہی تھیں۔ اب دل سے کرنے لگیں۔ کمل بانی کا دل خوب سمجھتا تھا کہ سورج مکھی کی حالت کیسی مصیبت زدہ ہے اور وہ کس رنج میں ہے؟ سورج مکھی کا دل گواہی دے رہا تھا۔ کہ کمل بانی اس کی مصیبت کی قدر کر رہی ہے۔

جب رونا ختم ہوا تو سورج مکھی نے اپنا حال الگ رکھکر ستیش بابو اور سرشیں چندر کا حال پوچھا اور اسیطرح مختلف باتیں ہوتی رہیں پھر ستیش کو گود میں لیکر پیار کیا اور کہا مجھے اور کوئی دعا دینی تو آتی نہیں صرف یہ دیتی ہوں کہ خدا تمہیں اپنے ماموں کی سی فراست اور نیک اوصاف دے۔ کمل بانی نے اس دعا دینے سے کچھ اور سمجھا اور حیران ہو کر کہا بہو۔ تیرے دل میں کیا ہے۔ مجھے کہدو“

سورج مکھی ”کچھ نہیں۔“

کمل ”مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ۔“

سورج ”چھپانے کی کوئی بات نہیں۔“

کمل بانی مطمئن ہو کر چلی گئی۔ مگر سورج مکھی نے عمداً دل کا راز چھپا رکھا تھا۔ جو صبح کمل بانی پر ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ کمل بانی صبح کو سورج مکھی کے سونے کے کمرہ میں آئی۔ تو اوسے وہاں نہ پایا اور ایک چٹھی

اوس کے بستر سے پر پڑی ہوئی دکھائی
دی۔ کمل مانی کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ تاڑ
گئی۔ کہ سوج کہیں بھاگ گئی۔ پیشانی
پر ہاتھ ملکر وہ بستر سے پر بیٹھ گئی اور
کہنے لگی "میں بڑی بیوقوف تھی۔ کہ
کل رات اوس سے جدا ہوتے وقت
یونہی مطمئن ہوگئی۔ میرا شبہ درست
تھا"۔ ستیش بابو بھی جوما کی خوشی
اور رنج کا شریک تھا۔ اوس کے ساتھ
رونے لگا۔ آخر کار کمل مانی نے چٹھی
کھولی اور پڑھا۔

"جس دن میں نے اپنے شوہر سے
سنا کہ وہ کندا مندنی کے لئے مرا
جاتا ہے اور عنقریب پاگل خانہ
میں چلا جائیگا۔ اوس دن سے میں نے
یہ ارادہ کرلیا۔ کہ اگر کندا مجھے ملجائے
تو اوس سے اپنے شوہر کی شادی کردونگی
اور جب شادی ہو جائیگی تو آپ گھر
چھوڑ کر کہیں چلی جاؤنگی۔ کیونکہ میں
اپنے شوہر کو کندا مندنی کا شوہر دیکھکر
برداشت نہیں کر سکونگی اور میں نے
سب کچھہ کردیا ہے"
میرا ارادہ تو یہہ تھا کہ جس دن شادی
ہو۔ اُسی دن نکل جاؤں۔ مگر میری
یہ خواہش تھی۔ کہ ذرا اپنے شوہر کی
خوشی بھی دیکھ لوں۔ اور ماسوائے
اس کے تمہیں بھی ایک دفعہ دیکھ لوں
سو یہ خواہش پوری ہوگئی ہیں۔
اور میں چلی گئی ہوں"
"جس وقت تمہیں یہ چٹھی ملیگی۔ میں
تم سے بہت دور ہونگی۔ میں نے
تمہیں یہ راز اس لئے نہیں بتایا تھا۔
کہ تم مجھے نہیں جانے دوگی۔ اب
میں ایک بات کی تم سے آرزو کرتی
ہوں اور وہ یہہ کہ میری جستجو نہ
نہ کرنا۔ مجھے امید نہیں کہ میں
پھر تمہیں دیکھ سکوں گی۔ جبتک
کندا وہاں ہے۔ میں نہیں آؤنگی۔
اور میری تلاش بھی کروگے تو مجھے
نہ پاؤگے۔ اب میں ایک غریب
آوارہ خانماں ہوں۔ فقیر کے لباس
میں در بدر پھرونگی۔ ٹکڑے مانگ کر

گذارہ کرونگی - میں چاہتی تو کچھ نقدی
ساتھ لے آتی - مگر میں نے ایسا پسند
نہیں کیا - جب شوہر چھوڑ دیا تو اُس
کے روپیہ سے کیا واسطہ رہا - میرا ایک
کام ضرور کر دینا - وہ یہ کہ میری طرف
سے میرے شوہر کو جھک کر سلام کرنا -
میں نے اُن سے بھی خط لکھنے کی کوشش
کی تھی - مگر نہ لکھہ سکی - آنسوؤں کیوجہ
سے میری آنکھیں تاریک ہو گئیں -
اور کاغذ خراب ہو گیا - جو کچھہ میرے
دل میں ہے وہ کاغذ پر مجھہ سے
نہیں لکھا جا سکتا - خیر اُن سے میرے
چلے جانے کی اطلاع دیدینا - اور یہ
بھی کہ دینا کہ میں غصہ سے نہیں گئی -
میں اس سے ناراض نہیں ہون - کیا
میں اُس سے ناراض ہو سکتی ہوں - جسے
دیکھ کر باغ باغ ہوتی ہوں - جس اس
قدر میں پیار کرتی ہوں اور جسکی میں
تادم حیات غلام رہونگی - میں کبھی
اس کا نیک برتاؤ فراموش نہیں کر سکتی -
کبھی نہیں - اس قدر اوصاف حمیدہ نہیں
ہیں - اگر ایک قصور پر اُس کے سارے
نیک اوصاف فراموش کر دوں - تو
میں اُس کی عورت ہونے کے
لائق نہیں ہوں - میں اُسے آخری
الوداع کہتی ہوں - اور یہ کہتی ہوں
جو کچھہ میرا تھا - اوس سے دست بردار
ہوتی ہوں - تم سے بھی میں آخری
الوداع کہتی ہوں - اور تمہیں دُعا
دیتی ہوں کہ تمہارا شوہر اور بیٹا
ہمیشہ زندہ رہے - تم ہمیشہ خوش
رہو اور ایک اور دعا دیتی ہوں -
جو مجھے کسی نے نہیں دی - وہ یہہ
کہ جسدن تمہارا شوہر تمسے محبت
ترک کر دے - اُسی دن تو مر جائے"

بائیسواں باب

زہریلا درخت کیا ہے؟

زہریلا درخت جسکی پیدائش کا
تذکرہ ہمنے بیج سے لیکر پہل پیدا
ہونے تک کیا ہے - ہر ایک گھر میں

پایا جاتا ہے۔ اس کا بیج ہر ایک کھیت
میں بویا جاتا ہے۔ کوئی انسان نہیں
خواہ وہ کس قدر دانا کیوں نہ ہو جس کے
دل میں بغض حسد اور خواہش کا جوش
نہ اُٹھے۔ مگر بعض ایسے ہیں۔ جو اس جوش
کو شروع میں ہی دبا دیتے ہیں اور اس
پر غالب آجاتے ہیں۔ وہی بڑے آدمی
کہلاتے ہیں بعض کو یہ طاقت حاصل
نہیں ہوتی۔ اور وہاں زہریلا درخت
اُگنا شروع ہو جاتا ہے سلف کنٹرول
(اپنے آپ پر قادر رہنا) کی عدم موجودگی
اس زہریلے درخت کا تخم ہے اور یہی
اوس کے بڑھنے کا موجب ہے۔ یہ درخت
بڑا مضبوط ہوتا ہے۔ ایکدفعہ اوس نے
جڑہ پکڑلی تو پھر اوس کا اوکھاڑنا محال
ہو جاتا ہے۔ اسکی صورت دیکھنے میں
خوشنما ہے دور سے اس کے رنگ
برنگ کے پھول اور کلیاں آنکھ کو اچھی
معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اوس کا پھل مہلک
ہوتا ہے۔ جو کھاتا ہے مرجاتا ہے۔
مختلف سرزمینوں میں زہریلا درخت
مختلف پھل لاتا ہے۔ بعض طبیعتوں
میں غم۔ بعض جگہ بیماری اور بعض جگہ
اور پھل لاتا ہے۔ جو شخص اس پر غالب
آنیکے کے لئے استقلال اور طاقت
کی ضرورت ہوتی ہے۔ طاقت تو
فطرتی ہونی چاہیئے۔ مگر استقلال
کی تربیت ہونی چاہیئے۔ تربیت
کا اثر فطرت پر بھی جا پڑتا ہے۔
اس لئے تربیت سلف کنٹرول کی
جڑہ ہے۔ میری مراد اُس تربیت سے
نہیں جو مدرسوں کے اوستاد دیا کرتے
ہیں۔ مگر دل کا نہایت کامل اوستاد
تحمل اور برداشت ہے۔ نگیندر
نے یہ تعلیم نہیں پائی تھی۔ خدا نے
ابتدا ہی میں اوسے ہر طرح کی خوشی
کا مالک بنا دیا تھا۔ شکل خوبصورت۔
بے شمار دولت۔ جسمی صحت۔ دنیاوی
تعلیم۔ ہر دلعزیزی۔ خدمتگذار عورت
یہ ساری چیزیں ایک آدمی کو بمشکل
نصیب ہوتی ہیں۔ مگر نگیندر کو قدرت
نے سب کچھ عطا کر رکھا تھا۔ سب سے

ضروری بات یہ ہے کہ نگیندر خوش مزاج تھا۔ وہ راست باز صادق مگر زندہ دل تھا۔ وہ فیاض مگر منصف تھا وہ سخی مگر دور اندیش تھا۔ وہ محبت کرنے والا مگر اپنے فرض کا پابند تھا۔ ماں باپ کی زندگی میں وہ ان سب اوصاف کا مالک رہا۔ عورت کے ساتھ محبت دوستوں کے ساتھ اوسے الفت تھی۔ نوکروں پر مہربان۔ بیکسوں پر رحمدل۔ دشمن پر فیاض۔ صلاح میں دانا۔ معاملہ میں معتبر گفتگو میں نرم اور مذاق میں زندہ دل تھا۔ ایسی فطرت کا طبعی اجر انتہا درجہ کی خوشی تھا۔ بچپن سے ہی نگیندر گھر میں معزز باہر نامور تھا۔ خدمت گار نوکر چاکر اوس کے ہمراہ رہتے تھے۔ اگر اس قدر خوشی اسے میسر نہ ہوتی۔ تو وہ شاید رنج میں نہ پڑتا اور اگر اسے زیادہ رنج نہ ہوتا تو وہ اپنا جوش دبانے کی کوشش نہ کرتا۔ کند اپر آنکھ ڈالنے سے پیشتر وہ اس علم سے آگاہ نہ تھا۔ وہ اس منزل سے محض نا آشنا تھا۔ اور

اس لئے وہ جوش ضبط کرنیکی ضرورت سے واقف نہ تھا اور جب مخالف کنٹرول کا وقت آیا۔ تو دل میں ضبط کی طاقت ہی نہ تھی۔ انتہا درجہ کی خوشی اکثر رنج کا باعث ہوتی ہے۔ اور جب تک رنج نہ ہو۔ خوشی کی قدر نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ نگیندر بے قصور تھا۔ نہیں اس نے بڑا قصور کیا تھا۔ اور لب دوکی پاداش بھی اُسے بھگتنی پڑی۔

تیسواں باب

جستجو

اس بات کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ جب سورج مکھی کے بھاگ جانے کی خبر گھر میں پھیل گئی تو کثرت لوگ اسکی تلاش میں بھیجے گئے۔ نگیندر۔ سریش چندر۔ اور کمل منی نے چار طرف آدمی دوڑا دیئے۔ مرد عورتوں سبنے پانی

کے گھوڑے جو وہ گھاٹ سے لا رہی تھیں۔ پھینک دیئے اور تلاش میں چلی گئیں۔ ہندوستانی دربان لاٹھیاں لئے دوڑے گئے۔ خانساموں تولیا کندھے پر ڈالے اور چاندی زنجیر کمر میں پہنے۔ بالکہ کی جستجو میں نکلے اور بعض رشتہ دار گاڑیوں پر سوار ہو کر گئے۔ اور گاؤں والے گھاٹ کیطرف جا نکلے۔ بعض درخت کے نیچے بیٹھکر کونسل کرنے لگے اور بعض مختلف مقامات ڈھونڈنے لگے۔ گاؤں کے لڑکے بھی اودھر اودھر دوڑتے پھرتے تھے انہیں یہ ہی خوشی تھی کہ مدرسہ جانے سے بچ گئے۔ پہلے تو سریش چندر اور کمل مانی نے نگیندر کو یہ تسلی دی کہ اُسے چلنے کی مطلق عادت نہیں۔ کہاں تک چلی جائیگی۔ بڑی بہادری کی تو ایک میل یا دو میل کہیں قریب ہی بیٹھی ہوگی اور ابھی آجائیگی"۔

مگر جب دو تین گھنٹے گذر گئے اور سورج مکھی نہ آئی تو نگیندر خود ڈھونڈنے لگا۔ دھوپ میں کچھ دیر پھرتا رہا۔ مگر آخر ایک جگہ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ "میں تو یہاں پھر رہا ہوں اور وہ کوئی شبہ نہیں کب کی گھر میں پہونچ گئی ہوگی۔ اس پر وہ گھر آگیا۔ مگر کوئی خبر نہ پاکر پھر باہر نکلا۔ اور اسی طرح دن گذر گیا۔ فی الواقع سریش چندر نے سچ کہا تھا۔ سورج مکھی پیادہ کبھی نہ چلی تھی اور کہاں تک جاسکتی تھی۔ گھر سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ایک آم کے درخت کے نیچے ایک تالاب کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ ایک خانساماں جو عورتوں کے محل میں آیا جایا کرتا تھا۔ اوسے ڈھونڈتا ہوا وہاں آنکلا۔ اوسے پہچان کر کہنے لگا "کیا آپ گھر نہیں چلینگی"؟ سورج مکھی نے جواب نہ دیا۔ اوس نے پھر کہا "میں آپ کی منت

کرتا ہوں کہ گھر میں تنا ظلم ہوا ہوتا ہے

سورج مکھی (غصہ ہوکر) تو کون مجھے بیچا نیوالا ہے ؟

خانساماں ڈر گیا۔ مگر وہیں کھڑا رہا اور سورج مکھی نے کہا۔ اگر تم یہاں سے نہیں جاؤگے۔ میں تالاب میں کود کر جان دیدونگی ؟ خانساماں ناچار مجبور ہوکر واپس چلا گیا اور نگیندر کو اطلاع دی۔ نگیندر پالکی لیکر وہاں آیا مگر سورج مکھی کو نہ پایا۔ اوس نے اودہر اودھر تلاش کی مگر کچھہ پتہ نہ ملا سورج مکھی وہاں سے نکلکر جنگل میں چلی گئی تھی۔ ایک بوڑہی عورت لکڑیاں چنتی ہوئی اوس سے دوچار ہوئی۔ اوس نے سن رکھا تہا کہ جو شخص سورج مکھی کو ڈہونڈ کر گھر لائیگا اُسے انعام ملیگا۔

بوڑہی عورت۔ کیا تو ہماری مالکہ نہیں ہے

سورج مکھی۔ ”نہیں مائی“

بوڑہی ”نہیں تو ہی ہماری مالکہ ہے

سورج مکھی ”تمہاری مالکہ کون ہے ؟

بوڑہی۔ اور کون ہے بابو کی عورت“

سورج مکھی ”تو کیا میں نے کوئی زیور پہنا ہوا ہے جس سے میں بابو کے گھر کی عورت معلوم ہوتی ہوں“

بوڑہی۔ بیشک یہ درست ہے تو ہماری مالکہ نہیں ہے“

اسیطرح دن گذر گیا۔ رات کو بھی کچھہ پتہ نہ لگا۔ دو دن اور بھی گذر گئے۔ مگر تلاش برابر جاری تھی۔ مردوں میں سے شاذ ونادر ہی کسی نے سورج مکھی کا چہرہ دیکھا ہوا تہا۔ اس لئے وہ جس عورت کو پاتے۔ سورج مکھی سمجھکر نگیندر کے پاس لے آتے۔ یہانتک کہ معزز اشخاص کی لڑکیاں ڈر کے مارے گھاٹ پر جانے سے باز رہیں۔ کیونکہ اگر نوکر کسی کی عورت کو دیکھہ پاتے تو اوس کے پاس

آجاتے اور کہتے ٹھاکرانی گھر چلو"

اور اُسے پانی بھرنے سے روک کر پالکی میں بٹھاتے - اور نگیندر کے پاس اٹھالاتے - بہت سی عورتیں جو پالکی کی سواری کی مشتاق تھیں موقعہ غنیمت سمجھ کر چپ چاپ سوار ہو جاتیں - غرض اس طرح شور مچا رہا -

سریش چندر زیادہ دن وہاں نہیں ٹھیر سکا تھا - وہ جلد کلکتہ چلا گیا - اور وہاں سورج مکھی کی تلاش کرنے لگا - کمل بابی گووندپور میں ہی رہی - اور سورج مکھی کی تلاش کرنے لگی "

چوبیسواں باب

ہر قسم کی خوشی مفقود ہو رہی ہے

وہ خوشی جس کی کندانندنی کو کوئی امید نہ تھی - اسے حاصل ہو گئی - اب وہ نگیندر کی بی بی ہے اور شادی کے دن اوس نے دل میں کہا تھا "یہ خوشی بے انتہا ہے - یہ کبھی ختم نہ ہوگی" تاہم سورج مکھی کے بھاگ جانے کے بعد کندا پشیمان ہوئی - وہ دل میں کہنے لگی "سورج مکھی نے مصیبت کے وقت میری دستگیری کی تھی - اگر وہ میری امداد نہ کرتی - تو میں بے کسی کی حالت میں مر جاتی - مگر اب وہ میری وجہ سے آوارہ ہو رہی ہے - اگر میرے نصیب میں خوشی نہیں تھی - تو میرے لئے مر جانا ہی بہتر تھا" اب اوسے معلوم ہو گیا کہ خوشی کی بھی ایک حد ہے -

شام کا وقت ہے - نگیندر بستر پر بیٹھا ہوا ہے - کندانندنی پاس بیٹھی ہوئی اوسے پنکھا کر رہی تھی - مگر دونو خاموش ہیں - یہ خاموشی کچھ اچھے آثار نہیں رکھتی - غیر کوئی موجود نہیں - مگر پھر بھی وہ گفتگو نہیں کرتے - یہ مجسمہ خاموشی کا عالم نہیں ہے - اور واقعی سورج مکھی

سے گئے چلے جانے کے بعد ہوتی تھی شروع
ہو گئی تھی - کندا ان تجویزوں میں
تھی کہ کسی طرح پہلی حالت بدستور
ہو جائے اور اس نے اس لئے نگیندر
سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے -
نگیندر - (تنگ ہو کر) "کیا تو
چاہتی ہے کہ پہلی حالت بدستور
ہو جائے تو کیا تو مجھ سے شادی
کر کے پچھتا رہی ہے -"
کندا - مجھے کبھی امید نہ تھی کہ تم سے
شادی کر کے میں ہمیشہ خوش ہونگی
اس سے یہ مراد نہیں کہ میں پشیمان
ہو رہی ہوں - میں صرف یہ پوچھ
رہی ہوں کہ سورج مکھی کو گھر لانے
کی کونسی سبیل اختیار کرنی
چاہیئے -"
نگیندر - "یہ مت کہو تیرے
منہ سے سورج مکھی کا لفظ سنکر
مجھے دکھ آتا ہے - صرف تیری وجہ
سے سورج مکھی مجھے چھوڑ گئی -"
کندا - (دل میں غمگین ہو کر)
کیا - مجھ پر طعن ہے - میری قسمت
کیسی بری ہے - مگر میں نے کوئی
قصور نہیں کیا - سورج مکھی نے
خود ہی اس شادی کا انتظام کیا -"
نگیندر - (ناخوش ہو کر) "کیا تو
اب مجھے پیار نہیں کرتی -؟"
کندا - "میں ہمیشہ سے تمہیں پیار
کرتی ہوں -" گو نگیندر دانا تھا -
مگر وہ سورج مکھی اور کندا میں
تمیز نہ کر سکا - اس میں کوئی شبہ
نہیں کہ کندا نگیندر کو سورج مکھی
سے کم پیار نہیں کرتی تھی - مگر
بات یہ ہے کہ وہ محبت کو ظاہر
کرنا نہیں جانتی تھی - وہ بڑی
شرمیلی تھی اور زیادہ بولنے
والی نہ تھی - اس سے زیادہ وہ
کیا کہہ سکتی تھی - مگر نگیندر نے
یہ نہ سمجھ کر کہا "سورج مکھی مجھے
ہمیشہ پیار کرتی تھی - میں نے
سنا یا کی گردن میں موتیوں
کا ہار کیوں ڈالا ہے؟ لو یہ

کی تشخیص بھی تھی۔
یہ سن کر کندا انندنی برداشت نہ
کر سکی اور زار و زار رونے لگی۔
اور تھوڑی دیر بعد اسے بخار چڑھ گیا۔
اب اس کے پاس کوئی نہ تھا۔ جسے
اپنے حال سے اور ہمدردی کی
خواستگار ہو۔ کمل مانی جب سے
آئی تھی۔ کندا اسے نہیں ملی تھی۔
چونکہ کندا سمجھتی تھی کہ سارا الزام
اسی کے سر تھوپا گیا ہے۔ وہ کمل
مانی کے روبرو جرات نہ کر سکی۔
ہاں اب اس کے دل کو صدمہ پہنچا
تو اپنی پرانی غمگسار اور عزیز کی طرف
چلی۔ مگر اب حالات بدل گئے تھے
کمل مانی کندا کو آتے دیکھ کر ناخوش
ہوئی۔ مگر منہ سے کچھ نہ بولی۔
کندا وہاں بیٹھ کر رونے لگی۔ مگر
کمل مانی نے اس سے ہرگز نہ پوچھا
کہ وہ کیوں روتی ہے۔ تھوڑی دیر میں
کمل مانی کام کرنے کے بہانہ چلی گئی۔
کندا اسی جگہ بیٹھی رہ گئی۔ اور
اسے یقین ہو گیا کہ ہر شخص کی
خوشی مفقود ہو رہی ہے۔

پچیسواں باب

[illegible]

اس اثنا میں نگیندر نے اپنے
دوست ہری دیب گوشل کو
یہ چٹھی لکھی۔
عزیز دوست تم نے سمجھا تھا کہ زندگی
بھر میں اگر میں نے کوئی اچھا کام
کیا ہے تو وہ کندا انندنی کے
ساتھ شادی کرنا ہے۔ اب میں
اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اس شادی
کی وجہ سے سورج مکھی چلی گئی۔
سورج مکھی خوش قسمتی سے میرے ہاتھ
آئی تھی۔ بیشک ہر ایک شخص جواہرات
کے لئے کان کھودتا ہے۔ مگر
کبھی اور ایک ہی شخص کو ملتا ہے
سورج مکھی کو وہ نور ہے۔ کندا انندنی
کسی طرح اس کی جانشین نہیں
ہو سکتی۔ تو پھر میں نے کیوں کندا

کو سورج مکھی کے تخت پہ بٹھایا۔
دھوکا! فریب! ا! میں اس سے
واقف ہو گیا ہوں۔ اب میں خواب
سے بیدار ہو گیا ہوں۔ اب میں
سورج مکھی کو کہاں پاؤں؟ میں
نے کندا کے ساتھ کیوں شادی
کی؟ کیا میں اسے پیار کرتا تھا۔
بیشک میں اسے پیار کرتا تھا۔
میرے حواس باختہ ہو رہے تھے
زندگی دو بھر معلوم ہو رہی تھی
مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے
وہ محبت صرف آنکھ کی محبت
تھی۔ نہیں تو شادی کے صرف
پندرہ دن بعد ہی مجھے یہ سوال
کرنے کی کیا ضرورت تھی "کیا
میں اوسے پیار کرتا تھا" میں اب
بھی اُسے پیار کرتا ہوں۔ مگر
سورج مکھی کہاں ہے؟ میں چاہتا
تو اور بھی لکھتا مگر اتنے پر ہی
کفایت کرتا ہوں۔"
ہری دیب گوشل نے اُس کا
یہ جواب بھیجا۔
میں تمہاری اس حالت سے خوب
آگاہ ہوں یہ درست نہیں کہ تم
کندا نندنی کو نہیں پیار کرتے
تھے۔ تم اسے پیار کرتے تھے۔
اور اب بھی کرتے ہو۔ مگر یہ تم
نے بالکل سچ کہا ہے کہ وہ محبت
صرف آنکھ کی ہی محبت تھی۔
جبکہ سورج مکھی سے تمہیں دلی
محبت تھی۔ ہاں تھوڑے دن
سے کندا کا سایہ روس پر
پڑ گیا تھا۔ اب تم سمجھے ہو کہ
سورج مکھی کو تم نے اپنے ہاتھ
سے کھو دیا ہے۔ جب سورج
چمکتا ہے اور ہمیں دھوپ ستاتی
ہے تو ہم بادل کی آرزو کرتے
ہیں۔ مگر جب سورج چھپ جاتا
ہے تو ہمیں اُسکی قدر یاد آتی ہے
کہ وہ دنیا کی آنکھ تھا۔ تم نے اپنے
دل کی کیفیت پوری نہ معلوم
کرنے کی وجہ سے یہ غلطی کھائی ہے

میں تمہیں زیادہ ملامت نہیں کرتا -
کیونکہ تم دھوکہ میں پڑ گئے تھے جس سے
بچنا نہایت مشکل تھا - دل میں مختلف
قسم کے لگاؤ ہوتے ہیں - لوگ
ان سب کو محبت کہتے ہیں - مگر
سچی محبت صرف وہی ہے - جس کے
رو سے اپنی خوشی انسان دوسرے
پر نثار کر دے - خوبصورتی کی خواہش
کچھ محبت نہیں اور یہ خواہش ویسی ہی
ہے - جیسی بھوکے کو روٹی کی
خواہش ہوتی ہے - کھائی اور طبیعت
کھٹی پڑ گئی - سچی محبت عقل سے
پیدا ہوتی ہے - جب ایک محبوب
شخص کے اوصاف دل میں سما
جاتے ہیں - تو دل فریفتہ ہو کر
صاحب اوصاف کی طرف کھنچا جاتا
ہے اس کی خواہش ہوتی ہے -
کہ اس صاحب اوصاف سے ایک
ہو جاوے اور وہ ایک ہو جاتا ہے
اس محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل
وسیع ہو جاتا ہے اپنا آپ بھول
جاتا ہے اور اپنی غرض مفقود ہو جاتی
ہے - یہی سچی محبت ہے -
شیکسپیئر - والمیک - میڈم ڈی
مٹیل اس قسم کی محبت کے شاعر
ہیں - جب کہ کالیداس بائرن
جادو رے دیگر اقسام کی محبت
کے ثنا خواں ہیں - خوبصورتی
کی نظر سے جو تاثیر دل پر پڑتی
ہے - وہ بار بار دیکھنے سے کم
ہو جاتی ہے - مگر جو محبت نیک
اوصاف سے پیدا ہوتی ہے - وہ
ہمیشہ بڑھتی ہے - وجہ یہ کہ خوبصورتی
کی صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے
جبکہ نیکیاں اور اوصاف حمیدہ
ہر ایک نئے فعل میں نئے دکھائی
دیتے ہیں - اگر خوبصورتی اور
نیک اوصاف ایک جگہ جمع ہو جائیں
تو محبت جلد پیدا ہو جاتی ہے -
لیکن اگر صرف عقل و دانائی محبت
کی وجہ قرار پا جائے - تو پھر خوبصورتی
کی کچھ پرواہ نہیں رہتی - ایک

ایک بدصورت شوہر کے دل میں ایک بدصورت عورت کی طرف سے بھی اس قسم کی محبت مضبوط جگہ رکھتی ہے۔ بیشک نیکی سے جو محبت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے برقرار رہتی ہے۔ مگر نیکیوں کو سمجھنے کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ محبت دفعتہ پختہ نہیں ہو جاتی بلکہ بتدریج اور آہستگی سے۔ خوبصورتی کی محبت پہلے نظر میں ہی درجہ غایت کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اُس کی پہلی طاقت اس درجہ غالب ہو جاتی ہے کہ اور طاقتیں اس کے سامنے پست ہو جاتی ہیں۔ مگر اس بات کا علم حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ محبت دائمی ہے۔ ہاں خیال ایسا ہوتا ہے اور ایسا ہی تمنے خیال کیا۔ گندا ندنی کی محبت کے جوش میں سورج مکھی کی محبت شروع ہی میں دل سے

دور ہو گئی اور اس طرح۔ تم دھوکے میں آ گئے۔ یہ دھوکا بشریت کا تقاضا ہے۔ اور اس لئے میں تمہیں الزام نہیں دیتا۔ بلکہ تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے آپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرو اور مایوس مت ہو۔ سورج مکھی یقیناً واپس آ جائے گی۔ وہ آخرکار تمہیں دیکھے بغیر کب تک باہر رہیگی جب تک وہ غیر حاضر ہے۔ تم گندا ندنی کے ساتھ خوشی مناؤ۔ یہانتک تو تمہارے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ گندا ایک خوبصورت دل لبھانے والی عورت ہے اور اس میں اچھے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جب تمہارا جوش خوبصورتی کے متعلق گھٹ جائیگا تو اس کی اوصاف کے ساتھ تمہیں وابستگی ہو جائیگی اور اگر ایسا ہو جائے تو تم

اپنے آپ کو خوش رکھ سکوگے
اور اگر تمہیں پہلی بی بی نہ ملی - تو
تم اوس کو بھول جاوگے - کیونکہ
نئی تمہیں پیار کرتی ہوگی محبت
میں بے پرواہ نہ ہو جیو - کیونکہ
صرف محبت ہی میں آدمی کی دائمی
عیش اور خوشی ہے اور یہی ایک
آخری وسیلہ ہے - جس کے
ذریعہ انسانی فطرت بلند ہو سکتی
ہے - بدون محبت آدمی اس
دنیا میں رہ نہیں سکتا"
نگیندر نے اسکا یہ جواب دیا -
"میں نے دل کے اضطراب کی
وجہ سے تمہاری چٹھی کا جواب
نہیں دیا - جو کچھ تم نے لکھا ہے
میں نے اسے خوب سمجھا ہے
اور میں جانتا ہوں - تمہاری صلاح
نیک ہے - مگر میں گھر میں ٹھہر
نہیں سکتا - سورج مکھی کو گئے ایک
مہینہ گذر گیا اور اس کے حال سے
مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی - میں
اس کے پیچھے جانیکا ارادہ
رکھتا ہوں - میں اس کی تلاش
میں آوارہ پھرونگا - اگر وہ مجھے
مل گئی - تو اسے گھر لے آونگا -
میں کند انندنی کے پاس نہیں
رہ سکتا - اسے دیکھ کر مجھے رنج
ہوتا ہے - اسمیں اس کا کچھ
قصور نہیں - قصور تو میرا ہے -
مگر میں اوسے دیکھ نہیں سکتا -
پہلے تو میں اوسے کچھ نہیں کہا
کرتا تھا - اب اسکی عیب جوئی
کرتا ہوں - وہ روتی ہے -
میں کیا کر سکتا ہوں - میں جلد
تمہیں ملوں گا"
جیسا نگیندر نے کہا تھا - ویسا کر
بھی دکھایا - کل جائداد وغیرہ
کا انتظام اپنے دیوان کے سپرد
کر کے وہ آوارہ خانماں ہو گیا
کمل مانی پہلے کلکتہ چلی گئی تھی
اب صرف کندا گھر میں رہگئی تھی
اور ہیرا خدمتگار اوس کے ساتھ تھی؟

عظیم الشان گھر میں تاریکی چھا گئی جیسے خوشنما تھیٹر تماشا ختم ہونے کے بعد تیرہ تار ہو جاتا ہے۔ ویسا ہی نگیسندر کے محل کا حال ہوا۔ اور اب وہاں نہ سورج مکھی ہی تھی نہ نگیسندر تھا۔

جیسے کہ بچے خوبصورت کھلونے کے ساتھ کھیل کر دو دن میں اوسے توڑ دیتے ہیں۔ ویسا ہی کند انندنی کو نگیندر اس گھر میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جیسا کہ جنگل میں آگ لگتی ہے اور پرندوں کے گھونسلے مع بچوں کے جل جاتے ہیں اور انکی ماں دانہ لیکر آتی اور گرسنہ بچوں کو نہ پا کر درد و رنج کے ساتھ حال حیران پھرتی ہے اور جیسے کہ قطرہ بادل سے گر کر سمندر میں غائب ہو جاتا ہے ویسے ہی سورج مکھی بھی روپوش ہو گئی۔

چھبیسواں باب

محبت کی علامتیں

جیسے کہ روئی کا گالا آگ کے سامنے رکھنے سے جل جاتا ہے ویسے ہیرا بھی دیبندر کی خوبصورتی سے جل رہی تھی۔ کئی دفعہ ہیرا کا نیک نام اس خوبصورتی کے نذر ہو جاتا۔ مگر دیبندر کی بدمعاشی اور بے مہری اوسے بچا لیا کرتی تھی۔ ہیرا میں سلف کنٹرول کی طاقت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اوس نے باوجود نیک نہ ہونے کے اپنی دامن عصمت کو آلودگی سے بچائے رکھا اور پھر غالب آنے کے لئے ہیرا نے پھر نوکری اختیار کر لی تھی۔ اوس نے معلوم کیا کہ اگر وہ دن بھر کام میں مشغول رہیگی۔ تو یہ بڑا جوش اس کے دل سے نکل جائیگا۔ جو سانپ کیطرح اوسے ہر وقت ڈس رہا تھا۔ اس لئے جب نگیندر سورج مکھی کی تلاش میں نکلنے

کو تہا۔ ہیرا اس کے پاس آئی اور
اوس سے ملازمت کی درخواست
کی۔ اور نگیندر نے منظور کر لی۔
چونکہ وہ لالچی ہی۔ اوس نے
کُندا کو اپنی راہ پر لانے کی کوشش
کی تھی۔ جب وہ کہا کرتی تھی کہ
" نگیندر کی دولت کُندا کے ہاتہہ
آئیگی اور کُندا کی دولت ہیرا کو
ملے گی " اب کُندا نگیندر کی
بی بی بن گئی تھی۔ مگر ابھی تک
کوئی خاص جایداد اس کے
قبضہ میں نہیں آئی تھی اور
ہیرا کا دل بھی اسوقت روپیہ کا
لالچ نہیں کہا رہا تہا اور اگر ایسا
ہوتا بھی۔ تو بھی کُندا سے لیا
ہوا روپیہ اوسے زہر معلوم
ہوتا۔ ہیرا اپنے جوش پر تو غالب
آسکتی تھی۔ مگر دیندر کو جو کُندا
سے محبت ہو رہی تہی۔ اوسے نہیں
برداشت کر سکتی تہی۔ چنانچہ
جب ہیرا نے سُنا کہ نگیندر
سفر کو جاتا ہے اور کُندا تنہا گھر میں
رہیگی۔ تو وہ بہت گھبرائی تا کہ
دیندر کو اپنی خواہش پورا کرنے
کا موقعہ نہ مل جائے۔ اسپر وہ
کُندا کے پاس ہی رہنے لگی تا کہ
اگر دیندر کُندا پر قبضہ پانیکی
تجویز کرے تو اوسے ناکام رکہنے
کی کوشش کرے۔ غرض ہیرا
کُندا کی رکھوالی تہی۔ مگر اس میں
اوس کی اپنی غرض تہی۔ وہ
کُندا سے سخت ناخوش تہی۔
رشک نے اوس کے دل مین
کُندا کی طرف سے نفرت پیدا
کر دی تہی۔ اور وہ چاہتی تھی کہ
کُندا ہلاک ہو جائے مگر دیندر
کے ہاتہہ نہ آئے اسطرح ہیرا
کُندا کے لئے رنج کا باعث ہونے
لگی۔ کیونکہ اوسے جلد معلوم ہو گیا
کہ ہیرا محبت سے اوس کی نگرانی
نہیں کرتی اور بعض وقت بدکلامی
سے پیش آتی ہے۔ کُندا بھی

امن دوست تھی اور اگرچہ ہیرا کی
رفتار و گفتار سے وہ رنجیدہ تھی۔
مگر اوسے کچھ نہیں کہتی تھی کیونکہ
پر حوصلہ تھا۔ مگر ہیرا جوش سے
بھری ہوئی تھی اور اس لیے گندا
گو مالکہ تھی۔ مگر ہیرا کی گفتگو سے
ایسی دب جاتی تھی۔ کہ گویا وہ
خادمہ ہے اور ہیرا اوس کی مالکہ
ہے۔ بعض وقت گھر کی دیگر عورتیں
ہیرا کو بد زبانی سے منع کرتیں۔ مگر
وہ سب کو چپ کرا دیتی۔ دیوان
نے بھی ہیرا کا حال سنکر ایک دن
اوسے کہا۔ "چلی جا۔ میں نے
تجھے موقوف کیا۔"

ہیرا نے غصہ سے بھر کر کہا۔ "تو
کون مجھے موقوف کرنے والا ہے
مجھے میرے آقا نے یہاں نوکر
رکھا ہے اور اوس کے حکم کے
سوا میں یہاں سے نہیں جاؤنگی۔
مجھے تمہیں موقوف کرنے کا اتنا
ہی اختیار ہے۔ جتنا کہ تمہیں
مجھے موقوف کرنے کا ہے۔" دیوان
صاحب بھی چپ ہوگئے اور کچھ
نہ کہا۔ واقعی ہوائے سوچ کہ کبھی
کے ہیرا پر کوئی حکومت نہیں
کر سکتا تھا۔ ایک دن ہیرا
عورتوں کے محل کے قریب باغیچہ
کی بارہ دری میں لیٹی ہوئی تھی۔
جہاں نگیندر کے وقت سے وہ
اکثر رہا کرتی تھی۔ شام کا وقت
تھا اور چودہویں رات کا چاند
چاروں طرف روشنی پھیلا
رہا تھا۔ ہوا خوشبو سے معطر
ہو رہی تھی۔ ہیرا بھی سرور کے
عالم میں تھی کہ اوسے کسی آدمی کی
شکل نظر آئی۔ وہ اٹھہ بیٹھی اور
دوسری نظر میں دیبندر کا چہرہ
صاف دکھائی دیا۔ دیبندر ہیرا
کے پاس آگیا اور ہیرا نے
تعجب سے کہا "واہ واہ صاحب
تم بڑے دلیر ہو۔ اگر کسی کو
معلوم ہو جائے۔ تو ضرور

تمہیں مار پڑیگی"۔
دہندر۔ "یہاں ہیرا ہے وہاں
مجھے کسی کا خوف نہیں"۔
ہیرا۔ تم یہاں کیوں آئے ؟
تمہاری امید بر نہیں آئیگی جسے
تم دیکھنے آئے وہ تمہیں دکھائی
دیگی۔
دہندر۔ "میری امید بر آئی میں
صرف تمہیں دیکھنے آیا تھا"۔
ہیرا۔ میں نہیں جانتی تھی میری
قسمت میں ایسی خوشی ہے ۔ اگر
ایسا ہی ہے ۔ جیسا تم کہتے ہو ۔
تو آؤ اور جگہ چلیں ۔ جہاں ہمیں
کوئی روک نہیں سکتا ۔ یہاں
بہت سی رکاوٹیں ہیں ۔"
دہندر۔ تو کہاں چلیں"۔
ہیرا۔ "سامنے کے گھر میں ۔
وہاں ہمیں کسی کا ڈر نہیں ۔"
دہندر۔ میرے لئے مت
ڈرو۔
ہیرا۔ "تمہیں خوف نہیں ۔ تو
مجھے ضرور ہے اگر کسی نے
تمہارے ساتھ مجھے دیکھ لیا ۔
تو میری سخت بے عزتی ہوگی"۔
دہندر۔ اچھا چلو چلیں کیا
یہ مناسب نہیں ۔ کہ میں ایک
نظر تمہاری مالکہ کو بھی دیکھ لوں"۔
ہیرا۔ (حقارت سے) تو کسطرح
اسے دیکھ سکیگا"۔
دہندر۔ تمہاری مہربانی اور
کوشش سے ۔"
ہیرا۔ تو تم یہاں بیٹھو ۔ میں
اُسے بلا لاتی ہوں" یہ کہکر ہیرا
جلدی اور تھوڑی دور جاکر درخت
کے نیچے ٹھہر گئی اور ٹھنڈی سانس
بھرنے لگی ۔ ہیرا اندر آئی ۔ مگر کندرا
کے کمرہ میں نہیں ۔ بلکہ دربانوں
کے پاس اور انہیں کہا ۔ "جلد
نکلو ۔ باغ میں ایک چور ہے"۔
کل دربان لاٹھیاں لیکر باغ کیطرف
دوڑے گئے ۔ دہندرا انہیں
آتے دیکھ کود کر باغ سے باہر

ہو گیا - دو تین آدمیوں نے اُسکا پیچھا کیا - اور ایک دو لاٹھیاں بھی رسید کیں - مگر وہ بھاگ گیا - گھر پہونچکر دبندر نے دو ارادے کئے - ایک تو یہہ کہ جب تک ہیرا وہاں ہے - تب تک دت کے گھر کی طرف نہ جائے اور دوسرا یہہ کہ ہیرا سے اس شرارت کا بدلہ لے - فی الواقع انجام کار اوس نے ہیرا سے بدلہ لے لیا اور ہیرا کو اپنی بُری خواہش کی ایسی سنگین سزا ملی -"

کہ دبندر جیسے شخص کا سنگین دل بھی اوسے دیکھکر موم کیطرح پگھل گیا - اس کا ذکر ہم پھر کرینگے -"

ستائیسواں باب

میر راہ

برسات کا موسم ہے - مینہ شدت کے ساتھہ برس رہا ہے - سڑک جو بنارس کو جاتی ہے - خراب حالت میں ہے - ایک مسافر سڑک پر جا رہا ہے - اُسکی پوشاک برہم چاریوں کی سی ہے - اُس کے کپڑے زرد ہیں - گلے میں مالا ہے - پیشانی پر ایک داغ ہے سر کے بال سفید ہیں - ایک ہاتھہ میں پتوں کی چھتری ہے - دوسرے میں پانی پینے کا برتن ہے - اس قسم کا برہم چاری سڑک پر جا رہا تھا - دفعتہً ایک آواز اُس کے کان میں آئی - مگر سوائے لفظ "دوست" کے اوس نے اور کچھہ نہ سمجھا - برہم چاری کھڑا ہو گیا اور بجلی کی چمک میں اُسے ایک چیز سڑک کے ایک طرف پڑی ہوئی دکھائی دی - کیا وہ کوئی انسان تھا ؟ برہم چاری اپنی جگہ سے نہیں ہلا - اتنے میں پھر بجلی چمکی اور وہی ہستی دکھائی دی - اب برہم چاری نے زور سے پوچھا "کون ہو جو

یہاں لیٹ رہا ہے" جواب کچھ
نہ ملا۔ اور آخر برہم چاری خود اس
کے نزدیک گیا اور تاریکی میں
ٹٹولنے لگا۔ یکایک کسی کے بال
اس کے ہاتھ میں آئے اور وہ
پکار اٹھا" او دورگا یہ کوئی عورت
ہے" چھتری اور گدڑی زمین پر
رکھکر اوس نے بیہوش عورت کو
گود میں اٹھا لیا اور سڑک چھوڑکر
ایک گاؤں کیطرف روانہ ہوا۔
وہ رستہ سے واقف تھا اور گو
اس کا جسم چنداں مضبوط نہ تھا۔
مگر دل کی مضبوطی کیوجہ سے اوس
نے اتنا بڑا بوجھ اوٹھا گیا۔ اور
اوسے ذرا مشکل معلوم نہ ہوا۔
بیشک جو لوگ نیک کاموں میں زندگی
بسر کرتے ہیں۔ اُن کے دل بڑے ہی
مضبوط ہوتے ہیں۔ اور دل کی مضبوطی
کے ساتھ جسمی قوا بھی مضبوط ہوجاتے
ہیں۔
اتنے میں برہم چاری ایک جھونپڑی
کے قریب پہنچا۔ اور کہنے لگا۔
"بیٹی ہرو۔ کیا تو گھر میں ہی ہے"
ایک عورت نے اُسے جواب دیا۔
کیا میں ٹھاکر کی آواز سن رہی
ہوں؟ ٹھاکر کب تشریف لائے
ہیں؟ ٹھاکر نے جواب دیا۔
"ابھی آرہا ہوں۔ دروازہ جلد
کھول۔ میں بڑی دقت میں ہوں"
ہرو نے دروازہ کھول دیا۔
اور برہم چاری نے اپنا بوجھ
اتار کر فرش پر رکھ دیا۔ چراغ
جلا کر دونوں اسے دیکھنے لگے۔
یہ عورت بوڑھی تو نہیں تھی۔ مگر
جسم کی ناتوانی کی وجہ سے اس کی
عمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا
تھا۔ شاید کسی وقت میں وہ
خوبصورت ہو۔ مگر اب ناتوانی
نے اوسے بدصورت بنا رکھا تھا۔
اس کے کپڑے پانی سے تر
ہو رہے تھے۔ اور کئی جگہ
سے پھٹے ہوئے تھے۔

ہروہالی " یہ کون ہے اور آپ
اسے کہاں سے اوٹھا لائے "
برہم چاری - اس کی حالت نزع
کے قریب ہے - لیکن اگر ہم اس
کے جسم کو گرمی پہونچاویں - تو
شاید بچ جائے - جیسا میں کہتا
ہوں - جلد جلد کرو "

برہم چاری کے کہنے کے مطابق
ہروہالی نے اوس کے کپڑے اُتار
دیئے - اور سوکھے کپڑے پہنائے -
اوس کے بال بھی نچوڑ دیئے - اور
آگ جلا کر اوس کو گرمی پہنچانے
لگی -

برہم چاری " غالباً اوس نے
اس عرصہ میں کچھ نہیں کھایا - اگر
گھر میں دودھ ہو - تو اُس کے منہ
میں ٹپکاؤ "

ہروہالی کے پاس ایک گائے
تھی - اور اس لئے دودھ گھر میں
موجود تھا - اس نے تھوڑا تھوڑا
اُس کے منہ میں ڈالنا شروع کیا -
اور تھوڑی دیر بعد عورت نے
آنکھیں کھول دیں -

ہروہالی - ہائے تو کہاں سے
آئی "؟

عورت - (ہوش میں آکر) میں
کہاں ہوں -؟

برہم چاری - تجھ سڑک کے
کنارے مرتے دیکھکر یہاں اُٹھا
لایا - تو کہاں جا رہی تھی -؟

عورت " بڑی دور "

ہروہالی - تمنے ابھی تک کنگنا
پہنا ہوا ہے - کیا تمہارا شوہر
جیتا ہے "؟

(عورت کے چہرے پر تاریکی چھا
گئی - اور ہروہالی گھبرا گئی -

برہم چاری " تجھ کس نام سے
بلائیں ؟ تیرا کیا نام ہے -؟

عورت " میرا نام سوچکی ہے

اٹھائیسواں باب

کیا کچھ امید ہے؟

ظاہرا تو سورج مکھی کی زندگی کی کچھ امید نہ تھی - برہم چاری ہی زندگی کے آثار پاکر ایک حکیم کو جو گاؤں میں رہتا تھا - بلا لایا - اس حکیم کا نام رام کشن مارای تھا - وہ ادویات کے استعمال میں کامل دستگاہ رکھتا تھا اور گاؤں میں بے نظیر علاج کے لئے مشہور تھا - جب اُس نے سورج مکھی کو دیکھا تو اُس نے کہا "اسے سل کی بیماری ہے - اور بخار کا زور ہے - بیماری خطرناک ہے - مگر شاید بچ جائے -"

آخر پھر اس نے سورج مکھی کو دوا پلائی اور فیس کا مطلق خیال نہ کیا - اسے سامنے دکھائی دے رہا تھا - کہ یہ کوئی مفلس اور کنگال عورت ہے - فیس دینے کا اسے کہاں مقدور تھا - پھر بھی رام کشن لالچی آدمی نہ تھا - جب حکیم چلا گیا - تو برہم چاری نے ہردوماں کو کسی کام کے لئے بھیج دیا - اور آپ سورج مکھی سے باتوں میں مشغول ہوا "

سورج مکھی - ٹھاکر - آپ نے مجھے بچایا نہیں کیوں اتنی تکلیف اُٹھائی - مجھ کو زندگی کی کچھ ضرورت نہیں "

برہم چاری "میں نے کونسی تکلیف اُٹھائی ہے ؟ یہ تو میرا کام ہے - میرا پیشہ یہی ہے کہ دوسروں کو امداد دوں - اگر مجھے تو نہ ملتی تو میں کسی اور بیمار یا مصیبت زدہ کی خدمت میں مصروف ہو جاتا -

سورج مکھی "تو مجھ چھوڑ دیجئے اور دوسروں کی طرف خیال کیجئے - آپ دوسروں کی امداد کر سکتے ہیں - مگر میری نہیں کر سکتے -

برہم چاری "کیوں ؟

سورج مکھی - مجھ تندرست کر دینا میری امداد کرنا نہیں ہے صرف موت ہی مجھ آرام دے سکتی ہے - کل رات جب میں سڑک کے

کنارے گری تھی - تو مجھے امید
تھی - کہ میں مرجاؤنگی - آپ نے
مجھے کیوں بچایا - ؟"

برہم چاری - مجھے اس بات کا
علم نہیں تھا - کہ تو اس قدر مصیبت
زدہ ہے - لیکن خواہ مصیبت
کیسی ہی ناقابل برداشت ہو - خود
کشی بڑا گناہ ہے - یہہ کام کبھی
نہ کرنا - خودکشی کرنا ویسا ہی جرم ہے
جیسے کہ کسی دوسرے کا خون کرنا"

سورج مکھی - میں نے خودکشی کی
کوشش تو نہیں کی - موت خود
بخود مجھہ تک آپہنچی تھی اور مجھے
امید تھی کہ کہیں مرجاؤنگی - مگر
مرنے میں بھی مجھے کوئی خوشی
معلوم نہیں ہوئی - (سورج مکھی
رونے لگی)

برہم چاری - "جب کبھی تو مرنے
کا ذکر کرتی ہے - میں دیکھتا ہوں
کہ تو ساتھہ ہی رونا شروع کردیتی ہے
مائی مجھے بیٹا سمجھہ - اپنی خواہش
مجھہ پر ظاہر کر - تیرے درد کا
کوئی علاج ہے - تو مجھے بتا - میں
اُسے مہیّا کردونگا - اسی غرض
سے میں نے ہرونی کو باہر بھیجدیا
ہے - تاکہ تو بلا تکلّف اپنی خواہش
مجھہ پر ظاہر کرے - تیری گفتگو
سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو
کسی معزز خاندان کی عورت ہے
اور تو بڑی گھبراہٹ اور اضطراب
میں ہے - پھر تو مجھے کیوں نہیں
بتاتی - کہ تیرے دل پر کس بات
کا بوجھ ہے - مجھے اپنا بیٹا سمجھہ -
اور کچھہ خوف نہ کر"

سورج مکھی - میں اب موت
کے کنارے ہوں - پھر کیوں مجھے
شرم نے گھیر رکھا ہے - سن مہاراج
مجھے صرف یہ گھبراہٹ ہے کہ میں
بدون اپنے شوہر کا منہ دیکھے
مر رہی ہوں - اگر میں اُسے
دیکھہ لوں - تو بیشک خوشی سے
جان دونگی"

برہم چاری "تیرا شوہر کہاں بستا
ہے؟ تیرا وہاں جانا تو ناممکن ہے
لیکن اگر وہ تیرا حال سنکر یہاں
آسکے - تو میں بذریعہ خط اوسے اطلاع
دونگا"
سورج مکھی "آ تو سکتا ہے
مگر میں یہ نہیں کہ سکتی - وہ آئیگا یا
نہیں - میں نے اُس کا بڑا گناہ کیا
ہے - مگر وہ بڑا رحم دل ہے عجب
نہیں کہ مجھے بخشدے - وہ یہاں
سے بڑی دور ہے - کیا میں اُس
کے آنے تک زندہ رہ سکونگی؟"
پتہ وغیرہ پوچھکر برہم چاری نے
قلم دوات لی اور نگیندر کو اسطرح
چٹھی لکھی -
"جناب من - میں ایک اجنبی
ہوں اور میں ایک برہمن ہوں -
اور برہم چاریوں کی طرح زندگی
بسر کرتا ہوں - میں یہ بھی نہیں
جانتا کہ تم کون ہو - ہاں اتنا
جانتا ہوں کہ سری متی سورج مکھی
تمہاری بی بی ہے - وہ بیشنو
ہرداس کے مکان میں سخت
بیمار ہے - حکیم اوس کا علاج
تو کر رہا ہے - مگر زندگی کی طرف
سے مایوسی ہے - اوسکی آخری
خواہش تمہیں ایک دفعہ مرنے
سے پیشتر دیکھنے کی ہے - اگر تم
اوس کا گناہ خواہ کیسا ہی ہو - معاف
کرسکتے ہو - تو یہاں آجاؤ - میں
اُسے ماں سمجھتا ہوں - اور بطور
ایک بیٹے کے اوسکی طرف سے
چٹھی لکھ رہا ہوں - وہ خود لکھنے
کی طاقت نہیں رکھتی - اگر تم
آؤ - تو رانی گنج کے راستہ آنا -
رانی گنج میں پہونچکر سریان
مذہب چندر اکے روبرو میرا
نام لینا اور وہ کسی آدمی کو
تمہارے ساتھ کر دیگا - اس طرح
تم مادھو پور با آسانی پہونچ جاؤگے
جلد آؤ - نہیں تو دیر ہو جائیگی -
آخر میں میری دعا لو"

دستخط

شیوپرشاد "

چٹھی ختم ہو گئی۔ تو برہم چاری نے پوچھا۔ سورج مکھی نے کہا۔ جب ہر والی آئیگی۔ تو بتاؤنگی۔ چنانچہ جب ہر والی آئی۔ تو لفافہ پر نگیندر ناتھ دت کا نام لکھا اور ڈاک خانہ میں ڈال آئی۔

جب برہم چاری باہر چلا گیا۔ تو سورج مکھی نے آنسو پونچھے اور اپنے خالق حقیقی سے اسطرح ملتجی ہوئی۔

"اے قادر مطلق خدا! اگر تو نامرادوں کی مرادیں برلانے والا ہے۔ تو ایسا کر کہ اس چٹھی کا منشا پورا ہو جائے میں زندگی بھر سوائے اپنے شوہر کے قدموں کے کچھ نہیں جانتی تھی۔ میں اور کچھ اس خدمتگذاری کے عوض نہیں مانگتی۔ صرف یہہ کہ مرنے سے پہلے ایک دفعہ اوسے دیکھ لوں گی"

مگر چٹھی نگیندر کو نہ ملی۔ وہ چٹھی پہونچنے سے پہلے ایک عرصہ سے گوونند پور چھوڑ گیا تھا۔ اور چٹھی رسان نے چٹھی دیوان کو دی اور چلا گیا۔ دیوان کو نگیندر یہہ کہہ گیا تھا۔ "جب میں کسی مقام کے ٹھیرنے کا ارادہ کیا کرونگا۔ تو تمہیں اطلاع دیا کروں گا۔ اس پتہ پر میری چٹھیاں میرے پاس بھیجدیا کرنا۔"

نگیندر پھرتا ہوا بنارس میں جا پہنچا۔ وہاں سے اوس نے دیوان کو اطلاع دی۔ دیوان نے شیوپرشاد کا خط اور دیگر خطوط اوس کے پاس بھیجدیئے۔ جب اس خط کو نگیندر نے پڑھا۔ تو اوس کا دماغ چکر میں آگیا۔ اور بے اختیار پکار اُٹھا۔ "ساری مخلوق کے خدا۔ لحظہ بھر کے لئے میرے حواس درست رہنے دے۔" اور ساتھ ہی نوکر کو حکم دیا۔ "سفر کا سامان تیار کریں آج رات والی گنج

جاؤنگا-"

اسی رات نگیندر رانی گنج کو نکل پڑا-
اسے دنیا کو لبھانے والی بنارس
ایسی رات کو کون شخص تجھہ سے جدا
ہونا پسند کر سکتا ہے - رات بالکل
تاریک ہے- گنگا ندی کے پاس
سے جس طرف نگاہ کرو- آسمان اور
ستارے ہی نظر آئینگے -پانی کے
نیچے بھی آسمان کا عکس نظر آئیگا-
کنارے پر نہایت خوبصورت زینہ
اور مکان نظر آئینگے -جنمیں روشنی
پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے - عجیب
نظارہ دیکھکر نگیندر نے آنکھیں
بند کرلیں- آج رات اوسے کوئی
خوبصورتی نہیں بھاتی تھی - وہ خوب
جانتا تھا کہ شیو پرشاد کی جیتی کو بہت
دن گذر گئے ہیں- مگر اب سوجھ بھی
کہاں تھی-؟

انیسواں باب

ہیرا کا زہریلا درخت پھل لایا

جس دن دربانوں نے دبندر کو
لاٹھیوں سے مار کر بھگا دیا تھا -
ہیرا اپنے دل میں بڑی خوش
ہو رہی تھی -مگر بعد ازاں اوسے
افسوس ہوا اور کہنے لگی یہ میں نے
اچھا نہیں کیا کہ اوسے بے عزت
کرایا- معلوم نہیں وہ کس قدر
خفا ہوا ہوگا - اب اُس کے دل
میں میری جگہ نہیں رہی - افسوس
میری امیدیں خاک میں مل گئیں"
دبندر بھی ہیرا سے بدلہ لینے کی
تجویز سوچ رہا تھا - اور بڑی سوچ
بچار کے بعد اوس نے ہیرا کو بلا
بھیجا- پہلے تو اوس نے آنیکی جرأت
نہ کی- مگر دو تین دن کے بعد جذبہ
الفت اوسے کھینچ لایا- دبندر نے
کسی قسم کا رنج ظاہر نکیا- اور اوس
واقعہ ہی کا کچھ ذکر کیا - بلکہ خوشی
کی باتوں میں اس کا دل بہلانے
لگا- اور جسطرح مکڑی مکھیوں
کے لئے جالا تنتی ہے - اسیطرح

دنبدر نے ہیرا کو قابو کرنے کے لئے
دام بچھا دیا۔
ہیرا پہلے سے مشتاق ہو رہی تھی
جلد دام میں گرفتار ہو گئی۔ اوسکی
چکنی چپڑی باتوں پر پھسل کر دل میں
کہنے لگی "واقعی یہ مجھسے محبت رکھتا
ہے۔ بیشک دنبدر مجھے دل سے
چاہتا ہے۔"
ہیرا شریر تو تھی۔ اوس کی شرارت
نے اوسے کچھ کام نہ دیا۔ اور نفسانی
خواہشات نے اوسے اپنے نفع
و نقصان کیطرف سے اندھا کر دیا۔
دنبدر نے شراب پیکر اور ستار
چھیڑ کر گانا شروع کر دیا۔ اوس کی
خوش الحانی نے ہیرا دل اور بھی
مفتون کر لیا۔ اور اُسکی رہی سہی
ہوش بھی زایل کر دی۔ اوس کا دل
بیقرار ہو گیا۔ اور دنبدر کی محبت نے
غلبہ پا لیا۔ دنبدر اُسے تمام جہان کی
خوبصورتوں میں سے زیادہ خوبصورت
نظر آنے لگا۔ اور محبت کا جوش آنسو

بنکر اوسکی آنکھوں سے بہنے لگا۔
دنبدر نے ستار رکھکر اپنے ہاتھ
سے ہیرا کے آنسو پونچھے۔ ہیرا
کانپ گئی۔ مگر دنبدر نے اوس
سے ایسی محبت بھری گفتگو کی کہ
ہیرا دل میں کہنے لگی "یہ بیشک
یہ سوگ کی خوشی ہے۔" اگر اس
کے خیالات پریشان نہ ہو گئے
ہوتے اور اس کی عقل ذرا بھی
قایم رہتی۔ تو وہ اس خوشی کو ترک
سمجھتی۔
دنبدر اصلی محبت سے محض نا آشنا
تھا۔ اوس کا دل اس قسم کی
محبت سے بالکل خالی تھا۔ مگر
وہ زبانی محبت میں خصوصاً شاعرانہ
زبان میں پورا ماہر تھا۔ اور اس کا
منتر چل گیا۔ ہیرا سر سے پاؤں
تک دنبدر کی محبت میں بہہ گئی
اوس کے رونگٹے رونگٹے میں
محبت کا اثر ہو گیا۔ اور دنبدر نے
ایک دفعہ پھر گانا شروع کیا۔

ہیرا بھی جوش میں آ کر اوس کے ساتھ سُر ملانے لگی اور انجام کار ہیرا ایسی بے خود ہوگئی۔ کہ اُس نے عصمت کو خاک میں ملا دیا۔

ہیرا دل پر غلبہ پانا خوب جانتی تھی۔ مگر اس وقت اوس نے یہ کوشش ہی نہ کی۔ اور جس طرح شمع پر پروانہ گرتا ہے وہ بھی اس دوزخ میں جان بوجھکر کود پڑی۔ اب تک اس بات نے اوسے بچائے رکھا تھا۔ کہ دنبدر اوسے نہیں چاہتا تھا۔ اور اسی خیال سے وہ ہمیشہ اُس کے قابو سے بچ جایا کرتی تھی۔ مگر جب اوسے یقین ہو گیا کہ دنبدر اُسے چاہتا ہے اور دل سے پیار کرتا ہے۔ تو اُس نے اپنی خواہش پر غالب آنیکی کچھہ کوشش نہ کی۔ اور اس وجہ سے اوسے زہریلے درخت کا پھل کھانا پڑا۔

لوگ کہتے ہیں کہ گناہ کی سزا اس جہان میں نہیں ملتی۔ خواہ یہہ سچ ہو یا جھوٹ۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ دل پر قابو نہیں رکھتے۔ اُنہیں بُری نتائج کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔

تیسواں باب

سورج مکھی کی خبر

خزاں کا موسم خاتمہ پر ہے کھیتوں کا پانی خشک ہو رہا ہے۔ چاول کی فصل پکنے کے قریب ہے۔ کنول کے پھول خوشوں سے غائب ہو گئی ہیں۔ صبح کو درختوں کی شاخوں سے شبنم ٹپکتی ہے اور شام کو دُھند میدان پر چھا جاتی ہے۔ ایک دن صبح الصباح پالکی مادھوپور کی سڑک پر جا رہی تھی۔ کہ گانو کے قریب ٹھہر گئی۔ لڑکوں کا وہاں ایک ہجوم لگ گیا۔ تمام لڑکے۔ عورتیں جوان اور بوڑھی پالکی کے مٹکے سے نیچے رکھکر دیکھنے کے لیے ٹھہر گئیں۔

کسان چاول کی فصل سے نکلکر
پالکی کیطرف دیکھنے لگے۔ اور
گانو کے معزز آدمی بہی جمع ہوگئے
اتنے میں ایک شخص بوٹ پہنے ہوئے
پالکی سے برآمد ہوا۔ عام لوگوں نے
خیال کیا۔ کہ وہ کوئی انگریز ہے۔
اور لڑکوں نے بہی ایسا سمجہا۔
جب نگیندر ناتہ پالکی سے نکلا۔ تو
دس بارہ آدمیوں نے اُسے جہک
کر سلام کیا۔ کیونکہ اُس نے پتلون
اور ٹوپی پہنی ہوئی تہی۔ بعض نے
سمجہا کہ وہ کوئی پولیس انسپکٹر ہے
بعض نے سمجہا یہ کنسٹبل ہے اور
وہ اسی خیال میں تہے کہ نگیندر
نے ایک بوڑہے آدمی سے شیو پرشاد
برہم چاری کا مکان پوچہا۔
بوڑہے آدمی کو یقین ہوگیا کہ
یہ شخص خون کے مقدمہ کی تحقیقات
کرنے آیا ہے۔ اس لئے سچ بولنا
مناسب نہیں۔ اس پر اوس نے
یہ جواب دیا۔ "صاحب میں نادان
ہوں اور مجہے کچہہ معلوم نہیں"
نگیندر نے سمجہا کہ سوائے کسی تعلیم
یافتہ شخص کے اوسکا اصل پتہ کوئی
نہیں بتا سکیگا۔ اس لئے وہ
ایک خواندہ شخص کے پاس گیا۔
اور یہ شخص رام کرشٹو تہا۔ اس
نے نگیندر کو پاس بٹہایا۔
اور مزاج پرسی کی۔ نگیندر نے
اُس سے شیو پرشاد برہم چاری
کا پتہ پوچہا۔ جس پر اوس نے
کہا کہ وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔
نگیندر "(مضطرب ہوکر) وہ
کہاں گیا ہے"
رام کرشٹو "یہ میں نہیں
جانتا۔ وہ ایک جگہ نہیں رہتا"
نگیندر "کیا آپ جانتے ہیں۔
کہ وہ کب واپس آئیگا"
رام کرشٹو "مجہے بہی اُس کے
ساتہہ کچہہ کام تہا۔ اور میں نے
لوگوں سے دریافت کیا۔ مگر
کسی نے نہ بتایا۔ کہ وہ کب

واپس آئے گا۔

نگیندر: "اوسے گاؤں چھوڑے ہوئے کس قدر عرصہ گذرا"

رام کرشنو: "ایک ماہ کے قریب"

نگیندر: "کیا آپ مجھے ہردانی بشنو کے مکان کا پتہ دے سکتے ہیں"

رام کرشنو: "ہردانی کا مکان سڑک کے کنارے پر تھا۔ وہ آگ سے جلکر راکھ ہوگیا ہے"

نگیندر: (کمزور آواز سے) "ہردانی کہاں ہے"

رام کرشنو: "کسی کو معلوم نہیں۔ جس دن اُس کے گھر کو آگ لگی۔ وہ کہیں بھاگ گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اوس نے خود گھر کو آگ لگا دی"

نگیندر: "کیا کوئی اوس کے پاس اور عورت بھی رہتی تھی"

رام کرشنو: "نہیں مگر ایک ماہ سے کچھ زائد عرصہ گذرا ہے کہ ایک بیمار عورت اُس کے گھر ٹھیری۔ اُسے برہم چاری کہیں سے اُٹھا لایا تھا۔ اوس کا نام سورج مکھی تھا۔ اوسے سل کی بیماری تھی۔ میں نے اُس کا علاج کیا۔ اور وہ بالکل صحت یاب ہوگئی۔ مگر اب"

نگیندر: "مگر اب کیا؟"

رام کرشنو: "ہردانی کے گھر کے ساتھ وہ بھی جل گئی"

نگیندر غش کھا کر کرسی سے گر پڑا اور اُس کے ماتھے پر سخت چوٹ آئی۔ حکیم گھبرا کر اوس کے علاج میں مصروف ہوا۔ اس بھین غم سے بھری ہوئی دنیا میں کون نفع رہ سکتا ہے۔ مگر زہریلا درخت ہر ایک جگہ اُگ رہا ہے۔ اب کون محبت کریگا؟ اور وہ بھی۔ صرف اپنا دل جلانے کے لئے

اے خالق تو نے کیوں اس

دنیا کو خوش و خرم نہیں بنایا - تو
قادر مطلق ہے - اگر چاہتا تو اسے
خوشی کی دنیا بنا دیتا - پھر اِس دنیا
میں کیوں اس قدر رنج و اندوہ ہے؟
جب شام کے وقت نگیندر ناتھ
مادھوپور سے پالکی میں روانہ ہوا -
تو دل میں کہنے لگا "اب میں نے
سب کچھ کھو دیا ہے - مگر کیا کھو دیا ہے
کیا خوشی - ؟
وہ تو اسی دن جاتی رہی تھی جس
دن سورج مکھی چلی گئی تھی - پھر کیا
بسید ؟ ہاں جب تک امید رہتی
ہے - تب تک کچھ نہ کچھ باقی رہتا
ہے - جب امید نہیں رہتی - تو کچھ
بھی باقی نہیں رہتا -
اس لیئے اب اُس نے گووندپور جانے
کا ارادہ کیا - مگر وہاں رہنے کی
غرض سے نہیں بلکہ معاملات کا
انتظام کرنے اور گھر کو ہمیشہ کے
لیئے چھوڑ دینے کے لیئے - اوس نے
یہ نیت کی کہ زمینداری اور دیگر کل
جائداد غیر منقولہ اپنے بھانجے
ستیش چندر کے نام لکھدی جس
کے لیئے قانون دان کے ساتھ
مشورہ کرنیکی ضرورت تھی - باقی
کل غیر منقولہ جائداد مع کنذانشلی
کے کمل مالی کے پاس بھیجدے -
کسی قدر روپیہ اپنے اخراجات
کے لیئے سرکاری خزانہ میں رکھدے
اور جاگیر کا کل حساب و کتاب
ہریش چندر کے سپرد کر دے -
مگر سورج مکھی کے زیورات وہ کسی
کے حوالہ نہیں کیا چاہتا تھا - اُس
نے نیت کر لی تھی کہ انہیں اپنے
پاس رکھیگا - اور مرتے وقت
انہیں دیکھ کر مرے گا - جب کل
انتظام درست ہو جائیگا - تو وہ
گھر چھوڑ دیگا - پھر اُس جگہ پر آئیگا
جہاں سورج مکھی چل گئی تھی اور
پور وہاں سے شہر بشہر گھومتا
پھریگا -
نگیندر کے اس قسم کے خیالات

ستھے۔ جب وہ پالکی میں گوبند پور
کو جارہا تھا۔ پالکی کے دروازے
کھلے تھے۔ چاندنی چار طرف
کھیل رہی تھی۔ ستارے چمک رہے
تھے۔ تار برقی سڑک کے ایکطرف
ہوا سے سن سنا رہی تھی مگر باوجود
روشنی کے نگیندر کی آنکھوں میں
تاریکی سما رہی تہی۔ اسے نہ تو چاندنی
بہاتی تھی۔ نہ قدرتی پیدائش۔ جو
رنگ برنگ کے پہولوں سے راہ
چلنے والوں کی آنکھوں کو سرور
بخشتی تھی۔ آسمان ویسا ہی نیلگون تہا۔
ستارے بدستور چمک رہے تھے
اور بادل بدستور تہے۔ اور ہر ایک
چیز ایسی ہی تھی۔ جیسی کہ عموماً اس
موسم میں ہوتی ہے۔ مگر اب افسوس
اب نگیندر کو اس سے کچھہ خوشی
حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اوس کی
آنکھوں میں جہاں تاریک ہو رہا تہا۔
کیوں زمین نہیں پھٹ جاتی۔ اور
نگیندر کو مع پالکی کے نہیں
نگل جاتی۔

نگیندر انہیں باتوں پر سوچتا ہوا اس
نتیجہ پر پہونچا کہ سارا قصور اوس کا
اپنا ہے۔ اسکی عمر فقط تیتیس سال
کی تھی۔ مگر سب کچھہ کہو بیٹھا۔ اللہ
نے اوسے سب کچھہ دیا تہا۔ دولت
بزرگی۔ جلال۔ عزت یہ سب کچھہ
اسے ابتدا سے حاصل تہا بیشک
عقل اور سمجھہ کے بدوں یہ سب
چیزیں بیفائدہ ہوتیں۔ مگر اللہ نے
نگیندر کو عقل اور سمجھہ بہی دے رکھی
تھی۔ اوس کے والدین نے اسے
تعلیم بھی دلائی تہی۔ غرض خوبصورتی
طاقت صحت اور نیک خصلت۔
یہ سب چیزیں قدرت نے اسے بڑی
فیاضی سے عطا کی تھیں۔ علاوہ
اوس کے دنیا میں بڑا بے بہا جوہر
یعنے وفادار عورت بھی اوس کے
حصہ میں آئی تہی۔ دنیا میں نگیندر
سے زیادہ کون اس قدر خوشی
کے سامان کا مالک تہا مگر اب

دنیا میں اس سے زیادہ کمبخت کون
تہا۔ اگر وہ دولت۔ عزت۔ خوبصورتی
جوانی۔ علم۔ عقل۔ غرض ہر ایک چیز
دیکر پالکی کے کہاروں میں سے کسی
ایک کے ساتہہ اپنی حالت بدل
سکتا۔ تو بیشک وہ اسے بڑی
خوشی اور نعمت غیر مترقبہ سمجہتا۔ مگر
اوس نے خیال کیا کہ کیا اس ملک
میں کوئی ایسا خونی قیدی ہے۔
جو مجہہ سے زیادہ خوش نہیں۔
خونیوں نے گو دشمنوں کو قتل کیا
ہے۔ مگر میں نے سورج مکہی کو قتل
کیا ہے۔ اگر میں نے اپنی نفسانی
خواہشات پر غلبہ پایا ہوتا۔ تو
کیوں سورج مکہی ایسی ہیبتناک
موت سے مرتی؟ بیشک اسکا قاتل
میں ہوں۔ کون پدرکش مادرکش
یا پسرکش مجہسے زیادہ گنہگار ہوگا۔
کیا سورج مکہی صرف میری بی بی
ہی تہی؟ نہیں وہ میرا سب کچہہ تہی۔
رشتہ میں بی بی۔ خاطرداری میں
میزبان۔ محبت میں جانی دوست۔
مصیبت میں رفیق۔ مشورہ میں
وزیر۔ خدمت میں ملازم۔ میری
سورج مکہی! کس شخص کو ایسی
عورت میسر آسکتی ہے؟ خانگی
معاملات میں میری معاون گہر
کی خوش قسمتی۔ دل کا دہرم۔
گردن کا زیور۔ آنکہوں کا نور
میرے دل کا خون جسم کی جان
غم میں تسلی دہ۔ دل کو روشن
کرنیوالی۔ کام میں امداد دینے والی
کانوں کے لئے باجا۔ میری زندگی
کا دم وہی سب کچہہ تہی۔ میری
موجودہ خوشی زمانہ ماضی کی یادگار
آئندہ کی امید۔ اگلی جہان میں
میری نجات تہی۔ اور میں سوئر
ہوں۔ موتیوں کی قدر کیا جانوں؟
دفعتہً اوس کے دل میں خیال
آیا کہ وہ تو پالکی میں آرام سے سفر
کر رہا ہے اور سورج مکہی نے
پاپیادہ سفر کیا تہا۔ معاً اس

خیال کے گذرتے ہی نگیندر پالکی
سے کود پڑا - اور پیادہ چلنے لگا -
اور کہار خالی پالکی پیچھے لانے لگے -
جب وہ اُس بازار میں پہنچا - جہاں
وہ صبح ٹہیرا تہا - تو اُس نے آدمیوں
کو رخصت کر دیا اور کہا میں پیادہ
پا سفر کروں گا " مگر دل میں یہہ
کہنے لگا " میں سورج مکھی کی موت
کے کفارہ میں زندگی دیدونگا -
مگر کونسا کفارہ ؟ یہ کہ میں کل خوشیاں
جن سے سورج مکھی محروم ہو گئی تہی -
ترک کر دوں گا - دولت - ملازم
کوئی چیز پاس نہ رکھوں گا - تکلیفیں اور
مصیبتیں برداشت کروں گا -
جس دن میں گووندپور کو خیر باد کہونگا -
اُس دن پیادہ پا سفر کروں گا -
صرف بہات پر قناعت کروں گا
درختوں یا جھونپڑیوں کے نیچے
سویا کروں گا - اوس کے سوا اور
کیا کفارہ دوں گا - وہ یہ کہ
اگر کوئی غریب بے مدد عورت
مجہے مل گئی - تو اس کی امداد کرونگا -
اپنے لئے جو روپیہ میں الگ
کروں گا - اوس میں سے بہت
تہوڑا اپنی ذات کے لئے خرچ
کروں گا - باقی سب بیکسوں کی
امداد میں صرف کرونگا - اور
اس جایداد پر جو ستیش کو دونگا -
یہ شرط لگا دونگا کہ نصف بیکس
عورتوں کی امداد میں خرچ کی
جائے - کفارہ گناہ کا کفارہ ہوسکتا
ہے - مگر غم کا کچھہ نہیں ہوسکتا -
غم کا کفارہ صرف موت ہے - انسان
مرجاتا ہے - تو غم اوسے چہوڑ دیتا
ہے - تو پہر کیوں میں اس کفارہ
کی آرزو نہیں کرتا - "

اس پر دونوں ہاتوں سے چہرہ
ڈھانپ کر اور خدا کو یاد کر کے
نگیندر نے موت کی آرزو کی -

اکتیسواں باب

گو سب مر جاتے ہیں مگر مصیبت نہیں مرتی

سریش چندر اپنی نشستگاہ میں
شام کے وقت تنہا بیٹھا ہوا تھا۔
کہ یکے نگیندر ایک بیگ ہاتھ میں
لئے ہوئے اندر آیا اور ایکطرف
بیگ پھینک کر چپ چاپ ایک
کرسی پہ بیٹھ گیا۔ سریش اوسکی
غمزدہ حالت دیکھکر سخت گھبرایا۔
مگر اس مشکل میں تھا کہ اس
سے کیفیت کسطرح پوچھے۔ اُسے
یہ معلوم تھا کہ نگیندر کو برہم چاری کی
چٹھی پہونچی ہے اور اسے ڈھونڈھنے
کے لئے وہ مادھوپور میں گیا ہے
دیر تک وہ منتظر رہا کہ نگیندر خود
ہی گفتگو شروع کرے۔ مگر جب
وہ کچھ نہ بولا۔ تو سریش چندر نے
اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "بھائی
نگیندر میں تمہیں چپ دیکھکر
سخت گھبرا رہا ہوں۔ کیا تم مادھوپور
نہیں گئے تھے۔"
نگیندر "میں گیا تھا"
سریش "کیا برہم چاری کی خبر

نگیندر "نہیں"
سریش "تو کیا سورج مکھی
نہیں ملی۔ اب وہ کہاں ہے"
نگیندر "(اوپر کی طرف
اشارہ کرکے) آسمان میں دیکھو
(تامل کے بعد) اوس کا آسمان
میں ہونا یقین نہیں کرتے۔ مگر
میں کرتا ہوں"
سریش چندر جانتا تھا کہ نگیندر
آسمان کے وجود کا قائل نہیں
تھا۔ مگر اب وہ سمجھ گیا کہ یہ آسمان
اوس نے محبت کا [illegible] کہا ہے۔
کیونکہ وہ سورج مکھی کو نہ پانے
سے اس قدر اندوہگین ہوا کہ
اوسے اس غم کا برداشت کرنا
محال ہوگیا۔ اور اس خیال سے
کہ وہ آسمان میں ہے۔ اوس نے
تسلی پائی۔ دونو عرصہ تک خاموش
رہے۔ اور سریش چندر نگیندر
کی رہایش کے لئے ایک کمرہ
درست کرنے گیا۔ مگر اوس نے

کہانیکے متعلق نہ پوچھا اور یہ کام
کمل بانی کے سپرد کیا۔
جب کمل بانی کو خبر ملی کہ سوج مکھی
مرگئی ہے۔ تو اوسے ایسا قلق ہوا۔
کہ وہ بہامی کی خاطرداری بہول گئی۔
اور ستیش کو ایک طرف کرنے اور
سر زانومیں لیجا کر رونے لگی۔
ستیش کچھہ دیر تک توچُپ چاپ
کھڑا رہا۔ مگر پھرماں کی ٹہڈی کے
نیچے انگلی دیکر اوس کا چہرہ اونچا
کرنے لگا۔ کمل بانی نے سر اوٹہایا۔
مگر مُنہ سے کچھہ نہ بولی۔ لڑکے نے
اوس کے مُنہ پر بوسہ دیا۔ مگر
ماں کو ابہی تک چپ چاپ دیکھکر
اوس کی گود میں جا بیٹھا۔ اور
چلاکر رونے لگا۔ خدا ہی جانتا ہے
کہ اس بچے کے رونے کا باعث
کیا تہا۔ سریش چندر کمل بانی کی
یہ حالت دیکھکر آپ نگیندر کے پاس
کچھہ کہانا لایا۔ اور اُس کے سامنے
رکہا۔ نگیندر نے کہانا دیکھکر کہا۔
"مجھے کہانیکی کچھہ ضرورت نہیں۔
میرے پاس بیٹھہ جاؤ۔ مجھے تم سے
بہت باتیں کرنی ہیں۔ جن کے
لئے مَیں یہاں آیا ہوں۔" اس پر
اُس نے اپنا ارادہ صاف صاف
ظاہر کردیا۔

سریش:۔ "بیشک یہ تعجب کی
بات ہے کہ برہم چاری تمہیں نہیں
ملا۔ کل ہی وہ یہاں سے ادہوپور
تمہاری تلاش میں گیا"

نگیندر:۔ "تمہیں برہم چاری
کیسے ملا۔"

سریش:۔ "وہ بڑا شریف آدمی
ہے۔ جب چٹھی کا اوسے کوئی جواب
نہ ملا تو وہ گووندپور میں تمہیں خود
ڈہونڈنے آیا۔ گووندپور میں اوسے
معلوم ہوا۔ کہ اُسکی چٹھی بنارس
میں تمہارے پاس بہیجی گئی ہے
یہ سُنکر وہ اپنے کام پہ کہیں چلا
گیا۔ وہاں سے وہ پہر گووندپور
میں واپس آیا۔ مگر تمہیں نہ پاکر

کل میرے پاس آیا - اور میں نے
تمہاری چٹھی دکھائی - کل وہ یہاں
سے مادہوپور کو روانہ ہوا - اور
اُسے امید تھی کہ تمہیں رانی گنج میں
ملیگا۔"

نگیندر "مگر میں کل رانی گنج تھا -
گیا اوس نے سورج مکہی کا حال تمسے
بیان کیا ہے"

سریش "میں کل تمہیں کُل حال
سناؤنگا۔"

نگیندر "اس سے میری تکلیف
اور بڑہے گی - اِس وقت مجھے
سب سنا دو۔"

سریش "اوس نے مجھ سے
کہا کہ سورج مکھی سخت ابتر حالت
مین سڑک کے کنارے پڑی تہی -
اوس نے بڑی مصیبت اوٹھائی
تہی - کئی دن سے اوسے کچھ کھانے
کو نہیں ملا تہا - برہم چاری اُسے
اوٹھا کر گاؤں میں لیگیا - اور رام
کرشٹو اُس کا علاج کرتا رہا -
جس کے علاج سے وہ صحت
یاب ہوگئی - الغرض سورج مکہی
نے اسقدر تکلیف برداشت کی تھی
کہ اُس کا دسواں حصہ بھی رام
کرشٹو نے تمہیں نہیں سنایا۔"

یہ سُنکر نگیندر گھر سے باہر نکل
گیا - اور گھنٹوں دیوانوں کی
طرح گھومتا رہا - آخرکار تھک کر
پھر اندر آگیا - اور سریش چندر
سے کہنے لگا -

نگیندر "برہم چاری کو
یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا - کہ سورج مکہی
کہاں کہاں پھرتی رہی - سب مجھے
کل حال سنادو۔"

سریش "آج نہیں - کل
سناؤنگا - اسوقت تم آرام کرو۔"

نگیندر "(غصہ ہوکر اور دیوانوں
کیطرح آنکھیں نکال کر) نہیں
اسی وقت سناؤ۔"

سریش - گووندپور سے
چلکر سورج مکہی پہلے اس طرف

آئی"

نگیندر "کتنا فاصلہ وہ ہر روز
طے کرتی تھی"

سریش "تین میل"

نگیندر "وہ گھر سے ایک
کوڑی بھی ہمراہ نہیں لے گئی تھی۔
روٹی کہاں سے کھاتی تھی"

سریش "کسی دن تو برت رکھتی
کسی دن بھیکہ مانگتی! کیا تم دیوانے
ہوگئے ہو؟ (یہہ کہکر سریش چندر
نے زور سے نگیندر کے ہاتھہ پکڑ لئے۔
جو دونو ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ
کر رہا تھا) "کیا مَیں مر جاؤں۔
تو سورج مکھی سے جا ملونگا"

سریش "اگر تم غور سے نہیں
سنوگے تو مَیں نہیں بولونگا"

مگر نگیندر اوس وقت بے ہوش ہو رہا
تھا۔ اوسے کچھہ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں
ہے۔ اوس کی آنکھوں کے سامنے
سورج مکھی کی تصویر پھر رہی تھی۔
اور باقی دُنیا اوس کے دل سے فراموش
ہو رہی تھی۔ بڑی مشکل سے
سریش چندر نگیندر کو ہوش میں
لایا اور نگیندر ہوش میں آکر
کہنے لگا "سورج مکھی سے مجھے
جان سے زیادہ عزیز۔ تو کہاں
ہے" اور تھوڑی دیر کے بعد کہا۔
اچھا اور کیا ہوا کہو"

سریش "میں کیا کہوں"

نگیندر "اگر نہیں کہو گے۔
تو میں تمہارے روبرو مر جاونگا"

سریش "مگر سورج مکھی کو یہ
تکلیف زیادہ برداشت کرنی نہ
پڑی۔ ایک دولت مند برہمن
مع عیال و اطفال کے کلکتہ
سے بنارس کو جا رہا تھا۔ اور
سورج مکھی کو ایک درخت کے
نیچے بیٹھے دیکھکر برہمن نے
اوس پر رحم کیا۔ اور اوسے
ہمراہ لے لیا"

نگیندر "اس برہمن کا کیا
نام ہے؟ وہ کہاں رہتا ہے؟"

اچھا آگے کیا ہوا؟"

سریش "وہ سورج مکھی اوس کے ہمراہ بنارس تک پہونچ گئی - اور راہ میں اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی"

نگیندر "مگر اس کے بعد کیا برہمن نے اُسے چھوڑ دیا"

سریش "نہیں خود سورج مکھی نے اوس کا ساتھ چھوڑ دیا - وہ بنارس سے آگے جانا نہیں چاہتی تھی - اور بدون تمہیں دیکھے وہ اسقدر عرصہ تک ٹھیر سکتی تھی - صرف تمہیں دیکھنے کے لئے بنارس سے وہ پیادہ پا روانہ ہوئی - باقی کل سُناونگا"

نگیندر "(روکر) باقی میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے - تمہیں سُنانے کی حاجت نہیں"

سریش چندر "بھائی تم کیوں اس قدر رنجیدہ اور غمگین ہو - اوس میں تمہارا کچھ قصور نہیں - تم نے اُسے تکلیف نہیں دی اور نہ اوسے نکل جانے پر مجبور کیا - جو کچھ ہو گیا ہے - اوس پر پشیمان نہ ہونا چاہئے"

مگر نگیندر اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا تھا - کیوں اُس نے زہریلے درخت کی جڑ اپنے دل سے نہیں نکالی تھی - ؟

تیسواں باب

ہیرا کے زہریلے درخت کا پھل

ہیرا نے اپنا بے بہا اور بیش قیمت جوہر ایک کوڑی پر بیچ دیا - بیشک دامن عصمت کو تکلیف اور محنت سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے - مگر ایکدن کی غفلت سے چاک ہو سکتا ہے

ہیرا کا بھی یہی حال تھا - جس دولت کے لئے اس نے اپنا قیمتی جوہر بیچا تھا - بس ایک پھوٹی کوڑی ہی تھی - کیونکہ دیوندر کی محبت ایسی تھی - جیسے سیلاب کے نیچے کیچڑ رہتا ہے - تین دن میں

پانی اتر گیا اور ہیرا دلدل میں
پھنس گئی۔ جیسے کہ ایک بخیل یا
شہرت طلب آدمی مدتوں خزانہ جمع
کرکے بیٹے کی شادی پر یا کسی اور
تقریب پر ساری دولت ایک ہی
دن میں خرچ کر ڈالتا ہے۔ ویسے
ہیرا برسوں اپنی عصمت نگہ رکھکر
ایک ساعت کی خوشی کے لئے
اسے ہاتھ سے دے بیٹھی۔ اور
ہمیشہ کا رنج وغم خرید بیٹھی۔
جب دنبدر نے اوسے اس طرح
چھوڑ دیا۔ جیسے کہ ایک لڑکا کچے
آم کو بدمزہ پاکر پھینک دیتا ہے۔
تو پہلے تو اس پر یہہ واقعہ نہایت
شاق گذرا۔ نہ صرف اوس کے دل
پر ہی اس بات کا صدمہ تھا۔ کہ
دنبدر نے اُسے چھوڑ دیا ہے۔
بلکہ زیادہ ناقابل برداشت یہہ بات
تھی کہ ہم جنسوں میں اسکی قدر و عزت
گھٹ گئی۔ اور وہ ایک ذلیل سمجھی
جانے لگی۔ اور آخری کوشش

کے وقت اوس نے دنبدر کے
پاؤں پر گر کر کہا "مجھے مت چھوڑ"
مگر اُس سنگدل نے جواب دیا۔
"میں صرف کندا نندنی پر فدا ہو
یا نیکی غرض سے تمہاری عزت
کرتا تھا۔ اور اپنے پہلو میں بٹھاتا
تھا۔ اگر اب بھی تو اُسے میرے
ہاتھ دیدے۔ تو میں ہمیشہ تک
تجھے اپنے پاس رکھونگا۔ نہیں تو ہرگز
نہیں۔ میں نے تیرے غرور کا
مناسب اجر تجھ کو دیا ہے۔ اب
داغ کے ساتھ اپنے گھر چلی جا۔"
ہیرا کو اب غصہ اور مایوسی میں
جہاں تاریک دکھائی دینے لگا۔
جب اُس کے سر کا چکر بند ہوا۔
تو وہ دنبدر کے گھر کے سامنے
کھڑی ہوگئی اور وہ گالیاں
سنائیں کہ وہ بھی کیا یاد کریگا۔
بازاری عورتیں بھی شاید ایسی
بدزبانی سے پرہیز کریں جس
سے ہیرا نے اسوقت کام لیا۔

غرض فحش تولنے میں آتش مزاج
ہیرا نے کوئی کسر باقی نہ رکھی اور
اگر اس کی گالیاں تلوار کا اثر نہ
رکھتیں۔ تو کوئی شبہ نہیں کہ
دھندر کے ٹکڑے اڑ جاتے۔ آخرش
دھندران فحش گالیوں کی تاب
نہ لاکر اوٹھا اور اسے لات مار کر
باغ سے نکال دیا۔ ہیرا تو صرف
عاشق ہی تھی۔ مگر دھندر فاسق ہونے
کے علاوہ کندہ ناتراش بھی تھا۔
اسطرح ابدی محبت کا خاتمہ ہوگیا۔
ہیرا گالیاں دیکر گھر نہ گئی۔ گووندپور
میں ایک ادنے درجہ کا حکیم تھا۔ جو
غریب آدمیوں کا علاج کیا
کرتا تھا۔ اسے ادویات کا کوئی
علم نہ تھا۔ اوس کے پاس صرف زہر کی
گولیاں تھیں۔ جن سے زندگی کا
رشتہ جلد منقطع ہو جاتے۔ ہیرا کو
معلوم تھا کہ اس کے پاس عموماً
زہر کی گولیاں رہتی ہیں۔ چنانچہ
وہ اس رات اوس کے پاس
گئی اور اسے الگ لیجا کر کہنے
لگی۔
ایک گیدڑ مجھے روز ستاتا ہے
اور میری روٹیاں کھا جاتا ہے۔
جب تک میں اسے جان سے ماروں
میرا یہاں رہنا مشکل ہے۔ اگر میں
چاولوں میں زہر ملا دوں۔ تو وہ
بیشک کھا کر مر جائیگا۔ تمہارے
پاس بہت قسم کے زہر میں ایک
قسم کا مجھے بھی دو۔ جو سب سے
زیادہ مہلک ہو"
چنڈال۔ "اعتبار نہ کرے؟
میرے پاس زہر تو ہے۔ مگر میں
بیچ نہیں سکتا۔ اگر کسی کو معلوم
ہو جائے کہ میں زہر بیچا کرتا ہوں
تو پولیس فوراً مجھے گرفتار کریگی"
ہیرا۔ "اس بات کا فکر مت کرو۔
کسی شخص کو یہ معلوم نہیں ہوگا۔
میں گنگا کی قسم کھاتی ہوں۔ کہ
کسی کو نہیں بتاؤنگی۔ دو گیدڑوں
کے لئے مجھے دو۔ اور میں ٹکا پیس

روپیہ دونگی"
چنڈال کو یہ تو یقین ہوگیا۔ کہ عورت
مذکور کسی آدمی کی جان لینے کے
فکر میں ہے۔ مگر پچاس روپیہ کی
رقم بہت بڑی تھی۔ وہ راضی
ہوگیا۔
ہیرا فی الفور روپیہ گھر سے لے
آئی۔ اور زہر لیکر گھر کو چلی۔
مگر چلتی دفعہ اوسے کہ گئی خبردار
کسیکو تو نے بتایا۔ نہیں تو
دونوں بلا میں گرفتار ہونگے
چنڈال نے جواب میں "مائی میں
تجھے جانتا ہی نہیں" اسیطرح
فکر دور کرکے ہیرا نے گھر کا رستہ
لیا اور گھر پہونچکر رو کر کہنے
لگی "میں نے کیا قصور کیا ہے۔
کہ میں مرتی ہوں۔ میں بدون
شخص کو مارے کیوں مرون۔
جس نے مجھے داغ لگایا۔ میں زہر
نہیں کھاؤنگی۔ بلکہ وہ جس نے
مجھے اس ذلت کو پہنچایا ہے۔ اس
زہر کا مزا چکھیگا۔ اور وہ نہیں۔
تو اسکی پیاری معشوقہ کنڈا آنند لی
کو کھلاؤنگی۔ جب ان دونوں
میں سے ایک کا خاتمہ ہو جائیگا۔
تو ضرورت پر میں بھی زہر کھالونگی"

تینتیسوان باب

ہیرا کی دادی

ہیرا کی دادی لاٹھی ٹیکے چلی جا
رہی تھی۔ کہ گانو کے لڑکے اوس
کے پیچھے ہوئے۔ شیطان لڑکے
تالیاں بجاتے اور بیچاری بوڑھی
پر پھبتیاں اڑاتے۔ بوڑھی تنگ
ہوکر انہیں گالیاں دینے لگی۔ اور
ساتھ ہی اون کے والدین کو برا
بھلا کہنے لگی۔ اتنے میں بوڑھی
نگیندر کے احاطہ کے قریب پہنچی۔
اور دربانوں نے لڑکوں سے
بوڑھی کا پیچھا چھوڑایا۔ لڑکے
دربانوں کے خوف سے بھاگ
تو گئے۔ مگر دربانوں کو بھی پھبتیوں

سے خالی نہ چھوڑا۔
ایک ۔ ماچن بہی سر شام ہی
سو جاتا ہے ۔ مگر جب کوئی چور نکلتا
ہے ۔ تو بہاگ جاتا ہے "
دوسرا" رام سنگھ پاری لاٹھی
لئے دلیری سے چلتا پہرتا ہے ۔
مگر چور کی شکل دیکھ کر تالاب میں
منہہ چھپانے جاتا ہے "
تیسرا" لال چند سنگھ خوب گاتا
اور ناچتا ہے ۔ خوراک کے لئے
تو ملک الموت ہے ۔ مگر کام بالکل
نہیں کرتا ۔ کہانے میں دلیر مگر
کام میں خیر صلا "

"ہیرا کی دادی نگینہ کے شفاخانہ
میں گئی ۔ اور ڈاکٹر کے روبرو
جا کر کہنے لگی "

بوڑہی " ڈاکٹر صاحب کہاں
ہیں "

ڈاکٹر " میں ہی ڈاکٹر ہوں "

بوڑہی ۔ اے ڈاکٹر میں اندہی
ہو رہی ہوں ۔ میری عمر اسی برس
کی ہوگی ۔ میں کیا کہوں ۔ مجھہ پر
کیا کیا مصیبتیں گذریں ۔ میرا ایک
بیٹا تہا وہ مرگیا میری ایک
پوتی تہی ۔ وہ بھی ۔"

یہاں بوڑہی رونے لگی ۔ اور
ڈاکٹر نے کہا "تجھے کیا ہوا ہی؟
اور تیرا کیا مطلب ہے " مگر
اُس نے پھر وہی حالات بیان
کرنے شروع کر دیئے ۔ جب
ڈاکٹر تنگ آگیا ۔ تو اوس نے
اپنی حالت چھوڑ ۔ بیٹی ۔ بہو اور پوتی
کی داستان شروع کر دی ۔
غرض بڑی مشکل کے بعد ڈاکٹر
کو معلوم ہوا کہ بوڑہی کی پوتی
بیمار ہے ۔ اور اس کے لئے
دوا مانگتی ہے ۔ بوڑہی نے
کہا کہ اوس کی پوتی کو خفقان
ہوگیا ہے ۔ اُسکی ماں کو بھی
یہی مرض تہا ۔ اور وہ اسی
مرض میں مرگئی ۔ ہیرا نے
اب تک کوئی علامت ظاہر

نہ کی تھی - مگر اب بوڑھی کو شبہ ہو رہا ہے - کیونکہ ہیرا کبھی روتی ہے - کبھی ہنستی ہے - کبھی خود بخود ناچنے لگتی ہے -

ڈاکٹر کچھ تامل کے بعد "تیری بیٹی کو جنون ہو گیا ہے"

بوڑھی "ڈاکٹر! کیا اس کے لئے کوئی دوا نہیں؟"

ڈاکٹر "کیوں نہیں - اسے گرم رکھ اور یہ کسٹرائل لیجا صبح ہی اسے پلا دینا - میں بھی تھوڑی دیر بعد اسے آکر دیکھونگا - اور دوسری دوا دونگا"

کسٹرائل کی شیشی لئے ہوئی بوڑھی گھر کیطرف چلی - راہ میں اسے ایک عورت ملی - اوسنے پوچھا "ہیرا کی ماں تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟"

بوڑھی "ہیرا کو جنون ہو گیا ہے - ڈاکٹر نے کسٹرائل دیا ہے - کیا تمہارے خیال میں یہ علاج درست ہے"

عورت "کسٹرائل سب کا باپ ہے - مگر تیری پوتی کو کس طرح جنون ہو گیا ؟"

بوڑھی "یہ اس کی عمر کا تقاضا ہے"

عورت نے کچھ دوا بتائی اور چلی گئی -

گھر پہنچکر بوڑھی کو یاد آ گیا - کہ ڈاکٹر نے ہیرا کو گرم رکھنے کے لئے ہدایت کی تھی - اوس نے بہت سی لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی - جب گرمی ہیرا کو پہنچی - تو برداشت نہ کر کے کہنے لگی - "آگ! یہ کس لئے؟"

بوڑھی "ڈاکٹر نے کہا تھا - کہ تمہیں گرم رکھا جاوے -

چونتیسواں باب

تاریک گھر تاریک زندگی

نگیندر اور سورج مکھی کی عدم موجودگی سے گھر میں تاریکی چھا

رہی تھی۔ کلارک دفتر میں بیٹھے
تھے۔ گنداشندنی مع دیگر عورتوں
کے اندر کے کمروں میں رہتی
تھی۔ مگر صرف ستارے ایک
اندھیری رات کی تاریکی کو کب
دور کر سکتے ہیں۔ دیواروں پر
مکڑی نے جالا تن رکھا تھا۔
کمروں میں گرد کے انبار تھے۔
کبوتروں نے کونوں میں کھونسلے
تیار کیے تھے۔ اور چڑیوں نے
چھتوں کی کڑیوں میں گھر تیار
کر لیے تھے۔ باغ میں خشک
پتوں کا انبار لگ رہا تھا۔ تالابوں
میں کائی اگ رہی تھی۔ اور تمام
باغ ویران ہو رہا تھا۔ صحن میں گیدڑ
آ رہے تھے۔ گودام میں چوہوں
کی کثرت ہو رہی تھی۔ چمگادڑ
دن رات دکھائی دے رہے تھے
سورج مکھی کے کل پانسو پرندے
بلی کے منہ کا لقمہ بن گئے تھے۔
ان کے پر زمین پر بکھر رہے تھے۔
بطخوں کو گیدڑوں نے شکار
کر لیا تھا۔ مور جنگل میں اڑ گئے
تھے۔ گائیں دودھ دینے سے
رہ گئیں تھیں۔"

نگینہ ور کے کتے بھوکے مر رہے تھے
بعض مر گئے تھے۔ اور بعض کبھی
کھولے بھی نہ گئے تھے۔ بعض
رسے توڑ کر بھاگ گئے تھے۔
گھوڑوں میں وبا پھیل گئی تھی۔
اصطبلوں میں گندگی جمع ہو رہی
تھی۔ مکان کئی جگہ سے شکستہ
ہو رہا تھا۔ رنگی ہوئی دیواروں
پر گرد بیٹھ گئی تھی۔ کتابوں کو
کیڑا لگ گیا تھا۔ غرض گھر
کا مالک کوئی نہ تھا۔ اور مالک
کے بغیر بہشت بھی ویران ہو جایا
کرتا ہے۔

جیسا کہ ویران باغ میں کوئی کوئی
پھول ہوتا ہے۔ ویسی ہی گندا
اس گھر میں تھی۔ اور وہ بھی سخت
رنج و اندوہ میں تھی۔ اگر کوئی

اسے مالک پکارتا تو وہ اُسے
تسخر سمجھتی - دیوان اگر پوچھ بیٹھتا
کہ اُسے کوئی ضرورت ہے - تو
وہ کچھ بیان نہ کرتی - گگیندر کی
کوئی چٹھی کبھی اُس کے نام نہ آتی
تھی - دیوان کے پاس جو چٹھی آتی
تھی - وہ اُس کے پاس بھیج دیتا -
اور جب وہ پڑھ لیتی - تو واپس
منگا لیتا -

جس قدر مصیبت سوبھ کلی نے
جنگل میں اُٹھائی - اُس قدر گندا
کو اس عالیشان محل میں برداشت
کرنی پڑی - سوبھ کلی اپنے شوہر
کو پیار کرتی تھی - مگر کیا گندا
نہیں کرتی تھی ؟ اس نبھی سے
دل میں محبت کی آگ سلگ رہی
تھی - اور چونکہ وہ اُسے باہر نکال
نہیں سکتی تھی - اس لئے اندر ہی اندر
جلا کرتی تھی - گندا گگیندر کو ابتدا
ہی سے چاہتی تھی - مگر اوس نے
کسی کو اس حال سے مطلع نہ کیا تھا
اور نہ اوس سے کوئی واقف
ہی تھا - اوسی گگیندر سے
ملنے کی کوئی امید نہ تھی اس لئے
وہ ہمیشہ مایوسی میں رہا کرتی تھی -
کیونکہ اس بات کی خواہش اُس
کے لئے ایسی تھی - جیسے چاند
پر قبضہ پانیکی - مگر گگیندر نے
کس قصور کے بدلے اوسے تنہا
چھوڑ دیا تھا ؟ گندا انہیں خیالات
پر ہمیشہ سوچا کرتی - اچھا گگیندر
اُسے پیار نہ کرے تو نہ کرے -
مگر کیوں وہ اسکی آنکھوں سے
ہی روپوش ہوگیا ہے ؟ اس
کے علاوہ وہ گندا کو کیوں اپنی
مصیبت کا باعث سمجھتا ہے ؟

ہر ایک شخص گندا کو ایسا ہی
خیال کرتا - مگر گندا اپنے دل
سے پوچھتی " مجھ پر یہ الزام
کیوں لگایا جاتا ہے ؟ میرا
اس میں کیا قصور ہے ؟

بیشک ایک بد ساعت میں گگیندر

سے گُندا سے شادی کی تھی ۔
جیسے کہ ہر ایک شخص شجرالموت
کے نیچے بیٹھنے سے مرجاتا ہے۔
ویسی ہی اِس شادی میں جتنے
اشخاص کا تعلق تھا۔ سب سب
تباہ ہو گئے۔ پھر گُندا نے دل
میں سوچا "سورج مکھی میری
وجہ سے اِس حالت کو پہنچی ہے۔
سورج مکھی نے میری دستگیری
کی۔ مجھ سے بہینوں کا سا پیار
کیا۔ میں نے اُسے فقیرنی بنایا
ہے۔ تو مجھ سے زیادہ بدقسمت
کون ہے۔ میں کیوں نہ نہر
کے کنارے مرگئی ؟ میں اب
کیوں نہیں مرجاتی ؟ میں ابھی نہیں
مرونگی۔ اُسے آنے دو۔ میں
ایک دفعہ اُسے دیکھ لوں۔ کیا
وہ نہیں آئے گا؟" گُندا کو
سورج مکھی کی موت کی اطلاع
نہیں ملی تھی۔ اوس نے خیال
کیا اب مرنے کا کیا فائدہ ہے۔
اگر سورج مکھی آجائیگی۔ تو میں
مرجاؤنگی۔ میں اُس کے راہ میں
اب کانٹا نہ رہونگی۔"

پینتیسواں باب

واپسی

کلکتہ میں جس قدر کام ضروری
تھا۔ ختم ہو گیا۔ وصیت نامہ
لکھا گیا۔ اُس میں برہم چاری اور
نامعلوم برہمن کے لئے بھی
انعام مقرر کیا گیا۔ چونکہ وصیت نامہ
کی رجسٹری ہری پور میں ہوئی
تھی۔ اِس لئے نگیندر گووند پور میں
آیا۔ سریش چندر کو بھی اُس
نے گووند پور میں آنے کی تاکید
کی۔ اوس نے نگیندر کو وصیت
نامہ لکھنے اور پیادہ سفر کرنے
سے ہر چند روکا۔ مگر اُس نے
ایک نہ مانی۔ چنانچہ نگیندر پیادہ
روانہ ہوا۔ اور سریش کمل مَنی
اور ستیش بابو کشتی پر روانہ

ہوئے - جب گندا نے کمل بائی
کو دیکھا تو اُسے ایسا معلوم ہوا -
کہ ایک ستارہ پھر ایک دفعہ نکلا
ہے - سورج مکھی کے بھاگ جانیکے
وقت سے کمل بائی گندا پر سخت
ناراض تھی - اور اُس سے گفتگو
نہیں کیا کرتی تھی - مگر اب گندا کو
دیکھکر سارا اُس کا غصہ جاتا رہا -
اور اُس نے گندا کو خوشخبری
سنائی - کہ نگیندر کل گھر میں واپس
آئیگا - یہہ سُنکر گندا کے چہرہ پر
بشاشت سی چھا گئی - مگر سورج مکھی
کی موت کی خبر سنکر وہ زار زار
روئی - بہت سے ناظرین گندا کی
اس حرکت پر ہنسیں گے - اور کہیں
گے " بگلا مچھلیوں کی موت پر
آنسو بہا رہا ہے " مگر گندا نادان
تھی - اُسے وہم تک بھی نہ گذرا -
کہ سورج مکھی کی وفات پر اُسے
خوش ہونا چاہیئے - یہ بیوقوف
فی الحقیقت رو رہی تھی کمل بائی

نے گندا بھی تسلی دی اور اپنا
دل بھی بہلانے لگی - وہ بہتیرا
رو چکی تھی - اب اوس نے یہہ
سوچا " رونے سے کیا فائدہ ہے
اگر میں روتی رہونگی - تو سریش
چندر دلتنگ ہوگا - اور ستیش
بھی روئیگا - رونے سے سورج مکھی
واپس نہیں آ جائیگی "
کمل بائی نے سریش چندر کو
کہا " اس گھر کی دیوی یہاں
سے رخصت ہو گئی - جب میرا
بھائی یہاں آئے گا - تو اُسے
صرف چٹائی کا بستر ملیگا "
پر وہ دونوں مکان کی آرائش
میں مصروف ہوئے - تھوڑی
دیر میں چوہے اور تلیاں کمرے
سے نکل گئیں - پر ندے گھونسلے
چھوڑ گئے - اور مکان سب
درست ہو گیا تھا - جسوقت نگیندر
نے اپنا قدم اندر رکھا - شام
کا وقت تھا - جیسے کردیا سیلاب

کے وقت بڑا تیز اور تند بہتا ہے۔ جب پر ہو جاتا ہے۔ تو بڑے آرام سے بہتا ہے۔ اسیطرح نگیندر کے غم کا حال ہوگیا۔ اُس کا غم کچھ کم نہیں ہوا تہا۔ مگر اب وہ بچین اور بے قرار نہیں تھا۔ نہایت اطمینان کے ساتھ اوس نے گھر کے آدمیوں سے گفتگو کی۔ اور ہر ایک کی مزاج پرسی کی۔ مگر کُند اننذنی سے بالکل کلام نہ کی۔ نگیندر کے حکم سے اُس کے نوکروں نے اُس کا بستر اوس کمرے میں بچھایا۔ جہاں سورج مکھی رہا کرتی تھی۔ اور نصف شب گذری کہ نگیندر اُس کمرے میں گیا۔ مگر سونے کے لئے نہیں۔ رونے کے لئے۔ سورج مکھی کا کمرہ بڑا وسیع اور خوبصورت تہا۔ نگیندر نے اوس کمرہ کو نہایت آراستہ پیراستہ کر رکھا تہا۔ اور اُس میں ہر ایک

قسم کی تصویریں رکھی ہوئیں تھیں۔ رات بڑی خوفناک تھی۔ سر شام بھی کچھہ بوندیں پڑی تہیں۔ اور اب ہوا کا طوفان بڑے زور شور سے بپا تھا۔ کھڑکیوں کے تختے پھڑپھڑا رہے تھے۔ نگیندر نے سب دروازہ بند کر لئے۔ مگر ایک دروازہ جو بستر کی طرف تہا۔ کھلا رکھا۔ فرش پر بیٹھ کر رونے لگا۔ اور کمرے کی ایک ایک چیز سے اوسے مختلف اوقات یاد آنے لگے۔ آہ کیا خوشی کا وقت تھا۔ جب سورج مکھی اور نگیندر دونو اس کمرے میں بیٹھا کرتے تھے اب اس کمرے کی ہر ایک چیز پر حسرت برس رہی تھے۔ اور سمان خوفناک دکھائی دے رہا تہا۔ اور نگیندر ہر ایک چیز پر بے اختیار آنسو بہا رہا تھا۔ سورج مکھی نے اوس کمرہ میں بہہ

کندہ کرا دیا تھا- سمت ۱۹۱۱ بکرا جیتی
ہیں-
یہ کمرہ اپنے سرتاج شوہر کے لئے-
اسکی خادمہ سورج لکھی نے تیار کرایا-
نگیندر اس نوشتہ کو بار بار پڑھتا
اور سورج لکھی کو یاد کرکے دل
کھولکر روتا تھا- دفعتہً چراغ کی
ماند پڑگئی تھی اور چراغ بجھنے کے
قریب ہوگیا- نگیندر ایک آہ
سرد بھر کر لیٹ گیا- اس دھندلی
روشنی میں ایک عجیب واقعہ درپیش
ہوا- نگیندر نے دروازہ کی طرف
نگاہ کی- تو ایک عورت کی شکل دکھائی
دی اوس کے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے- کیونکہ اس عورت
کے خط وخال سورج لکھی کے سے
تھے- نگیندر اس کی طرف لپکا-
مگر چراغ بجھ گیا- اور شکل اسکی
نظروں سے غائب ہوگئی- اور نگیندر
بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا-
جب نگیندر نے ہوش سنبھالا-

تو کمرہ میں چار طرف تاریکی
چھا رہی تھی- اوسے یاد آگیا-
کہ وہ کیوں اس جگہ پڑا ہے-
مگر اب اس کا سر تکیہ پر تھا
یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے؟ تکیہ
کہاں سے آگیا؟ کیا وہ تکیہ
تھا- یا کسیکی ران تھی؟ کیا
کُند انندنی کی؟
اس شُبہ کے دور کرنے کے
لئے اوس نے سوال کیا- تو
کون ہے؟ مگر جواب کچھ نہ
ملا- البتہ ایک دو قطرے
پانی کے اوسکی پیشانی پر گرے-
جس سے اوسے معلوم ہوا کہ
وہ رو رہی ہے- نگیندر نے
ہاتھ اوٹھایا اور اوس کا بدن
چھوا وہ دفعتہً گھبرا گیا- اور
کچھ عرصہ تک بے حس وحرکت
پڑا رہا- اتنے میں بادل بھی
تھم گیا تھا- اور ہلکی سی روشنی
دروازہ کی راہ سے کمرہ میں پڑنے

لگی ـ نگیندر بھی اُٹھہ کر بیٹھ گیا ـ
اور عورت بھی اٹھکر دروازہ کی
طرف چلی ـ نگیندر نے اتنا تو
معلوم کر لیا ـ کہ وہ گُندا سندلی
نہیں ـ مگر تاریکی کی وجہ سے
یہ نہ پہچان سکا کہ وہ کون ہے ـ
البتہ اوس نے نہایت گھبراہٹ
مین کہا "
" تو کون دیبی یا نبی آدم ہے مَیں
تیرے قدمون پر سر رکہتا ہوں ـ
بول نہیں تو میں مر جاؤنگا عورت
نے کچھہ جواب نہ دیا ـ مگر نگیندر کی
سمجھہ میں نہ آیا ـ
اور وہ لپک کر شکل کے قدمون پر
گر پڑا اور وہیں بیہوش ہوگیا ـ
عورت نے پھر اُس کا سر ران پر
لے لیا ـ اور چپ چاپ بیٹھی رہی ـ
نگیندر کو جب ہوش آیا ـ تو صبح ہو گئی
تھی ـ لعد پرندے بول رہے تھے ـ
نگیندر نے بدون آنکھیں اوپر اٹھائے
کہا ـ " کُندا تو کب آئی ؟ آج تمام
رات میں سورج مکھی کی خواب
دیکھتا رہا ـ خواب میں مجھے
معلوم ہوا ـ مَیں سورج مکھی کی
گود میں سر رکھے ہوئے لیٹا
ہون ـ اگر تو سورج مکھی ہوتی ـ
تو میرے لئے کس قدر خوشی کا
موجب ہوتی ـ

عورت " اگر تم اس بدقسمت
کو دیکھنے کے آرزومند ہو ـ
تو دیکھو میں وہی ہون "

نگیندر ـ (چونک پڑا ـ اور آنکھیں
ملکر کہنے لگا ـ) " کیا مَیں دیوانہ
ہوگیا ہوں ؟ کیا میری قسمت
مین یہی ہے کہ مین دیوانہ ہو جاؤں "

عورت " (ہاتھ جوڑکر) اٹھو میرے
مالک میرے آقا ـ اُٹھو ـ مَیں نے
بڑا دکھ بہوگا ہے ـ مگر اب اُس کا
خاتمہ ہے ـ مَیں مر نہیں گئی ـ بلکہ
زندہ ہوں ـ اور تمہاری خدمت
کرنے آئی ہون "

نگیندر نے جھٹ سورج مکھی کو

سینہ سے لگا لیا۔ اور دونو
رونے لگے۔ مگر یہ رونا خوشی
کا رونا تھا۔

چھتیسواں باب

سرگذشت

نگیندر کو بڑا اشتیاق تھا کہ سورج مکھی
سے اس کی سرگذشت سُنے۔
سورج مکھی نے اسطرح بیان کی۔
میں مر نہیں گئی تھی۔ ڈاکٹر نے جو
کچھہ تمہیں کہا تہا غلط تہا۔ اوسے
معلوم نہیں تھا جب میں اُسکے
علاج سے تندرست ہو گئی تو میرا
دل تمہیں دیکھنے کے لئے بیقرار
تہا۔ اور میں نے برہمچاری کو
ساتھ لیکر گوبندپور کا رُخ کیا۔
جب ہم یہاں پہونچے تو معلوم
ہوا کہ تم یہاں نہیں ہو۔ اس پر
برہمچاری مجھے ایک گاؤں میں
جو یہاں سے چھہ میل کے فاصلہ پر
ہے۔ لیگیا اور ایک برہمن کے
گھر میں رکھا وہ آپ تمہیں ڈھونڈنے
کے لئے کلکتہ گیا۔ وہاں سریش چندر
کی زبان سے اوسے معلوم
ہوا کہ تم مادہوپور گئے ہو۔ وہاں
اوس نے یہہ بھی سُنا۔ کہ جس
رات کو ہم مادہوپور سے روانہ
ہوئے تہے۔ اوسی رات
ہرومالی کے گھر آگ لگی۔ صبح
کو لوگوں نے ایک لاش دیکھی
مگر چونکہ اوسے مطلق شناخت
نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے
یہ قرار دیا۔ کہ ہرومالی تو بھاگ
گئی ہے اور بیمار عورت جو بہاگ
نہیں سکتی تھی۔ مر گئی ہے۔
رام کرشنو کو بھی خبر ملی اور یہی
اوس نے تم سے بیان کی۔"
برہمچاری کو یہ بھی معلوم
ہو گیا۔ کہ تم وہاں گئے ہو اور
میری وفات کی خبر سُنکر گوبندپور
واپس آئے ہو۔ وہ تمہاری
پیچھے آیا اور پرسوں گاؤں میں

پہنچ گیا - میں نے بھی سُنا کہ تم دو تین دن میں آنے والے ہو - اِس امید پر میں یہاں آئی - مگر تمہیں نہ پا کر واپس چلی گئی - اب مجھے پانچ چھ میل چلنا دشوار نہیں معلوم ہوتا - کل میں اسطرف روانہ ہوئی اور ایک بجے رات کے یہاں پہنچ گئی - کھڑکی کھلی دیکھکر میں اندر چلی آئی - اور زینہ کے نیچے چھپ رہی - جب میں اس کمرہ میں پہونچی - تو تمہیں سربسجود دیکھا - پہلے تو میں نے چاہا کہ اپنے آپ کو تمہارے قدموں میں ڈالوں - مگر اس خوف سے کہ شائد تم میری خطا نہ بخشو - باز رہی - پھر میں نے اپنے آپ کو تمہیں دکھایا - اور تم بیہوش ہو کر گر پڑے اور میں نے تمہارا سر گود میں لیلیا - اور بیٹھی رہی - مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہہ خوشی میری قسمت میں لکھی ہو گی - مگر تم پر حیف ہے کہ تم مجھے پیار نہیں کرتے - تم نے میرے جسم کو ٹٹولا اور پہچان نہ سکے - میں ہوتی - تو تمہیں سانس سے پہچان جاتی "

سینتیسواں باب

سادہ لوح اور سانپ

جسوقت سونیکے کمرہ میں نگیندر اور سورج مکھی خوشی کی لہریں غوطہ کھا رہے تھے - اسی وقت دوسرے کمرہ میں ایک مُہلک گفتگو ہو رہی تھی - مگر پہلے ہم بیان کریں - کہ اس رات کو کیا گذرا - ناظرین کو معلوم ہے کہ نگیندر نے آنے کے وقت کُندنندنی کو مطلق مخاطب نہیں کیا - اس سے اُس کے دل پر سخت صدمہ پہنچا - اور وہ کہنے لگی "میں کیوں اب تک شوہر کو دیکھنے کے لئے زندہ

رہی - اب میرے لئے کیا خوشی
رہ گئی ہے " رات بھر وہ روتی رہی
اور پچھلے پہر اوسے نیند نے گھیر
لیا - نیند میں کیا دیکھتی ہے - کہ
وہی شکل جو اوس نے چار سال
گذرے باپ کی وفات کے وقت
دیکھی تھی اب پھر اوس کے سامنے
آموجود ہوئی - مگر اس دفعہ وہ
چمکیلے ہالہ میں گھری ہوئی نہیں تھی
بلکہ ایک بادل کے اوپر تھی - جو
برسنے کے قریب تھا - اس بادل
میں سے ایک اور چہرہ مسکراتا ہوا
نکلا - جو ہیرا کے چہرہ سے بالکل
مشابہ تھا - گندا سہم گئی اور اسکی
ماں نے کہا " گندا جب میں
پہلے آئی تھی - تو تو نے میری
بات نہیں سنی تھی - اب تو نے
دیکھ لیا کہ تو نے کس قدر مصائب
اٹھائے - اسوقت میں نے کہا
تھا کہ میں ایک دفعہ پھر آؤں گی -
اور اب میں وعدہ کے بموجب آئی
ہوں - اگر تو دنیا کی خوشیوں
سے سیر ہو چکی ہے - تو میرے
ساتھ چل - "

گندا " ماں مجھے اپنے ساتھ
لے چل - میں یہاں رہنا نہیں
چاہتی - "

ماں " (خوش ہوکر) اچھا
پھر آجا - "

گندا صبح کو اٹھی اور اسے
خواب یاد آیا - تو اس نے خدا
سے دعا مانگی کہ اس کا خواب
سچ نکلے - علی الصباح ہی ہیرا
گندا کے کمرہ میں آئی - جس دن
سے گندا یہاں آئی تھی - ہیرا نے
گندا سے پیار کرنا شروع کر دیا
تھا - مگر دوسری عورتیں اس
چالاکی کو پا گئی تھیں - گندا سادہ
لوح تھی - صرف یہی سمجھی - کہ
ہیرا زبان کی تلخ ہے اور بیوفا
نہیں - ہیرا نے گندا کو روتے
دیکھ کر کہا " ٹھاکرانی - تو

کیوں رو رہی ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ کیا تو ساری رات روتی رہی ہے ؟ کیا بابو نے تجھے کچھ کہا ہے ؟"

گندا " کچھ نہیں "

ہیرا " اِس نظارہ سے خوش ہو گیا۔ کیا بابو نے تجھ سے کوئی بات کہی ہے ؟ میں ایک خادمہ ہوں۔ مجھے بتانے میں تمہیں تامل نہیں چاہیئے "

گندا " مجھ سے مطلق گفتگو نہیں کی "

ہیرا " کیوں ؟ اتنے دن کی جدائی کے بعد اوس نے تجھ سے کوئی نہیں کی "

گندا " (رو کر) اوس نے تو مجھ کو دیکھا تک نہیں "

ہیرا " (دل میں خوش ہو کر) " تو اس طرح کیوں روتی ہے " بکثرت لوگ سر سے پاؤں تک غم میں غرق ہیں۔ مگر تو ایک ہی غم میں دبی جاتی ہے۔ اگر میرے جتنا غم تجھے ہوتا۔ تو تو ابتک مر چکی ہوتی "

مرجانے کا لفظ گندا کے کانوں میں پارہ کی طرح پڑا۔ وہ کانپ گئی۔ رات کو وہ کئی دفعہ ایسا ارادہ کر چکی تھی۔ اور اب ہیرا کے الفاظ نے اوس کا ارادہ مستقل کر دیا۔

ہیرا " سُن میں کس مصیبت میں ہوں۔ میں بھی ایک شخص کو جان سے زیادہ چاہتی تھی۔ وہ میرا شوہر نہیں تھا۔ مگر میں اپنا گناہ اپنی مالکہ سے کیوں چھپاؤں۔ بہتر ہے کہ میں صاف صاف اقراری ہو جاؤں۔ گندا نے ہیرا کے آخری الفاظ نہ سُنے۔ اوس کے کانوں میں خودکشی کی آواز آ رہی تھی۔ اور کوئی دیو بے خبر اوس کے کانوں میں کہہ رہا تھا۔ میاں اِس

زحمت کے اوٹھانے کی نسبت
تیرے لئے مرجانا اچھا نہیں ہے؟
ہیرا: "بیشک وہ میرا شوہر نہیں
تھا - مگر میں جان سے اوسے
زیادہ چاہتی تھی - مجھے معلوم تھا
کہ وہ مجھے نہیں چاہتا - بلکہ کسی
آدمی کو جو ہزار گنے مجھہ سے
زیادہ خوبصورت ہے - چاہتا
ہے - خیر میں نے اوس کا ساتھ
نہ چھوڑا - اور ایکدن ہم دونو
نے منہہ کالا کیا"

ہیرا نے اپنی محبت کی کل داستان
سنادی - مگر کسی کا نام نہ لیا -
اور آخر میں کہا "تم کیا سمجھتی
ہو - میں نے کیا کیا؟"

گندا: "ہاں تم نے کیا کیا؟"

ہیرا: "میں حکیم کے پاس گئی -
اور اوس سے زہر مول لیا"

گندا: "پھر؟"

ہیرا - میں نے خودکشی کا
ارادہ کیا - مگر پھر مجھے خیال آیا -
کہ میں دوسرے کی خاطر کیوں
اپنی جان برباد کروں - میں نے
زہر نہ کھایا - اور صندوق میں
اٹھا رکھا" یہہ کہکر پھر ایک
چھوٹا سا بکس اوٹھا لائی اور
اوس میں سے زہر نکالکر گندا
کو دکھایا - اتنے میں گھر میں سے
خوشی کے نعروں کی آواز آئی -
ہیرا بکس کھلا چھوڑ کر خبر لینے
لگی - اور گندا کو زہر اڑالے کا
موقع مل گیا -

اٹھتیسواں باب

بد انجامی

ہیرا کو پہلے اس خوشی و خرمی
کی وجہ معلوم نہ ہوئی - اوس
نے دیکھا کہ ایک بڑے کمرہ
میں کئی عورتیں اور لڑکیاں
کسی کو گھیرے ہوئی - خوشی
کے نعرے بلند کر رہی ہیں -
ہیرا اس جھرمٹ کی وجہ کی پہچان

نہ سکی کہ کس کے گرد اس قدر ہجوم ہو رہا ہے؟
ہیرا کسی قدر متعجب ہوئی اور ہجوم میں سے سر نکال کر کیا دیکھتی ہے کہ سورج مکھی بیٹھی ہوئی ہے اور خادمہ عورتیں اوس کے بال سنوار رہی ہیں۔ اُسے باور نہ آتا تھا۔ کہ سورج مکھی جو مر گئی تھی۔ اب پھر زندہ ہو کر وہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اِس حیرانی میں اوس نے ایک عورت سے پوچھا "یہہ کون ہے۔" کوسلیا نے یہہ سوال سُن لیا۔ اور طنز سے کہا کیا تو نہیں جانتی؟ یہہ ہمارے گھر کی دیبی اور تمہاری جلاد ہے" بال سنور چکے۔ تو سورج مکھی نے زیورات اور کپڑے پہنے۔ اور کمل بالی کو کہا "چلو کُندا کو دیکھیں اوس نے میرا کوئی قصور نہیں کیا۔ میں اُس سے ناراض نہیں ہوں۔ وہ اب میری چھوٹی بہن ہوگی۔"
دونو گئیں۔ کچھہ عرصہ تک کمرہ میں رہیں۔ اور آخر کار کمل بالی رونی صورت بنائے ہوئے باہر نکلی۔ اور نگیندر کو بُلا لانے کے واسطے ایک عورت کو بھیجا۔ جب نگیندر آیا۔ تو دروازہ پر سورج مکھی اُسے روتی ہوئی ملی۔
نگیندر "کیا ہوا ہے"
سورج مکھی۔ میں کُندا کو پرورش کر کے عورت بنایا۔ اور اب میں اُسے اپنی چھوٹی بہن بنانے آئی۔ تو اُسے خاک کا ڈھیر پایا۔ کُندا نے زہر کھا لیا ہے"
نگیندر "کیا کہہ رہی ہے"
سورج مکھی۔ تم کُندا کے پاس جاؤ۔ اور میں ڈاکٹر کو بلا بھیجتی ہوں"
سورج مکھی اپنے کام پر گئی۔ اور

نگیندر تنہا گُندا کے کمرہ میں گیا۔ اوس نے دیکھا کہ گُندا کا چہرہ سیاہ ہو رہا ہے۔ آنکھوں کا نور دور ہو رہا ہے اور چہرہ پر مردنی چھا گئی ہے۔

انتالیسواں باب

گُندا کی زبان کہل گئی۔

گُندا فرش پر بیٹھی ہوئی تہی اور اُس کا سر چارپائی کے ساتھ نیچے کی طرف لگ رہا تھا۔ نگیندر کو دیکھ کر اوس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنا سر نگیندر کے پاؤں میں ڈالدیا۔

نگیندر۔ یہہ کیا ہے؟ کس قصور کے بدلے تو مجھے چھوڑتی ہے؟

گُندا نے کبھی نگیندر کو جواب نہیں دیا تھا۔ مگر اب دفعۃً اُسکی زبان کُہل گئی۔ اور اوس نے کہا۔ "کس قصور کے بدلے تمنے مجھے چھوڑا تہا"

گُندا۔ "جس وقت تم کل آئے تھے۔ اگر میرے پاس اسی طرح آکر بیٹھ جاتے۔ تو میں نہ مرتی۔ مگر تم نہ آئے۔ خیر اب میرے پاس چپ چاپ مت بیٹھو۔ اگر میں نے مرتی دفعہ تمہارے چہرہ پر خوشی کے آثار نہ دیکھے تو میں خوشی سے جان نہیں دونگی"

نگیندر۔ "توں نے کیوں ایسا کیا؟ توں نے مجھے کیوں نہ بلا بھیجا۔"

گُندا۔ (مسکراکر) "اُس بات کا خیال نہ کر۔ یونہی جلدی سے یہ الفاظ میرے مُنہ سے نکل گئے تھے۔ تمہارے آنے سے پہلے میں نے مرنے کا ارادہ کرلیا تہا۔

میری یہ نیت تھی۔ کہ اگر سوچ بھی آجائیگی۔ تو میں مرجاؤنگی۔ میں اُس کی راہ میں کانٹا نہیں ہونگی۔

میں نے واقعی مرنے کی ٹھان لی تھی۔ مگر تمہیں دیکھ کر میں مرنے پر راضی نہ تھی۔"

نگیندر نے کچھ جواب نہ دیا۔ اب وہ بے زبان گندا کے سامنے لاجواب تھا۔ گندا نے تھوڑی سی تامل کے بعد کہا۔ "بولنے سے ابھی مجھ سیری حاصل نہیں ہوئی۔ چونکہ میں نے کبھی بولنے کی جرات نہیں کی تھی۔ اس لئے میری خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔ مگر اب موت میرے قریب آ رہی ہے۔ میرا منہ خشک ہو رہا ہے۔ میری زبان کانپ رہی ہے۔ اور مجھے زیادہ بولنے کی قدرت نہیں ہے۔" اس نے سر نگیندر کے پاؤں پر رکھدیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹر آیا۔ مگر مریضہ کا حال دیکھ کر چپ چاپ کوئی دوا دیئے چلا گیا۔ آخری وقت پر گندا نے سورج مکھی اور کمل مانی کو یاد کیا۔ وہ آئیں۔ اور زار زار رونے لگیں۔ گندا نے ایک نظر انہیں دیکھا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی روح بدن سے پرواز کر گئی۔ اور کھلا ہوا پھول یک لخت بند ہو گیا۔

سورج مکھی نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "کاش تیری قسمت جیسی قسمت میری بھی ہو۔ مجھے اپنے شوہر کے پاؤں پر مرنا نصیب ہو۔" یہ کہکر شوہر کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی۔

نگیندر گندا کی لاش دریا کے کنارے سے اوٹھا لے گیا۔ وہاں آخری رسوم ادا کی گئیں۔

چالیسواں باب

خاتمہ

گندا نندنی کے بعد لوگوں میں یہ چرچا شروع ہوئی۔ کہ

کندا کو زہر کہاں سے ملگئی تھی۔
اور آخر کار اس کا شبہ ہیرا پر
ہوا۔
نگیندر نے ہیرا کو بلوا بھیجا۔ مگر
اس کا پتہ نہ ملا۔ کندا کے مرجانے
پر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔
اور پھر کسی نے اوس گرد نواح میں
اس کا نام نہ سُنا۔
ہاں ایک دفعہ اور صرف ایکدفعہ
دیبندر سے ملنے آئی۔ دیبندر کا
زہریلا درخت اس وقت بار آور
ہو رہا تھا۔ وہ سخت مرض میں مبتلا
ہوا تھا۔ اور چونکہ وہ بیماری میں
بھی شراب پیتا تھا۔ اس لئے
اسکی بیماری لاعلاج ہوگئی۔ اور
کندا کی وفات سے صرف ایکسال
بعد دیبندر کی یہہ حالت ہوگئی۔
دو تین دن مرنے سے پیشتر اُس کے
دروازہ پر کچھہ شور سُنائی دیا۔
اور اُس کے نوکر نے آکر کہا "
جناب ایک پگلی باہر کھڑی ہے۔
تمہیں ملنا چاہتی ہے۔ اور منع
کرنے سے باز نہیں آتی۔ دیبندر نے
پگلی کو بُلا بھیجا۔ جب وہ سامنے
آئی۔ تو دیبندر نے دیکھا وہ سخت
ذلت کی حالت میں گرفتار ہے۔
کپڑے پھٹے ہوئے چہرہ مرجھایا
ہوا اور واقعی دیوانہ پن کے
آثار دکھائی دے رہے تھے۔
عورت نے لحظہ بھر دیبندر کو دیکھکر
کہا " کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ
میں ہیرا ہوں" دیبندر نے
اوسے پہچان کر حیرت سے کہا۔
" تیری یہ حالت کس نے کی ہے؟
ہیرا۔ (غصہ میں بھر کر اور
اور ہونٹ کاٹ کر) تو پوچھتا
ہے۔ میری یہ حالت کس نے
کی ہے؟ سُن یہ سب تیری کرتوت
ہے۔ تو اب مجھے نہیں جانتا۔
مگر ایک دفعہ تو نے میرے
ساتھہ خوشی منائی۔ تو مجھے
بھول گیا ہے۔ مگر ایکدفعہ تو نے یہ گ

لالایا تھا۔ سن جس دن تو نے
مجھے گھر سے نکال دیا تھا میں
پگلی ہوگئی۔ مجھ سے یہہ صدمہ
برداشت نہ ہو سکا۔ میرے دماغ
پر اس کا برا اثر پڑا۔ میں اس
دیوانگی کے عالم میں دوا فروش
کے پاس گئی اور اس سے زہر خرید
لائی۔ پہلے تو میں نے خود زہر
کھا لینے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے خیال
آیا کہ میں کیوں ظاہر کھاؤں۔
کیوں نہ تجھکو یا کمندا کو کھلاؤں۔
اس امید پر میری بیماری جاتی
رہی۔ تو تو میرے ہتھے نہ چڑھا۔
آخرش میں نے کمندا کو زہر کھلا دی۔
مگر اس سے میری بیماری اور
بڑھ گئی۔ اور راز مخفی رکھنا
مشکل سمجھ کر میں نے اس جگہ کو
ہی چھوڑ دیا۔ اور وطن کو خیرباد
کہکر پاگلوں کیطرح آوارہ
پھرنے لگی۔ اب مجھے کوئی
کھانے کو بھی نہیں دیتا۔ سچ ہے

پگلی کو کون کھانا دے۔ جب بیماری
زور پکڑتی ہے اور کسی درخت
کے نیچے بیٹھ جاتی ہوں۔ گھومتی
گھومتی ادھر آنکلی۔ تو میں نے
سنا کہ تو مرنے والا ہے۔ یہہ
میرے لئے بڑی خوشخبری
تھی۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا۔
اور یہاں آئی۔ میرا دل ٹھنڈا ہوگیا
ہے اور میری دعا ہے کہ دوزخ
بھی تجھے قبول نہ کرے۔
یہ کہکر راگ گاتی ہوئی ہیرا چلی
گئی۔ اور دھندر کی تکلیف اس
واقعہ سے اور بھی بڑھ گئی۔ اور
اوس نے بڑی دقت اور ذلت
سے جان دی۔ زہریلا درخت
اب ختم ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ
بہت سی گھروں کے لئے یہہ
عبرت کا کارنامہ ہوگا۔



پنجاب جنرل بک ایجنسی متعلق کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی
مختصر فہرست کتب بابت ماہ جولائی ۱۸۹۴ء

(۱) تمام فرمائشات کی تعمیل نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوگی (۲) جو صاحب قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجیں ان کو دو آنے بغرض رجسٹری زائد ہمراہ بھیجنے چاہئیں ورنہ بلا رجسٹری بک پیکٹ کے تلف ہونے کا مطبع ذمہ دار تصور نہوگا۔ (۳) فرمائش کے ہمراہ نام معہ پتہ صاف خط میں ہونا چاہئے۔ اگر پیسہ اخبار کا خریدار ہو تو صرف رجسٹر نمبر خریداری لکھ دینا کافی ہوگا (۴) کل فرمائش کا محصول ڈاک معاف [illegible]

بعض نئی کتابیں مطبوعہ حال

ذخیرہ صنعت و حرفت (حصہ اول)

اس کتاب میں ہزار ہا نسخے اور ترکیبیں علم فلاحت و باغبانی۔ فن رنگریزی۔ دوا وغیرہ [illegible] کا رنگنا۔ انواع و اقسام کی روشنائیاں۔ روغن سازی۔ لاکھ رنگین کرنا۔ سیمنٹ۔ پنسل بنانا۔ دیاسلائی بنانا۔ آئینہ پر قلعی کرنا۔ صابون اور موم بتی بنانا۔ بسکٹ سازی۔ شراب۔ مربہ۔ آتشبازی۔ عطریات وغیرہ۔ مصنوعی جواہرات قدرتی کی نقل۔ سیاہی چکنائی وغیرہ کا داغ دور کرنا۔ دھاتوں کے متعلق عجیب اعمال۔ علم کیمیا [illegible] کے نسخے۔ دفعیہ حشرات الارض۔ علاج حمیات۔ شربت۔ جوہر ست اور روغن۔ بموسم اشیا کا تازہ رکھنا۔ جواہرات۔ مینا کاری۔ چینی کے برتن بنانا۔ کانچ ڈھالنا۔ فوٹوگرافی۔ کھانوں کے متعلق۔ لیمونیڈ سوڈا برف کی قلفی کا غنبانا۔ شعبدے وغیرہ وغیرہ امور کے درج ہیں کہ جن کے آزمانے اور استعمال کرنے سے ہر شخص خواہ دولتمند ہو یا غریب بے انداز فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایسی اور اس قدر قیمتی باتوں کا جاننا ہزار ہا روپیہ کے خرچ اور محنت سے میسر ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں کوڑیوں کے مول آپ کے پیش کیا جاتا ہے۔ قیمت [illegible] جلد [illegible]

(حصہ دوم تیار ہو رہا ہے)

خط تقدیر یعنی سامدرک:۔ یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے ہاتھ کے پنجے سے انسان کی قسمت اور اس کی طبیعت و تعلقات کے حالات معلوم کرنے کے نئے طور بتلائے ہیں۔ اس میں انسان کے سیدھے اور الٹے ہاتھ کے قدرتی قد کے بارہ نقشے اور کئی ایک چھوٹے نقشوں کے درج ہیں۔ جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ خدا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اور اسی سے ہاتھ کی لکیریں بھی کسی مطلب کے لئے کھینچی گئی ہیں وہ اس کتاب سے ضرور لطف حاصل کرینگے قیمت [illegible]

پُراسرار روسی راہب:۔ روس کے متعلق جو قصے آج تک لکھے گئے ہیں ان میں سے یہ پُراسرار روسی راہب واقعی ایک پُراسرار قصہ ہے۔ روس کا مشہور شہنشاہ پیٹر اعظم سیاہ پوش راہب کے کہنے میں ایک سازش کا شکار [illegible] لگنے کے لئے [illegible] ہے ایک بندوق ساز کی محبت ایک شہزادی سے۔ امیر زادی کی وفاداری اپنے غریب عاشق سے۔ بڑی

تمام درخواستیں مہتمم پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

بڑی خوفناک سازشوں کے بعد ارکا گریٹ ڈیوک کو جو زار کے بعد روس میں دوم درجہ کا شخص تھا پولیس والوں کے سائبیریا کر بھیجا اور بندوق سازکی اس کی معشوقہ سے اپنے سامنے شادی کرانا قیمت ۲؎

ناول۔ ڈرامے اور فسانے

ستر دلبران۔ ناول کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ ایک عجیب قصہ کے پیرائے میں کوئی ایسا عمدہ اخلاقی سبق اس خوبی کے ساتھ پھیلایا جاوے کہ لوگوں کو اس کا مطالعہ خشک بھی نہ معلوم ہو اور نتیجہ ایک ایسا مفید پیدا ہو جاوے کہ جو وعظ و نصیحت کی لمبی مجلدات سے نہ ہو سکے۔ درحقیقت قدیم ہندوستان و یونان عرب وغیرہ ممالک میں فرضی قصے۔ ڈرامے یا فرضی حیوانات کی فرضی کہانیاں لکھنے اور یورپ میں ناولوں کی بھرمار کرنے سے غرض یہی ہوتی ہے کہ چٹپٹے اور پرمذاق قصے کے پیرائے میں بڑے بڑے اخلاقی مذہبی معاشرتی اور پولیٹیکل نتائج پیدا کئے جائیں۔ آجکل ہندوستان میں شادی بیوگان کی ترویج کی بڑی ضرورت ہے اور جو شخص اس ایسے مفید اور نیک کام کی ترویج میں کامیاب ہو جاوے وہ ملک پر بہت بڑا احسان کرے گا۔ اس لئے کارخانہ پیسہ اخبار لاہور نے یہ ناول عشقیہ پیرائے میں اعلیٰ مذاق کی چاشنی کے ساتھ تصنیف کرایا ہے حصہ اول خوشخط تحریر کے ساڑھے تین سو صفحہ حجم پر تیار کیا گیا ہے قیمت فی جلد عمہ ۔ ستر دلبران حصہ دوم بھی تیار ہو گیا ہے۔ قیمت ۱۲؎

ڈانگ اور تبر یعنی دو حریف سراغرساں۔ اس نام سے ایک عجیب ناول انگریزی سے ترجمہ ہو کر شائع ہوا ہے جس میں دو حریف سراغرسانوں نے ایک نہایت پیچیدہ مقدمے کے سراغ میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دی ہیں۔ جس میں امریکہ کے بدمعاشوں کے ہتھکنڈے اور دلیری کے ساتھ ساتھ سراغرسانوں کی اعلیٰ قابلیت عجیب لطف دیتی ہے۔ حجم ۴۲۰ صفحے قیمت فی جلد ۱۲ روپے

ناول زن مرید یا بارک تمہاری طبع ہے) یہ ہم اسمی ناول ہے ایک بارک نام کپتان مرید انگریز اپنے قلم سے اپنے حالات لکھتا ہے جس میں اس نے ایک پر درجہ کی متلون مزاج اور خود پسند بیوی کی غلامی کی ہے۔ نہایت عمدہ عبرت انگیز ناول ہے۔ قیمت صرف ۱۲ روپے

حامد اور دل رُبا۔ اردو زبان کا چھوٹا ناول جو کہ ایک عجیب قصہ جس میں ایک شخص بختیار کے خفیہ طور پر قتل ہو جانے اور اس کے قاتلوں کا حال نہ کھلنے خفیہ پولیس کے افسر عمر عیار کی بے جا تشابہ او رکاوش کے بعد سراغ تک پہنچانے۔ قزاقان بہ مرشد کی ایک بڑی جماعت کے گرفتار ہونے مقتول کے بیٹے حامد کے ہمشکل شخص کی بدولت پیچیدگیاں پیش آنے اور بالآخر راز سربستہ کے کھلنے سے عجیب لطف پیدا ہوتا ہے۔ ناول اپنی طرز کا یکتا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۰ روپے

البرٹ بل دنیا و زمانہ انوکھا ناول جذبات کا دریا۔ خیالات کا چشمہ جس میں بل کی پوری ابتلائی کیفیت۔ اس کی وجہ سے ترقی ممبران کونسل کی پیچیں۔ یورپین کی مخالفت اور سینہ زوری۔ بنگالیوں کی داویلا اور واویلا۔ انگلش طبائع کی برانگیختگی اور شورش۔ گورنمنٹ کی توجہ اور اہل ہند کی ملی آزادی۔ بعد ازاں سرکار کی رحم النفسی اور ہندوستانی رعایا کی وفاداری اور شکر گذاری۔ ختمین خیر کا قصہ یعنی ہندوستانی حکمرانوں کی قوم کے ہاتھوں سزا و اہل کے

آخری فیصلہ کو بڑی مذاق اور ظرافت کے ساتھ مختلف
سینوں میں اُردو بامحاورہ زبان میں مصنف مذموم نے
لکھا ہے بار دوم مطبع خادم التعلیم میں طبع ہوا قیمت [illegible]

ناول جمیلہ یا ایک خفیہ پولیس کا افسر
جس نے ایک غیر معمولی سراغ رسانی کی قابلیت سے
ایک بہت بڑی بدمعاشی کا طلسم توڑ کر ایک نازک اندام
لڑکی کو ہمیشہ کی تباہی سے بچایا قیمت [illegible]

جہانگیر شیکسپیر کے مشہور [illegible] کا ترجمہ
ذریعے منشی محمد امتیاز علی بی اے نے [illegible]
ظاہر کیا ہے اور ترجمہ کا حق ہے کہ نہایت بامحاورہ سلیس
اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے کتاب نہایت
عمدہ کاغذ پر خوشنما چھپائی گئی ہے قیمت [illegible]

عجیب غریب دلچسپ اور حیرت انگیز
فسانوں کا مختصر سلسلہ - اس سلسلے میں چیدہ چیدہ
ایسے عجیب و غریب اور حیرت انگیز فسانے اور قصے نہایت
مختصر پیرایہ میں درج کئے گئے ہیں کہ جن کے مطالعہ سے
طبیعت نہایت خوش ہوتی ہے - اور تعریف یہ ہے کہ
ایک فسانے کو شروع کر کے ختم کرنے سے پہلے چھوڑنے کو
جی نہیں چاہتا ہر حصے میں دس فسانے ہیں حصہ اول
قیمت [illegible] عجیب و غریب دلچسپ اور حیرت انگیز فسانے
حصہ دوم - (حصہ سوم زیر طبع ہے) قیمت [illegible]

شہزادی حسن کی بیگم یا یعنی محبت [illegible] نہایت
عجیب ڈراما قیمت [illegible]

منصور و موہنا یا کامل عشق - ایک دلکش
ڈراما قیمت [illegible]

ناول چلتا پرزہ یا غلیب سکاٹ مزے کا
سراغ رساں - جس میں خفیہ پولیس کے ایک ہوشیار
سراغ رساں کی نہایت عجیبہ اور حیرت انگیز کارگزاریوں
کی بدولت خوفناک خطرات سے ایک حسین لڑکی کی
جان بال بال بچی اور بدمعاشوں کے ایک بہت
بڑے گروہ کا خاتمہ ہو گیا قیمت [illegible]

تحفہ عصمت - اس نام کا ایک مشہور ناول [illegible]
[illegible] ضلع منٹگمری
[illegible]
[illegible]
[illegible] عشق - [illegible] مشہور فسانہ نگار انگلستان
ایک ناول کا ترجمہ بہت دلچسپ ہے - پورے صفحے کی
پانچ تصاویر - قیمت [illegible]

سلسلہ تذکرۃ المشاہیر

(یعنی مشہور لوگوں کی سوانح عمریاں)

سترہ سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید
ثانی شہنشاہ روم - یہ کتاب [illegible]
انگلستان کی شہزادی نے قسطنطنیہ میں [illegible]
دقیق تجربہ کی بنا پر سلطان معظم کی سترہ سالہ حکومت کے
متعلق لکھی ہے جس میں کمال خوبی کے ساتھ حضرت سلطان
کی قابلیت اور اس سے ترکی کے پیچیدہ مسئلے کو سلجھانے
کے حالات درج ہیں - اس کا ترجمہ کارخانہ پیسہ اخبار نے
ایک لائق شخص سے کرایا ہے - جس نے اصل کتاب کے
برابر حالات حاشیے پر لکھ دئے ہیں - جن سے [illegible]
سلطنت عثمانیہ کی ایک مکمل تاریخ [illegible]
اور علاوہ اس کے [illegible] پورے صفحے کی تصاویر [illegible]
لگی ہیں جس کا حجم [illegible]
ہے قیمت [illegible]

سوانح عمری راجہ رام موہن رائے۔ پیشوائے تہذیب ہندو بانی برہمو سماج مہاتما رام موہن رائے کے سوانح عمری مصنفہ منشی [illegible] صاحب نند۔ بڑی جلی خوشخط ٹائپ کاغذ تین سو صفحوں پر چھپ کر تیار ہو گئی ہے اس نامور بزرگ اور حب الوطن فلسفی [illegible] بزرگ کی زندگی کے عجیب اور تعلیم دینے والے واقعات ایسے ہیں کہ جن کے مطالعہ سے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق فائدہ اٹھا سکے۔ اور کتاب کو چھوڑنے سے پہلے قائل ہو جاوے کہ واقعی راجہ رام موہن رائے "گریٹ مین" یعنی بڑا آدمی کہلانے کے قابل تھا۔ ہر ایک مذہب کا آدمی راجہ صاحب کی تعریف کرنے کے سوا نہیں رہ سکتا۔ جس قدر حالات اس بزرگ کے اس وقت تک بنگال میں جمع ہو چکے ہیں وہ سب محققانہ طور پر اس کتاب میں درج ہیں۔ اور راجہ صاحب کی عکسی تصویر بھی شروع میں لگائی گئی ہے اور اخیر پر ان کے مقبرے کی تصویر ہے جو انگلستان میں واقع ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲؍

ذکر ممدوح۔ حضرت ملکہ معظمہ انگلستان وکٹوریا قیصرہ ہند کے صحیح اور معتبر سوانح عمری جس میں کل حالات ابتدا سے انتہا تک نہایت صحیح انگریزی کتابوں سے منتخب کئے گئے ہیں [illegible] کا خیال بھی مد نظر رہا ہے۔ طبع چہارم۔ قیمت [illegible]

آئینہ سکندری۔ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے نہایت معتبر اور مستند [illegible] سوانح عمری۔ جو کہ یورپ [illegible] انگریزی [illegible] تاریخوں کی مدد سے اس اولو العزم بہادر کے مفصل حالات ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے کیونکہ آج تک [illegible] اردو زبان میں اس قسم کے اس بہادر بادشاہ سکندر کی سوانح عمری موجود نہیں [illegible] تصاویر کے قیمت [illegible]

دخانی انجن کے موجد جیمس واٹ صاحب کی سرگزشت۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ کس طرح ایک غریب اور کمزور لڑکے نے دخانی انجن کو ایجاد کیا۔ اور کس بہادری اور استقلال سے دنیا میں ناموری حاصل کی۔ باتصویر۔ قیمت ۸؍

ابوالفضل علامی کا تذکرہ۔ شہنشاہ اکبر کے اس وزیر اعظم اور زبردست مدبر اور انشاپرداز کا تذکرہ جس کو ایک فاضل نے لکھ کر رسالہ حسن میں چھپوا کر انعام حاصل کیا ہے خاص اجازت کے ساتھ اس مطبع نے بغرض اشاعت علوم مفیدہ چھاپ دیا ہے۔ بار دوم۔ قیمت ۴؍

بدھ کے مختصر سوانح عمری۔ مرتبہ پنڈت رام ناتھ صاحب۔ قیمت ۸؍

ایک شرابی کی سچی سرگزشت۔ اس کتاب کی تعریف اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ انگلستان کے ایک مشہور شرابی کے اپنی قلم کے لکھے ہوئے سوانح عمری جس میں وہ اپنے زمانے بھر کی شراب کی بدولت تکلیفات کا خاکہ کھینچ کر توبہ کرتا ہے۔ کوئی شخص جو کیسا شرابی ہو۔ ایک دفعہ اس کو پڑھ لے پھر کبھی شراب پینے کا نام تک نہ لیگا۔ مخالفان مے نوشی کو ضرور اس کتاب کی تشہیر کرنی چاہئے قیمت فی جلد صرف ۴ر

جنرل گارفیلڈ کے باتصویر سوانح عمری۔ یہ امریکہ کا تاریخی مشہور لائق آدمی ایک محنتی اور جفاکش لڑکا تھا جس سے معلوم ہوگا کہ کس طرح ایک غریب مگر محنتی لڑکے نے صرف اپنی ہی محنت سے یہاں تک عزت و اقتدار حاصل کیا کہ ایک دن امریکہ جیسے ملک کا پریسیڈنٹ ہو گیا۔ قیمت ۸؍

حکیم ارسطو کے باتصویر سوانح عمری۔ اس مشہور زمانہ حکیم کے نام سے کون واقف نہیں۔ دنیا کی تاریخ کے مفصل حالات لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت ۴؍

پیٹر اعظم زار روس کے باتصویر سوانح عمری قیمت ۸ر

شیخ الرئیس معلم ثانی حکیم بوعلی سینا کے سوانح عمری قیمت ۸ر

اس سلسلے میں قریب بیس کے سوانح عمریاں تصنیف ہو چکی ہیں جو جلد تیار ہونے والی ہیں ۔

حکایات اور لطائف و ظرائف

پانسو لطیفے حصہ اول ۔ مشرقی اور مغربی مذاق کے نہایت عمدہ اور چٹپٹے معا مجد ا پانسو لطیفے درج کئے گئے ہیں۔ اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ ہم ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔ ہماری تعریف سے نہ تو پانسو سے سوا پانسو ہی ہو سکتے ہیں اور نہ گھٹ سکتے ہیں۔ طبیعت مذاق پسند ہے تو ضرور منگوائیے غم غلط کرنے کے لئے نہایت عمدہ رفیق ہے۔ پہلا ایڈیشن چھپتے ہی دست بدست ختم ہو گیا اب دوسری مرتبہ بعد ترمیم چھپے ہیں قیمت ۸ر

پانسو لطیفے حصہ دوم ۔ بشرح صدر قیمت ۸ر

پانسو لطیفے حصہ سوم ۔ بشرح صدر ۔

(زیر طبع ہیں) قیمت ۸ر

[illegible] مذاق [illegible] ۔ باتصویر لطیفے

یہ کتاب حال میں مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور میں چھپی ہے یورپ اور خصوصاً انگلستان کے مختلف مذاق کے ایک سو نہایت دلچسپ اور ہنسانے والے لطیفوں پر مشتمل ہے لطف یہ ہے کہ ہر لطیفے کے ساتھ اسی مطلب کی تصویریں بھی چھاپی گئی ہیں جو مطلب اور مذاق کو دوبالا کر دیتی ہیں۔ اس سے کس قدر لطف معلوم ہو سکتا ہے کہ یورپ اور خصوصاً انگلستان میں عورتوں اور مردوں کا مذاق کیسا پر لطف ہوتا ہے ۔

اخلاق

حکایات حکیم لقمان مع قصص و نتیجہ مجلد ۔

یہ چھوٹی تقطیع کی خوبصورت ۔ بیش قیمت کتاب دو تین سال سے انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہو رہی تھی حال میں مطبع خادم التعلیم سے طبع ہو کر شائع ہو گئی ہے اس میں حکیم لقمان کی ایک سو ساٹھ حکایتیں درج ہیں ان میں سے ہر حکایت کے آخیر میں اس کا نتیجہ نکالا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کا محل استعمال ملک ہندوستان کے حسب حال صاف عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ہر محل کے آخر فارسی یا اردو کا کوئی موزون شعر یا مثل جو اس موقع کے مناسب ہو حکایت کے مطلب کو موثر اور ذہن نشین کرنے کے لئے درج کیا جاوے ۔ اور اس بات میں جہاں تک کامیابی ہوئی ہے ناظرین اسی کتاب کو منگوا کر دیکھ سکتے ہیں کتاب کے پہلے ایک مختصر تاریخ ان حکایات کی اور ایک مختصر تذکرہ حکیم لقمان [illegible] تقطیع کے چار صفحوں پر [illegible] میں شامل ہیں [illegible] ایک شخص کی شہادت [illegible] عیسائی مذہب اس کے [illegible] رہ سکا [illegible] حکایات لقمان کی کتاب کو [illegible] مقدس کے پہلو بہ پہلو [illegible] قول تھا کہ بائبل کے سوائے اور کوئی کتاب [illegible] نہیں ۔ اور کہ یہ حکایتیں کسی ایک آدمی کے ذہن [illegible]

تمام درخواستیں مہتمم پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

نتیجہ نہیں۔ بلکہ دنیا کے مختلف عقلمندوں کی عمر بھر کے تجربے کا خلاصہ ہیں قیمت فی جلد ۱۲؎۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایشیا اور یورپ کی ضرب الامثال۔ جس میں چینی۔ جاپانی۔ سنسکرت۔ بنگالی۔ کرشمیری۔ مرہٹی۔ کنڑی۔ بنگالہ تامل۔ تلنگو۔ اردو۔ پنجابی۔ پشتو۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ ہسپانی۔ پرتگالی۔ اطالی۔ جرمنی۔ روسی۔ امریکن زبانوں کی نتیجہ خیز اور چیدہ ضرب الامثال اردو زبان میں ترجمہ کر کے درج کی گئی ہیں۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے ایک دو صفحے پڑھنے سے کوئی نہ کوئی لاکھ روپیہ کے تجربے کی بات نہ سمجھا دے۔ قیمت صرف ۱۲؎

امثال لقمان۔ حکیم لقمان کی مشہور حکایات میں سے ۴۰ مختلف حکایتیں جدا جدا زبانوں (انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ فرانسیسی) میں مع ترجمہ اسکندر غوری صاحب۔ مطبوعہ قسطنطنیہ قیمت ۱۲؎

پند سودمند لقمان حکیم۔ اس چھوٹے سے رسالے میں مولوی محمد عبداللہ صاحب نے بڑی تلاش اور سرگرمی سے ڈیڑھ سو کے قریب نصائح جمع کی ہیں۔ جو اس نامور حکیم نے اپنے فرزند جگر بند کے لئے لکھی تھیں۔ جلی قلم سے بہت خوش قلم۔ قیمت ۱؎

کتب تواریخ

تاریخ بدائع اسلام۔ ترجمہ فارسی تاریخ اسلام مصنفہ دو فتحاب صبحی پاشا وزیر تعلیم قسطنطنیہ۔ یہ کتاب اسلام کی نہایت منصفانہ تاریخ ہے جس کو اسکندر غوری صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار ملکہ از سلاسیل نے فارسی میں ترجمہ کر کے چھپایا ہے مطبوعہ ٹائپ قسطنطنیہ حجم تین سو صفحے۔ قیمت ۳؎

نامہ خسروان۔ زبان پارسی میں تاریخ شاہان ایران از آغاز آبادیان تا انجام ساسانیان۔ ایران کے چھاپہ کی قیمت ۸؎ تھی ہمارے ہاں قیمت مقرر کی اور اس میں اصل کے مطابق شاہان ایران کی ۶۰ صحیح تصاویر ہیں۔ اس کی قیمت ۵؎

جاپان جاپانی۔ بغرض اشاعت علوم مفیدہ ایک ایسا سلسلہ حالات ممالک کا اس کارخانے میں تیار ہو رہا ہے جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے تمام پولیٹیکل۔ سوشل حالات اور تاریخ جغرافیہ کے مختصر حالات ایسے پیرایہ میں بیان کئے جاتے ہیں کہ جس کا مطالعہ عوام الناس کو گراں نہ گزرے اور ساتھ ہی ساتھ معلومات کا ایک ذخیرہ حاصل ہو جاوے۔ یہ اس سلسلے کا پہلا نمبر ہے اس کے بعد چین۔ عرب۔ ترک اور ترکی۔ ایران۔ ایرانی وغیرہ ناموں کی کتابیں شائع ہونگی۔ کتاب بہت سی تصویروں کے ساتھ تیار ہوئی ہے قیمت ۱۲؎

تاریخ گجرات دکن۔ ترجمہ از تاریخ فرشتہ نہایت عمدہ ہے قیمت ۱۲؎

تاریخ انگلینڈ۔ امیدواران امتحان انٹرنس کے لئے انگلستان کی بہت سی انگریزی تاریخوں سے کمال محنت سے یہ خلاصہ تیار کیا گیا ہے قیمت ۱؎

خلاصہ تاریخ ہندوستان۔ منشی محمد الدین صاحب مرحوم سابق ہیڈ ماسٹر مشہور نے بڑی لیاقت کے ساتھ امیدواران امتحان مڈل کے لئے بہت سی فارسی اور انگریزی تاریخوں سے خلاصہ کر کے تیار کیا ہے۔ [illegible]

تاریخ گلشن ہند۔ تاریخ ہند میں جتنے واقعات مفید سلسلہ جمع ہیں وہ سب اس خلاصہ میں جمع طور میں جمع ہیں تاکہ طالبعلم آسانی سے یاد کر سکے [illegible]

دوم قیمت فی جلد ۱ روپیہ ۵ پائی

مذہبی اور مباحثی کتابیں

مفتاح القرآن :- قرآن مجید و فرقان حمید کے مطالب کو سمجھنے اور یاد کرنے و بوقت ضرورت حوالے اور شہادت کے لئے فوراً کسی خاص متعلم سے وہی آیت شریف نکالنے کے لئے کہ جس کے مضمون کی ضرورت تھی یا کسی خاص مضمون کے متعلق جتنی تحاریر مقامات پر ارشاد ہوا ہے اس کو تحریر یا تقریر کے وقت معلوم کرنے کے لئے عموم الناس اور خصوصاً واعظین کلام مبین کو بہت دقت ہوا کرتی تھی۔ اس لئے حامی دین متین مرزا لطیف قلیچ بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر سندھ نے بڑی جانفشانی اور محنت سے برادران اسلام کی سہولیت کے لئے یہ رسالہ بترتیب لغات فارسی زبان میں مرتب کیا ہے۔ اس میں ہر مطلب کا لفظ دیکھنے سے اس کے آگے آیت مع رکوع۔ سورۃ اور سیپارہ کا نمبر مل جاتا ہے اور فوراً کلام اللہ سے وہ موقع نکل سکتا ہے کافہ مسلمین کو مفتاح القرآن سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۰ صفحوں کے حجم میں خوشخط اور اچھے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے تقطیع بہت موزوں یعنی ۸×۱۰ انچ ہے۔ قیمت فقط ۸ آنے

فضائل الاسلام :- یہ بے نظیر کتاب مولوی فیروز الدین صاحب سیالکوٹی نے پادری عماد الدین لاہز کی تاریخ محمدی کے جواب میں اس قابلیت سے لکھی ہے کہ عیسائیوں کو ان ہی کے اقوال سے جھٹلا کر کے قرآن شریف اور نبی آخر الزمان کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ نہایت عمدہ قابل دید مناظرے کی کتاب ہے۔ قیمت ہر سہ حصہ ۱۰ آنے

حقوق العباد :- جس میں بندوں کے تمام حقوق جو بندوں پر ہوتے ہیں جیسے بیٹا بیٹی ماں باپ۔ میاں بھائی بہن بیوی دوست وغیرہ کے حقوق دیئے ہیں ۔۔

بائبل کے اجتماع نقیضین :- انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا ہوا۔ موجودہ بائبل کی ایسی آیتیں جو مختلف و متضاد و متناقض ہیں۔ قیمت ۳ آنے

شہری یا مسلمان کی مذہبی بے وفائی اور دغابازی - اردو ترجمہ از کتاب مسٹر بریڈلا مرحوم قیمت ۱ آنہ

پنجسورہ حمائل قلم مع تفسیر - نہایت عمدہ و خوشخط اور دیکھنے کے قابل ہے۔ نہایت عمدہ جلی قلم اور خوشخط ہے قیمت صرف ۱۲ آنے

اوراد محمدی یعنی درود اکبر۔ دلیف وار بڑی کوشش سے تیار کرکے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۲ آنے

سلوک الزائرین :- اس میں ایک زائر نے پیشتر حالات کربلائے معلی مع نقشہ زیارات مندرج ہیں۔ ۳ آنے

مجموعہ مناجات :- موسومہ برات نجات خاکی زبان فارسی میں مناجات کا نہایت قابل مجموعہ ہے ۳ آنے

حد مصاص القریتین بجناب الثقلین المعظمین :- جزو اوّل از کتاب معاسرار الہدیٰ فی جواب انوار الہدیٰ مصنفہ مولوی علی محمد ابن مولوی حضرت علی محمد صاحب لکھنوی۔ در باب مباحثہ شیعہ سنی۔ بڑی تحقیق اور تفتیش سے تصدیق اعتقاد سنت و جماعت حال میں تیار کرکے چھاپی گئی ہے۔ قابل ملاحظہ قیمت ۱۰ آنے

مجموعہ مناجات :- قیمت ۳ آنے

نماز :- روزہ۔ جنازہ وغیرہ۔ قیمت ۲ پائی

رسالہ طلاق :- نہایت عمدہ کاغذ اور جیبی تقطیع قیمت ۱ آنہ

تمام درخواستیں مہتمم پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

کتب طب

اختیار تولید:- امریکہ میں ایک محقق نے تجربہ اور تحقیق کیا ہے کہ جس شخص کے گھر میں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں لڑکے یعنی اولاد نرینہ کن تدابیر سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ ہے۔ قیمت ۸/

تحفۃ الصبیان:- ایک نہایت عمدہ کتاب بچوں کی پرورش۔ خوراک وغیرہ کے بیان میں نہایت فصاحت کے ساتھ ہے۔ ہر ایک بال بچے والے گھر میں ضرور ہونی چاہئے۔ قیمت فی جلد ۴/

غایت المداوات قانون علاج اردو [illegible] عملی [illegible] کے تمام اصول [illegible] علم تجربہ [illegible] سے متعلق [illegible] تشریح مفصل [illegible] ہے۔ قیمت ۱۲/

صحت شمائل ازدواج:- یہ علم طب کی بے نظیر کتاب ہے جو زمانہ حال کی تحقیقات کے مطابق ازدواج کی زندگی کی برکات ظاہر کر کے ان کو بحال رکھنے اور ان سے خوشحالی حاصل کرنے کی تدابیر سے لبریز ہے حال میں ڈاکٹر مرزا محمد اکبر بیگ صاحب خلف جناب مرزا اعظم بیگ صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور نے تصنیف کی ہے اور قسطنطنیہ میں نہایت خوشخط ٹائپ کے چھاپے میں باتصویر چھپی ہے تا [illegible] پیسہ اخبار میں اس کا مفصل ریویو چھپ چکا ہے۔ زیادہ حالات مطالعہ کتاب سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جس قدر قیمتی

کتاب کے ترجمہ پر بہت کچھ [illegible] کر کے یہ اردو کتاب تیار کی گئی ہے [illegible] مرتبہ چھپ چکی ہے مشہور یورپ کی ہر زبان میں موجود ہے۔ قیمت فی جلد ۲/

تریاق زہر یعنی سانپ اور اس کے کاٹے کا علاج اور سانپ کی تشریح کے مفصل حالات معہ بہت سی تصویروں کے۔ قیمت ۲/

غایت الغائت فی ربت الساعت:- ایک نہایت عمدہ مختصر سا رسالہ روزمرہ امراض کے آسان آسان نسخہ جات میں ہے۔ ۲ پائی

ہدایت ہیضہ:- اس نام کے ایک چھوٹے سے رسالے میں ہیضہ کے حفظ ماتقدم کے متعلق ایک تجربہ کار اسسٹنٹ سرجن نے ہدایات لکھی ہیں۔ قیمت [illegible] پنجاب کے بعض اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں نے تقسیم کرنے کے لئے ہزار ہا کاپیاں خریدی ہیں۔ جو صاحبان برائے ثواب ہمدردی خلق خدا اس کی کاپیاں تقسیم کرنے کے لئے خریدیں گے ان کو مندرجہ ذیل رعایتی قیمت پر ملینگی۔ ایک سو کاپی [illegible] دو سو کاپی [illegible] پانسو کاپی [illegible] ایک ہزار کاپی [illegible]

سلسلہ اوراق مطلا

یعنی تجارت اور عام کاروبار کے متعلق کتابیں

طریق دولت (حصہ اول):- جس میں ہر روش کے نیا اعمال کی مفید مطلب باتیں دنیا میں ہر پیشے سے دولت کمانے اور [illegible] کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ [illegible] ایک کروڑ پتی لوگوں کے تجربات اس بارہ میں درج ہیں جو شخص اس کتاب کو پڑھ کر عمل کریگا پھر کبھی وہ افلاس کے پنجے میں گرفتار ہونے کی

شکایت نہیں کریگا۔ دوسری دفعہ نہایت عمدہ چھپی
تقطیع پر چھپی ہے۔ قیمت مجلد عصہ

رسالہ قرض (یعنی طریق دولت حصہ دوم)۔ علاوہ
قرض کی جانستان بلا سے نجات کی تدابیر بتلانے کے
اس کتاب میں بیسیوں مفید مطلب ہدایات دولت کمانے
اور بچانے کے متعلق درج ہیں۔ ملک میں عام رائے نے
تسلیم کرلیا ہے جس طرح کہ کتاب طریق دولت کے جتنے
لکھے گئے ہیں۔ اس قسم کی پہلے کوئی کتاب اردو میں
موجود نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس سے ہندوستان کی بابی
دولت کو بہت مدد ملی ہے۔ قیمت ۸ر

کتب زبان دانی

محبوب الامثال۔ دس سو صفحہ کی کتاب
میں پانچ زبانوں انگریزی عربی فارسی پنجابی و اردو
کی پانچ ہزار سے بھی زیادہ ہم معنی اور ہم مطلب ضرب الامثال بالمقابل
درج ہیں۔ ہر ایک منصف مزاج شخص سمجھ سکتا
ہے کہ مصنف نے کس محنت شاقہ سے ایک زبان
کی ضرب المثل کے لئے اسی کی ہم مطلب اور ہم معنی باقی
چار زبانوں کی مثلیں تلاش کرکے جمع کی ہونگی۔ کیونکہ
دو یا تین زبانوں میں ہم معنی ضرب المثل تو پالینا آسان
کام ہے۔ باوجود اس تمام محنت اور کوشش کے قیمت
صرف عہ رہے ہ

عربی علم ادب وزبان۔ قیمت ۸ر
انگلش گرامر تشریح اردو۔ منشی محمد الدین
صاحب مرحوم نے انگریزی گرامر کو ایسی عمدہ طرز سے اردو میں
بیان کیا ہے کہ منتہی بڑی صعوبت سے سمجھ کر جس
میں گرامر سیکھ سکتا ہے۔ مبتدی گرامر کے تمام مطالب

اس مختصر کتاب میں موجود ہیں۔ قیمت ۸ر

پرائمری گرامر پنجاب کے مشہور ماسٹر غلام حیدر نے
پہلے جو رسالہ بنام پارٹس آف سپیچ تیار کیا تھا اب دوسرے
ایڈیشن میں اس میں ترمیم کرکے اس کا نام پرائمری گرامر
رکھ دیا ہے۔ جو کہ پرائمری کلاس کے لئے بمنزلہ ٹکسٹ
بک کے کام دیگی۔ بار دوم قیمت ۳ر

پاپولر بلنڈرس کوریکٹڈ۔ زبان انگریزی کی تحریر و
تقریر کی روزمرہ اغلاط کی تصحیح کی کتاب ہے جس میں انگریزی
بول چال کی قریب ایک ہزار کے قریب غلطیاں ایسے
طور پر صحیح کی گئی ہیں کہ پہلے غلط فقرہ لکھ کر پھر صحیح فقرہ
معہ ترجمہ کے لکھا گیا ہے۔ طالبعلموں، اکثر کم استعداد مدرسوں
اور کلرکوں کے لئے یہ کتاب نہایت جانفشانی سے کئی سال
میں تیار کی گئی ہے۔ زیادہ خوبیاں کتاب کے مطالعہ سے
معلوم ہونگی۔ قیمت ۸ر

خوش بین لیسنز انگلش پرائمر۔ قیمت ۲ پائی

سائنس یعنی علوم

رسالہ علم مقناطیس۔ از پروفیسر سٹیل ڈی۔
سی۔ ایل۔ ایل ایل ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس پروفیسر
علوم طبعیات شاہی مدرسۃ العلوم برطانیہ کلاں کی کتاب
میگنیٹزم کا اردو ترجمہ۔ مترجمہ ماسٹر تیلو رام ریلوے
ٹکنیکل سکول لاہور۔ قیمت ۳ر

زراعت ہند۔ اس رسالے میں سوا دو گز چند مفید
زراعتی مضامین کے ایک وسیع لکچر درج ہیں جو جب
دیا گیا پنجاب سائنس انسٹیٹیوٹ لاہور گورنمنٹ کالج میں سال
دوم میں منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر رسالہ مفید عام پیسہ اخبار
نے اردو زبان میں دیا تھا۔ قیمت ۲ر

کلید صنعت:- دخانی انجن کے قواعد اور اسکی کارگزاریوں کو گتا کوئی [illegible] کام نہیں۔ مگر ہم اہل ہند نے اس علم سے کہ جس کو مکینکس کہتے ہیں بہت کم واقفیت حاصل کی ہے۔ حال میں جناب مستری نظام الدین صاحب ہیڈ فورمین لوکوموٹو ڈپارٹمنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ملک کی خیر خواہی کا بیڑا اٹھایا ہے کہ ہندوستانیوں کو اس علم سے واقف بنایا جائے چنانچہ [illegible] بیش قیمت معلومات کے سوا یورپ اور امریکہ سے اس قسم کی کتابیں منگوا کر ایک نئی کتاب بنام کلید صنعت تیار کی ہے کاغذ ۲۰×۲۶ ڈبل حجم ۳۱۴ صفحے چھپوائی بہت عمدہ۔ کتاب کے ۲۰ صفحے پر انجن کے کل پرزوں کے نام بڑی وضاحت سے انگریزی اردو میں لکھ کر ان کا مطلب سمجھا دیا ہے اس کے بعد انجن ڈرائیور اور فائرمین کے متعلق ہدایات لکھکر ۱۲۰ امتحانی سوالات معہ جوابات لکھے ہیں۔ جو شخص انجن کی حقیقت کو سمجھنا چاہے اس کو اور خصوصاً محکمہ ریلوے کے کل ملازموں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ قیمت فی جلد ۱۰ر

اس کا حصہ دوم تیار ہو گیا ہے۔ معہ بہت سی تصاویر کے [illegible]

خلاصہ مبادی العلوم:- مدارس سرکاری کی نصاب کی کتاب مبادی العلوم کا خلاصہ جو کہ ایک علمی کتاب ہے قیمت ۲ر

خلاصہ علم طبعیات:- نہایت عمدہ معہ کئی تصاویر کے قیمت ۶ر

کتب جغرافیہ

اسمائے جغرافیہ کی وجہ تسمیہ کا رسالہ۔ علم جغرافیہ کے کئی سو ناموں کے معنی اور مطلب بڑی محنت سے لکھے گئے ہیں۔ اور جغرافیہ کے متعلق ایسی نادر معلومات کی کوئی اردو کتاب موجود نہیں۔ قیمت ۸ر

عجائبات جغرافیہ:- جغرافیہ کے متعلق دنیا بھر کے عجائب غرائب کا ذکر جس کا عشر عشیر کسی اردو کتاب میں موجود نہیں بطور سوال و جواب تیسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۱ر

نکات الجغرافیہ:- کرہ ارض کے مختصر حالات ایسی خوش اسلوبی سے مرتب کئے گئے ہیں کہ مبتدی ان کو دو گھنٹے بیشتر دیکھنے سے طالب علم کامیاب ہو سکتا ہے۔ دوسری مرتبہ چھپا ہے [illegible] قیمت ۲ر

مرآۃ الکرہ:- یہ بھی کرہ ارضی کا ایک قابل دید جغرافیہ ہے۔ قیمت ۲ر

مختصر جغرافیہ پنجاب:- پانچویں مرتبہ ترمیم ہو کر چھپا ہے۔ زیادہ جلدوں کے خریدار کو رعایت ہو سکتی ہے ۱ر

نادر اور نایاب شوقیہ کتابیں

تحفہ بے نظیر:- خلاصہ دیوان حافظ کا پنجابی ٹھیٹھ میں نظم نہایت عمدہ ترجمہ۔ گویا عرفان کا دریا ہے تیسری دفعہ بہت عمدہ ڈیمی کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت ۶ر

فصاحت:- عام جلسوں میں بیان نہ موثر فصیح اور بچھپ مسلسل تقریر کر سکنے کا ڈھنگ بتلایا گیا ہے معہ فصاحت کی مختصر مگر مکمل تاریخ کے قیمت ۳ر

نجوم و رمل کی عجیب و غریب کتاب موسوم بہ نوشتہ تقدیر (یعنی انسانی قسمت کا فیصلہ):- یہ نادر کتاب ایک بہت ہی مشہور انگریزی رمال کی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں حکیم فیثاغورث کے تین سو سوالات نجومی معہ نو سو جوابات کے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اردو زبان میں آج تک کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی ہم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے

اِس کا ترجمہ کیا ہے۔ اور صرف اِس خیال سے کہ ہمارے ملک سے یہ متبرک علم گم ہو جائے۔ اِس کی قیمت صرف در حالیکہ محصول ڈاک ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ کتاب بڑی بڑی لائق لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ منکران علم رمل بھی اسے دیکھ کر دنگ ہو جاینگے ؛

رسالہ مقیاس۔ جس میں ہر قسم کی گھڑیاں اور مقیاس کا بیان ہے قیمت ۲ر ؛

مربے۔ حلوے۔ اچار و چٹنیاں بنانے کی ترکیبوں کی کتاب۔ اِس رسالے میں سینکڑوں قسم کی ترکیبیں ہر چیز کے اچار مربے۔ حلوے وغیرہ کے بنانے کی درج ہیں۔ قیمت ۴ر ؛

اسرار الشہود دیوان در علم عقد و سلوک از قدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ۔ قیمت ۱۰ر ؛

میونسپل ایکٹ جدید۔ قیمت ۶ر ؛

اُصول قانون۔ مارکبی صاحب کے اصول قانون کا ترجمہ اردو مترجمہ میرزا محمد حسین صاحب ایم اے۔ جو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان وکالت و مختاری میں شامل ہے قیمت فی جلد عما ؛

مشقی سوالات ریاضی۔ امتحان انٹرنس پنجاب یونیورسٹی کے کل سوالات ریاضی یعنی حساب مساحت۔ اقلیدس۔ الجبرا کے جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر ؛

مرآۃ الحساب۔ اِس میں حساب کے مو عدد درج ہیں معہ تیسرا باب۔ حساب کا ایک نادر رسالہ۔ قیمت ۲ر ؛

گلدستہ جبر و مقابلہ۔ جبر و مقابلہ کے ہر قسم کے مشقی سوالات کا نادر رسالہ ہے قیمت ۳ر ۶ پائی ؛

رسالہ فن زراعت کا فرہنگ۔ ۲ر پائی ؛

اُردو کی پہلی کتاب کا فرہنگ۔ جس میں نہایت سلیس اردو معنوں کے سوا پنجابی الفاظ بھی درج ہیں۔ قیمت ۶ پائی ؛

اُردو کی پہلی کتاب کا فارسی ترجمہ۔ فارسی کے ترجمہ کا ڈھنگ سیکھنے کے لیے بہت مفید ہے۔ ۱ر ۶ پائی ؛

گلدستہ تہذیب کا فرہنگ۔ ۱ر ؛

پیاری چمن سرکار کی فرسٹ ریڈر کا فرہنگ جس میں انگریزی لفظ معہ تلفظ اور معنوں کے درج ہیں ۱ر ۶ پائی

پیاری چمن کی دوسری ریڈر کا فرہنگ ۱ر ۶ پائی

" تیسری " " ۱ر ۶ پائی

" چوتھی " " ۴ر

پہلی ریڈر کا ترجمہ۔ قیمت ۱ر ۶ پائی ؛

پانچویں ریڈر کا ترجمہ۔ قیمت ۵ر ؛

اُردو شرح سکندر نامہ۔ مشمولہ گنجینہ خرد ۳ر

اُردو شرح قصائد عرفی۔ مشمولہ انٹرمیڈیٹ کورس فارسی۔ قیمت ۸ر ؛

اٹلس اردو۔ تقطیع خورد۔ قیمت ۴ر ؛

چشمہ فیض۔ یعنی ریمنے ترجمہ انگریزی۔ ۶ر ؛

کریما انگریزی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے کریما کو کون نہیں جانتا۔ اِس اردو نظم کا ترجمہ سلیس انگریزی میں نظم ہے۔ قیمت ۱ر ؛

غایت المداوات قانون علاج اردو

یہ صناعت طب کے علم و عمل کا ذخیرہ معالجات امراض اور دستکاری کے تمام اصول و فروع کا مجموعہ علم نجوم متعلقہ علم طب کا خزینہ کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے طلب کرو قیمت ۱۲ر ؛

تمام درخواستیں مہتمم کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

امتحان مڈل سکول پنجاب یونیورسٹی کے پچیس سال کے سوالات معہ جوابات و حل

مطبع خادم التعلیم لاہور نے [illegible] میں مڈل سکول کے گزشتہ سنین کے تمام مضامین کے امتحانی سوالات معہ حل و جوابات ہر ایک مضمون کے جدا جدا حصوں میں چھپوائے تھے جو نہایت ہی تھوڑے عرصے میں فروخت ہو گئے۔ اور جس سے امیدواران امتحان مڈل نے بہت بڑا فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ ہم پر ظاہر کیا گیا ہے کہ جن طالبعلموں نے امتحان سے ایک روز پیشتر بھی اس سلسلے کے کسی مضمون کا رسالہ دیکھ لیا وہ اس مضمون میں ضرور کامیاب ہو گیا۔ اب دوسری مرتبہ یہ سلسلہ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۹۳ء تک پچیس سالہ مجموعہ چھپ کر تیار ہے۔ انگریزی سوالات و جوابات ٹائپ کے حروف میں چھاپے گئے ہیں۔ ہمارا دعوی ہے کہ جو طالبعلم امتحان سے ایک دو روز پیشتر بھی ان سوالات کو دیکھ لیگا وہ امتحان میں ضرور کامیاب ہوگا ؛

مندرجہ ذیل قیمتوں پر مطبع خادم التعلیم یا کارخانہ پیسہ اخبار لاہور اور دیگر بڑے بڑے کتب خانوں سے مل سکتے ہیں ؛

(۱) انگریزی سے اردو۔ اور اردو سے انگریزی ترجمے معہ جوابات (انگریزی ٹائپ) بار دوم ۔ ـ/
(۲) انگریزی گرامر معہ جوابات (بخط ٹائپ) بار دوم ۔ - - - - - - - ۵/
(۳) حساب معہ حل۔ بار دوم - - - - - - - - - ۴/
(۴) مساحت معہ حل۔ بار دوم - - - - - - - - - ۲/
(۵) تواریخ معہ جوابات - - - - - - - - - - ۲/
(۶) جغرافیہ معہ جوابات - - - - - - - - - - ۵/
(۷) جواب مضمون اور جنرل اردو معہ جوابات۔ بار دوم - - - - - ۵/
(۸) قواعد اردو معہ جوابات۔ بار دوم - - - - - - - - ۳/
(۹) قواعد فارسی معہ جوابات۔ بار دوم - - - - - - - - ۳/
(۱۰) جبر و مقابلہ معہ حل - - - - - - - - - - ۳/
(۱۱) اقلیدس معہ حل - - - - - - - - - - - ۳/
(۱۲) طبیعیات معہ جوابات - - - - - - - - - - ۲/

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کے کل سوالات معہ جوابات حل

امیدواران امتحان انٹرنس پنجاب یونیورسٹی کو مژدہ ہو کہ مطبع خادم التعلیم و کارخانہ پیسہ اخبار لاہور نے اُن کے لئے کل سوالات امتحان انٹرنس میں ابتدائے ۱۸۸۰ء لغایت ۱۸۹۲ء مضامین ریاضی۔ انگریزی۔ تاریخ جغرافیہ وعلوم طبعی کو انگریزی زبان میں معہ جوابات ومفصل حل وغیرہ کے نہایت لائق ماسٹروں سے تیار کرا کر چھاپ دیا ہے۔

سوالات وجوابات ریاضی مکمل ۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۲ء تک جن میں سے ایک سال کا ایک مضمون حساب۔ مساحت۔ اقلیدس۔ الجبرا کا بھی کم نہیں چھپ کر تیار ہیں۔ قیمت فی جلد عـہ خرچ ڈاک علاوہ۔

سوالات وجوابات ترجمہ وگرامر انگریزی۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو معہ گرامر اور جواب مضمون انگریزی کے مفصل قیمت فی جلد عـہ۔ سوالات وجوابات تاریخ جغرافیہ۔ علوم طبعی انگریزی میں اور اردو کورس امتحان انٹرنس مقررہ پنجاب یونیورسٹی کے فرہنگ اضافہ معہ درمیں زیر طبع ہیں۔ ان کے لئے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی نادر جنتریاں

یہ اسم باسمیٰ جنتری جو کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے ۱۸۸۸ء سے ہر سال معہ تصاویر شائع ہوتی ہے مُلک میں نہایت عزت واستقلال کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے۔ پریس نے یک زبان ہو کر اس کو اول درجہ کی مُدہ جنتری تسلیم کر لیا ہے۔ سال حال میں اس میں اور بھی بہت کچھ ترقی کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل قیمتوں پر کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہے۔

نادر جنتری ۱۸۹۰ء - - - - ۸ر نادر جنتری ۱۸۹۱ء بلا ضمیمہ جات - - - - -

نادر جنتری ۱۸۹۱ء معہ ضمیمہ جات - - عمر نادر جنتری ۱۸۹۲ء بلا ضمیمہ جات - - - - -

نادر جنتری ۱۸۹۲ء معہ ضمیمہ جات - - عمر نادر جنتری ۱۸۹۳ء بلا ضمیمہ جات - - - - -

نادر جنتری ۱۸۹۳ء معہ ضمیمہ جات - - عمر نادر جنتری ۱۸۹۴ء بلا ضمیمہ جات - - - - -

نادر جنتری ۱۸۹۴ء معہ ضمیمہ جات - - عمر تھوڑی کاپیاں باقی رہ گئی ہیں

شہر لاہور کے مشہور ریشمی ازاربند

نہایت اعلیٰ قسم کے اور ہر ایک رنگ کے

درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم
فی تولہ عـہ	فی تولہ ۱۲ر	فی تولہ ۸ر

تمام مضامین مہتمم کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

شریف بیبیاں

عظیم الشان کا ماہوار رسالہ جس میں سعادتمند لائق بیٹی۔ سلیقہ شعار نیکبخت بی بی۔ اور مہربان عقلمند ماں سے متعلق ہدایات درج ہوتی ہیں ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء سے کارخانہ مطبع خادم التعلیم پنجاب و پیسہ اخبار لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ غرض اس کی اشاعت سے صرف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اعلیٰ درجہ کی معزز مستورات کے نمونوں کی طرز پر ہندوستانی شریف بیبیوں میں امور خانہ داری حسن معاشرت اور علم تہذیب حصول کا عمدہ مذاق پیدا کیا جاوے۔ ہر شخص جو اہل وعیال رکھتا ہے اس رسالے کو اپنے گھر کے لیے درج دینے کا حاجتمند ہوگا کیونکہ کون نہیں چاہتا کہ اس کے گھر میں انتظام خانہ داری میں سلیقہ اور عورت شوہر کی مددگار ہو۔ بچوں کی نگہبان خاطر خواہ ہو اور گھر جیتے جی طور پر بہشت کا نمونہ ہے۔ اس کے لیے نامہ نگاروں کے شکریہ سے ہم آسمان اور بیچارہ ہو جاوے۔ قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ملے ۲ روپے

شرح مجموعہ تعزیرات ہند مین صاحب

چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ اردو میں آج تک یہ شرح نہیں چھپی قیمت حسب ذیل ہے۔

کاغذ سرامپوری عہ مجلد ؏ — ڈمی ۳۰ پونڈ ؎ مجلد ۱۲ — حنائی ۵۲ پونڈ ؎ مجلد ؎

ہندو کلاسیکل ڈکشنری سردار جوگی سہائے صاحب تحصیلدار ریاست جموں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس کتاب کو تیار کیا ہے جو کہ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں اہل ہنود کے تمام دیوتاؤں رشیوں منیوں راجاؤں مہاراجوں اور دیوتاؤں وغیرہ کے نام کو جو شاستروں بیدوں پرانوں اور دوسری تاریخی کتابوں میں مذکور ہوتے ہیں معہ ان کے حالات کے بترتیب لغت درج ہیں۔ بغرض صحت ناموں کو خط دیوناگری میں بھی درج کر دیا ہے مطبع خادم التعلیم لاہور میں چھپ کر تیار ہے۔ صفحے تین سو سے زائد۔ قیمت ؏

تمام درخواستیں مہتمم کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

مذہب اسلام کے متعلق کتابیں

حمائل شریف مترجم بہ ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب۔ مجلد ۱۲/

پارہ عم مترجم - ۲/

پارہ اول ۲/

ضروریات المسلمین۔ نماز معہ ترجمہ [illegible]

ضروری دعائیں وغیرہ وغیرہ - ۲/۱

قرآن کریم سکھڑی پارہ کی اردو تفسیر - ۹/

تائید المحمود القرآن مصنفہ جان ڈیونپورٹ صاحب جس میں انہوں نے آنحضرت اور قرآن شریف کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے ۸/

دین اسلام - از مسٹر محمد ولیم صاحب ۲/

خطبے اور اسلام کے خط ایضاً ۲/

نور الاسلام - از مولوی حسن علی صاحب واعظ - ۶/

عطر دیوان نظیر ۲/

انیس بلی ڈاکٹر سرسید احمد خاں صاحب بہادر کے لیکچروں کا مجموعہ معہ ان کے مختصر سوانح عمری کے ۱۲/

تہذیب النفس ۶/

تحائف المرام - ۶/

اسلام محبت۔ اسلام دیگر مذاہب کے کیسی محبت کی تعلیم دیتا ہے ۱/

اسلام کی دنیوی برکتیں ۶/

ولادت مسیح - سرسید احمد خان صاحب اور ابو سعید مولوی محمد حسین کی بحث ولادت پر - ۳/

تصدیق المسیح - ایک متعصب عیسائی کے ۲۳ سوالوں کے معقول جواب ۳/

اصول ابطال مذہب مسیحی ۱/

مباحثہ دینی مابین پادری عماد الدین و حافظ ولی اللہ صاحب مرحوم ۳/

ردکفارہ معہ ابحاث ضروری ۲/

راہ تندرستی ۸/

ذکر الحکیم ۲/

کشف المحجوب اردو - حضرت داتا گنج بخش صاحب علی ہجویری کی تصنیف

دریائے معرفت ۱۲/

عقائد اہل سنت وجماعت از حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ ۴/

سرمہ چشم آریہ ۱۲/

دافع الفساد بجواب رسالہ جہاد ۳/

رسالہ تعمیر عمارت ۱۲/

نماز اور اس کی حقیقت ۳/

علم وعمل فن جراحی - از ڈاکٹر [illegible]

برج لال گھوش ۱۰/

الجواب الفصیح لالفقہ عبد المسیح -

عربی زبان ۱۰/

آنحضرت کے اخلاق و آداب از حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ - ۳/

مسٹر محمد الکزینڈر رسل ویب صاحب کے لیکچر امریکہ میں ۳/

آئینہ فطرت ۳/

رنڈیوں کی شادی ۳/

مناجات بیوہ ۳/

اعجاز التنزیل [illegible]

دوسرے اسلام کی نسبت عقلاء [illegible]

موثر القلوب ۳/

مولانا مولوی نذیر حسین صاحب کے لیکچروں کا مجموعہ ۳/

نواب محسن الملک سید مہدی علی صاحب کے لیکچر ۲/

مراسم العرب قبل الاسلام ۳/

اسلام انسان کے حق میں رحمت ہے

معیشت الاسلام ۳/

فرحت ۳/

صداقت ۳/

قوت فیصلہ ۳/

تحریف بائبل ۳/

رسالہ جہاد ۳/

ہم اور مسیحی ۳/

مجموعہ معجزات محمدی ۵/

تذکیر العباد ۳/

اسلام کی پہلی کتاب جو [illegible] قیمت ہے

پیسہ اخبار لاہور

نہایت ارزاں کیونکہ قیمت صرف دو روپے سالانہ مع محصول ڈاک ہے۔ اور پیشگی قیمت بھیجنے والے کو ایک عمدہ کتاب انعام ملتی ہے۔ حجم سولہ صفحے۔ باتصویر۔ بہت زیادہ تازہ بتازہ خبریں ہوتی ہیں۔ نادر و مستند رائیں اور قابل دید و دلچسپ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جو شخص ایک پرچہ نمونے کا منگوا لے اگر کچھ بھی مذاق اخبارات کا رکھتا ہو۔ ممکن نہیں کہ ہمیشہ کے لئے اس کے مطالعہ کا شائق نہ ہو جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت تمام ہندوستان کے اردو اخبارات میں زیادہ بکتا ہے۔

زمیندار باغبان و بیطار

چونکہ ہندوستان بجز چند مضامین زراعت۔ باغبانی۔ علاج مویشی۔ صنعت و حرفت و تجارت وغیرہ کا میگزین۔ ماہوار۔ باتصویر۔ اردو رسالہ ہے۔ قیمت عام سالانہ چار روپے (عہ)۔ امراء سے پانچ روپے (صہ) حکام و والیان ریاست سے چھ روپے (ے)۔ نمونے کی کاپی ۴ کو مل سکتی ہے۔ ہر ایک ہندوستان کے خیرخواہ کا فرض ہے کہ اس رسالے کی امداد کرے۔ اور اس فرض سے سبکدوش ہو۔ اس رسالے کی بہت بڑے بڑے تجربہ کار افسران زراعت اور واقف کار لوگوں نے بہت اعلیٰ رائے دی ہے اور پنجاب کے اکثر حکام ضلع نے اس کی خریداری منظور کر کے اس کی سرپرستی منظور کی ہے۔

بال اڑانے کا عجیب پوڈر

یہ وہ گرم پانی سے لگانے سے دم بھر میں بال بالکل نکال دیتا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ جلد کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتا۔

قیمت فی بکس ۔ تین بکس ۔ چھ بکس ۔ محصول ڈاک علاوہ۔ ترکیب استعمال ہمراہ بکس۔

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتا ہے

تمام موجودہ ہر قسم کا سامان کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے پتے سے آنی چاہئیں

پیسہ اخبار لاہور

نہایت ارزاں۔ کیونکہ قیمت صرف دو روپے سالانہ مع محصول ڈاک ہے اور پیشگی قیمت دینے والے
ایک عمدہ کتاب انعام ملتی ہے۔ حجم ۲۴ صفحے۔ باتصویر۔ بہت زیادہ۔ تازہ بتازہ اور معتبر خبریں۔ نادر اور مفید
ہیں اور قابل دید دلچسپ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جو شخص ایک پرچہ منگوا لے اگر کچھ بھی ذوق
اخبارات کا رکھتا ہو ممکن نہیں کہ ہمیشہ کے لئے اس کے مطالعہ کا شائق نہ ہو جاوے۔ یہی وجہ ہے
کہ اس وقت تمام ہندوستان کے اردو اخبارات میں زیادہ بکتا ہے ۔

المشتہر منیجر پیسہ اخبار لاہور

زمیندار۔ باغبان و بیوپار

جو کہ ہندوستان بھر میں مضامین زراعت۔ باغبانی۔ علاج المواشی۔ صنعت و حرفت و تجارت وغیرہ کا
اکیلا ماہوار۔ باتصویر۔ اردو رسالہ ہے قیمت عام سالانہ للعہ۔ امرا سے عہ۔ حکام و والیان ریاست سے
للعہ۔ نمونے کی کاپی ہر کوئی منگا سکتا ہے۔ ہر ایک ہندوستان کے خیرخواہ کا فرض ہے کہ اس نادر رسالے
کی امداد کرے اور اس غرض سے کہ ملک خوش ہو۔ اس رسالے کی بابت بڑے بڑے تجربہ کار افسران زراعت
اور واقفکاروں نے بہت عمدہ رائے دی ہے اور پنجاب کے اکثر حکام ضلع نے اس کی خریداری
فرما کر اس کی سرپرستی منظور کی ہے ۔

شریف بیبیاں

تعلیم نسواں کا ماہوار رسالہ جس میں سعادتمند لائق بیٹی سلیقہ شعار نیک بخت بی بی اور مہربان عقلمند ماں
بننے کی ہدایات درج ہوتی ہیں۔ ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء سے کارخانہ مطبع خادم التعلیم و پیسہ اخبار لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے
غرض اس کی اشاعت سے صرف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اعلیٰ درجہ کے زنانہ رسالوں کی طرز پر ہندوستانی شریف بیبیوں کی
امور خانہ داری حسن معاشرت اور تعلیم و تربیت اطفال کا عمدہ مذاق پیدا کیا جاوے۔ ہر شخص جو اہل و عیال رکھتا ہے اس
رسالے کو اپنے گھر میں منگانے کا حاجت مند ہوگا کیونکہ کون نہیں چاہتا کہ اس کے گھر میں انتظام خانہ داری میں
سلیقہ اور کفایت شعاری کا رواج ہو۔ بچوں کی صحت خاطر خواہ ہو۔ اور گھر ہو بہو ایک طور پر بہشت کا مرادف بنتا ہے اس
کے لئے تمام دنیا کی تصدیقات سے سامنے آ جاوے ہے قیمت سالانہ عہ محصول ڈاک ملے گا